قرآن حدیث اور فقہ کی روشنی میں

شادی کے شرعی احکام

حضور ﷺ کا مسنون طریقہ شادی اور آج کل کی شادیوں میں
اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جہنم کے مستحق بنانے والے اعمال

نکاح کے فضائل، نہ کرنے کی وعید و نقصانات
نکاح کا مسنون طریقہ اور نکاح سے پہلے اور بعد کے احکامات
رسومات کی نشاندھی، زوجین کے حقوق
آدابِ مباشرت، طلاق کے احکام
اولاد کی پرورش اور عقیقہ کے احکام وغیرہ پر مشتمل جامع کتاب

مرتب
مولانا مفتی محمد الیاس
(ولد مولانا محمد زکریا صاحب میمن)

مکتبہ الیاس
0321-2069945

قرآن حدیث اور فقہ کی روشنی میں

شادی کے شرعی احکام

حضور ﷺ کا مسنون طریقہ شادی اور آجکل کی شادیوں میں
اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جہنم کے مستحق بنانے والے اعمال

نکاح کے فضائل، نہ کرنے کی وعید و نقصانات
نکاح کا مسنون طریقہ اور نکاح سے پہلے اور بعد کے احکامات
رسومات کی نشاندھی، زوجین کے حقوق
آداب مباشرت، طلاق کے احکام
اولاد کی پرورش اور عقیقہ کے احکام وغیرہ پر مشتمل جامع کتاب

مرتب
مفتی محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحب (میمن)
رئیس دار الافتاء مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر کراچی

ناشر
مکتبہ الیاس
Z-85 بہادر آباد یار جنگ سوسائٹی
0321-2069945

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:............ شادی کے شرعی احکام

مرتب:............ مولانا مفتی محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحب (یمن)

کتاب ملنے کے دیگر پتے

کراچی اور پاکستان کے تمام کتب خانوں میں دستیاب ہے

نوٹ: بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم
تو مطلع فرمادیں اصلاح کرلی جائیگی۔

ناشر:
مکتبہ الیاس
Z-85 بہادر آباد یار جنگ سوسائٹی
0321-2069945

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۱۵
۲	پہلی فصل	۱۷
۳	نکاح کے فضائل	۱۷
۴	نکاح کی اہمیت سے متعلق چند احادیث	۱۸
۵	نکاح کے دنیوی و اخروی فوائد	۱۸
۶	اسلام میں نکاح کا مقام	۱۹
۷	اللہ کی نظرِ رحمت کے مستحق ہیں	۲۰
۸	نکاح نہ کرنے پر وعید	۲۰
۹	معاشرے اور افراد پر غیر شادی شدہ رہنے کے نقصانات	۲۰
۱۰	شادی سے بے رغبتی اور نکاح کے بغیر رہنے کی وجہ سے جو نقصانات پہنچتے ہیں ان میں سے اہم اہم ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں	۲۱
۱۱	۱۔ صحت کو پہنچنے والے نقصانات	۲۱
۱۲	سیلان: خون یا پانی کا شرمگاہ سے نکلنا	۲۱
۱۳	آتشک	۲۲
۱۴	قروحِ جنسیہ	۲۲
۱۵	سوزاک	۲۲
۱۶	قبل از وقت جنسی پختگی	۲۲
۱۷	۲۔ اخلاقی ونفسیاتی نقصانات	۲۲
۱۸	ایسا اباحیت پسند شہوت رانی کرنے والا شخص کبھی درج ذیل امراض کا شکار ہوجاتا ہے	۲۳
۱۹	جنسی شذوذ	۲۳
۲۰	جنسی ہوس پرستی	۲۳
۲۱	۳۔ معاشرتی نقصان	۲۴
۲۲	خاندان کا زوال پذیر ہونا	۲۵
۲۳	بچوں اور اولاد پر ظلم	۲۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴	مرد و عورت کا سکون محروم و بدبخت ہونا	۲۶
۲۵	قطع رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا	۲۶
۲۶	۴۔ معاشی نقصانات	۲۶
۲۷	قُوی کی کمزوری	۲۷
۲۸	ناجائز وسائل اختیار کرنا	۲۷
۲۹	۵۔ دینی واُخروی نقصانات	۲۷
۳۰	شادی کی راہ میں حائل ہونے والی رُکاوٹیں	۲۸
۳۱	(۱) مہر کی زیادتی	۳۱
۳۲	(۲) شادی کے اخراجات میں غلو ومبالغہ	۳۲
۳۳	نکاح کرنے کا فقہی حکم	۳۵
۳۴	واجب نکاح	۳۹
۳۵	فرض نکاح	۳۹
۳۶	ممنوع صورت	۳۹
۳۷	نکاح سے پہلے دعا و استخارہ کی ضرورت	۴۰
۳۸	چند ضروری ہدایات وآداب	۴۱
۳۹	اچھا رشتہ ملنے کے لئے اہم دعائیں	۴۱
۴۰	برے رشتے سے بچنے کے لئے دعائیں	۴۲
۴۱	استخارہ کی دعا	۴۲
۴۲	آسانی سے نکاح ہوجانے کے عملیات	۴۳
۴۳	لڑکیوں کے پیغام آنے کے لئے	۴۳
۴۴	دوسری فصل نکاح کے احکام	۴۳
۴۵	نکاح بھی ایک عبادت ہے	۴۳
۴۶	نکاح سنت کے مطابق کیجئے	۴۴
۴۷	آج نکاح کی برکت اُٹھ گئی	۴۵
۴۸	حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ	۴۵
۴۹	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز	۴۶
۵۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولیمہ	۴۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	حضور علیہ السلام کے طریقہ کے مطابق شادی کرنے کی ضرورت	۴۷
۵۲	بیاہ شادی میں سادگی ہی مطلوب ہے	۴۸
۵۳	شادی سے متعلق ضروری ہدایات	۴۹
۵۴	پہلی ہدایت	۴۹
۵۵	دوسری ہدایت	۴۹
۵۶	سنت سے عمروں کے تناسب کا حکم	۴۹
۵۷	تیسری ہدایت	۵۰
۵۸	چوتھی ہدایت	۵۰
۵۹	پانچویں ہدایت	۵۱
۶۰	(برابری) کا بیان	۵۱
۶۱	برابری کی اہمیت اور برابر کے رشتے میں شادی نہ کرنے کی خرابی	۵۱
۶۲	حسب ونسب کے اعتبار سے برابری	۵۲
۶۳	دین کے اعتبار سے کفایت یعنی (مساوات)	۵۲
۶۴	دینداری کی بنیاد پر رشتہ کرنے کی وجہ	۵۲
۶۵	عمر کے لحاظ سے کفایت (برابری)	۵۳
۶۶	مال کے اعتبار سے بھی مساوات ہونا بہتر ہے	۵۳
۶۷	غریب گھر کی لڑکی سے شادی کرے یا مالدار گھر کی لڑکی سے	۵۳
۶۸	لڑکے اور لڑکی کا انتخاب	۵۴
۶۹	شادی کے لئے لڑکا کیسا ہونا چاہئے	۵۴
۷۰	دینداری کی تعریف	۵۴
۷۱	نکاح کے قابل سب سے اچھی عورتیں	۵۴
۷۲	نکاح کے لئے بیوی کا انتخاب	۵۵
۷۳	نکاح اعلان کے ساتھ کرنا چاہئے	۵۶
۷۴	شادیوں کی تاریخ کا تعین	۵۶
۷۵	ماہ ذی قعدہ کو منحوس سمجھنا سخت غلطی ہے	۵۶
۷۶	ذیقعدہ، محرم اور صفر کے مہینے میں شادی	۵۶
۷۷	مختلف ضروری ہدایات واصطلاحات	۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۸	بڑوں کی رائے کے بغیر اور اپنی طرف سے نکاح کر لینے کی خرابی	۵۷
۷۹	لڑکوں لڑکیوں میں حیا وشرم کی ضرورت	۵۷
۸۰	اجازت لینے کا طریقہ اور چند ضروری مسائل	۵۸
۸۱	ولی کسے کہتے ہیں	۵۹
۸۲	لڑکی کا خود سے نکاح کر لینے کی خرابی	۵۹
۸۳	نکاح کی مجلس اور اس میں خصوصی اجتماع	۵۹
۸۴	مجلسِ نکاح سے پہلے اور عقدِ نکاح کے وقت وعظ ونصیحت کا حکم	۶۰
۸۵	نکاح کون پڑھائے	۶۰
۸۶	شادی سے پہلے اور شادی میں ہونے والی رسوم اور انکی شرعی حیثیت	۶۰
۸۷	رسم و رواج کی تعریف	۶۰
۸۸	رسوم کی پابندی کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں	۶۱
۸۹	منگنی کی رسم	۶۱
۹۰	دو لفظوں میں منگنی اور شادی کی حقیقت	۶۲
۹۱	منگنی کی حقیقت	۶۲
۹۲	منگنی کی رسم، حضرت فاطمہ ؓ اور حضور ﷺ کا نمونہ	۶۳
۹۳	نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے	۶۳
۹۴	منگنی میں آئے ہوئے مہمانوں کی دعوت کا حکم	۶۴
۹۵	شادی کارڈ میں فضول خرچی	۶۴
۹۶	مہر کے سلسلہ میں عام رجحان اور سخت غلطی	۶۴
۹۷	بابرکت اور آسان مہر۔ مہر کی قلت وکثرت سے متعلق چند احادیث	۶۵
۹۸	مہر کی قلت وکثرت کا معیار	۶۵
۹۹	مہرِ فاطمی	۶۵
۱۰۰	نکاح میں چھواروں وغیرہ پر فضول خرچی	۶۶
۱۰۱	ہماری بے اعتدالی	۶۶
۱۰۲	حضرت گنگوہی کا فتوٰی	۶۶
۱۰۳	مسجد کی بے حرمتی	۶۶
۱۰۴	رائج کئے گئے جہیز کے مفاسد اور خرابیاں	۶۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۵	جہیز دینا لازمی نہیں	۶۸
۱۰۶	رخصتی کی دعوت میں فضول خرچی	۶۹
۱۰۷	ہمارے یہاں کا طریقہ	۶۹
۱۰۸	ولیمہ کا مسنون طریقہ	۷۱
۱۰۹	مسنون ولیمہ کے حدود و شرائط	۷۱
۱۱۰	حضور ﷺ کا ولیمہ	۷۱
۱۱۱	دعوت حلال مال سے کرو اگرچہ دال روٹی ہو	۷۱
۱۱۲	ناجائز ولیمہ	۷۲
۱۱۳	بدترین ولیمہ	۷۲
۱۱۴	جس کی آمدنی پر اطمینان نہ ہو اور شبہ مضبوط ہو تو کیا کرنا چاہئے	۷۳
۱۱۵	دعوت میں شریک ہونے کے چند ضروری احکام	۷۳
۱۱۶	بیٹی کی شادی کی دعوت سنت سمجھ کر کرنا غلط ہے	۷۴
۱۱۷	شادی بیاہ اور تقریبات میں ممنوع اختلاط	۷۴
۱۱۸	باریک کپڑوں والیوں کی سزا	۷۵
۱۱۹	توضیحِ حدیث	۷۶
۱۲۰	عورتوں کو اپنی عزت کی حفاظت کے لئے پردہ کا حکم	۷۷
۱۲۱	عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم	۷۸
۱۲۲	اس آیت سے دو احکامات معلوم ہوئے	۷۹
۱۲۳	برقع کا حکم	۸۰
۱۲۴	چادر کس طرح اوڑھی جائے؟	۸۱
۱۲۵	عورت جب بغیر پردے کے باہر نکلتی ہے تو شیطانی عملہ حرکت میں آتا ہے	۸۲
۱۲۶	خواتین کا جہاد کیا ہے؟	۸۲
۱۲۷	مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ	۸۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۸	مردوں کی غیرت کہاں سوگئی؟	۸۳
۱۲۹	حضرت رابعہ بصریہؒ کا نظروں کی حفاظت کا عمل	۸۳
۱۳۰	مردوں کو متوجہ کرنے والی چیزوں کو پہننے اور لگانے کی ممانعت	۸۴
۱۳۱	عورتوں کے لئے چست کپڑے پہننا سراسر حرام ہے	۸۴
۱۳۲	نائلون کے شفاف و چست کپڑے	۸۴
۱۳۳	مردوں کے طور طریقے اختیار کرنے والی اللہ کی لعنت یافتہ عورت	۸۵
۱۳۴	ناظرین کتاب	۸۵
۱۳۵	لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی عورتیں	۸۶
۱۳۶	حیا، ایمان اور پردہ لازم وملزوم	۸۶
۱۳۷	جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی	۸۷
۱۳۸	جہنم میں بالوں سے لٹکی ہوئی عورتیں اور ان کا کھولتا ہوا دماغ	۸۸
۱۳۹	بدنظری پر پگھلے ہوئے سیسے کا عذاب	۸۸
۱۴۰	میں پردہ کیوں کروں؟	۸۹
۱۴۱	فیشن والی ماڈرن لڑکی پر پچاس ساٹھ سانپ	۸۹
۱۴۲	امریکہ میں بے پردگی کا نتیجہ	۹۰
۱۴۳	تصویر کشی	۹۰
۱۴۴	جہنم میں سب سے ہلکا عذاب	۹۱
۱۴۵	تصویروں کی تعداد کے برابر عذاب دینے والے	۹۲
۱۴۶	تصویر پر ایک اور عذاب	۹۲
۱۴۷	شادیوں کے بعض منکرات ومحرمات	۹۲
۱۴۸	آتش بازی	۹۳
۱۴۹	شادی بیاہ میں فوٹو کھینچنا اور اس کی فلم تیار کرنا	۹۳
۱۵۰	گانے باجے کی فرمائش	۹۴
۱۵۱	شادیوں میں بینڈ باجے بجانے کی رسم	۹۴
۱۵۲	شادی میں اسراف اور خرچ کی زیادتی	۹۵
۱۵۳	کس نکاح میں برکت نہیں ہوتی	۹۵
۱۵۴	جتنی دھوم دھام سے شادی کروگے اتنی ہی بدنامی ہوگی	۹۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۵	لباس، زیور، میک اپ (زینت) کے نقصانات	۹۶
۱۵۶	سلامی کی رسم	۹۷
۱۵۷	جوتا چھپانے اور ہنسی مذاق کرنے کی رسم	۹۷
۱۵۸	نئی دولہن کو ضرورت سے زائد شرم کرنا	۹۷
۱۵۹	رخصتی کے اگلے دن دلہن کو لینے کا خاص اہتمام اور اسکی شرعی حیثیت	۹۸
۱۶۰	دلہن کی کار کی تزئین کا حکم	۹۸
۱۶۱	شادی کے موقع پر مہندی لگانے کا حکم	۹۸
۱۶۲	بارات ہندوؤں کی ایجاد اور ان کی رسم ہے	۹۹
۱۶۳	بارات کی قطعاً ضرورت نہیں	۹۹
۱۶۴	دعوت ولیمہ میں منکرات ہوں تو شرکت کا حکم	۱۰۰
۱۶۵	تمام مسلمانوں کی ذمہ داری	۱۰۳
۱۶۶	تیسری فصل ازدواجی تعلقات وغیرہ کے شرعی احکام	۱۰۳
۱۶۷	ازدواجی زندگی کا تعلق	۱۰۳
۱۶۸	میاں بیوی کو لباس کیوں کہا.....؟	۱۰۴
۱۶۹	اسلام میں نکاح کا مقام	۱۰۵
۱۷۰	عورتوں کی لڑائی کرنے کی عادت	۱۰۶
۱۷۱	عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی	۱۰۶
۱۷۲	لڑائی جھگڑوں سے حفاظت کی عمدہ تدبیریں	۱۰۶
۱۷۳	خانگی فسادات گھریلو جھگڑے سے بچنے کی عمدہ تدبیر	۱۰۷
۱۷۴	شوہر پر بیوی کے حقوق	۱۰۷
۱۷۵	بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گذارنا	۱۰۷
۱۷۶	نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد	۱۰۸
۱۷۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک	۱۰۹
۱۷۸	بیوی کی دلجوئی اور اس کے جذبات کی رعایت	۱۰۹
۱۷۹	جہاں تک ہوسکے بیوی سے خوش گمان رہنا	۱۱۱
۱۸۰	عفو وکرم کی روش اختیار کرنا اور بیویوں کی کوتاہیوں، نادانیوں اور	۱۱۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	سرکشیوں سے چشم پوشی کرنا	
۱۱۴	بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا	۱۸۲
۱۱۵	بیوی کی ایذا رسانی پر صبر کرنا	۱۸۳
۱۱۶	پوری فراخ دلی کے ساتھ رفیقِ حیات کی ضروریات فراہم کرنا اور تنگی نہ کرنا	۱۸۴
۱۱۷	بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھانا	۱۸۵
۱۱۸	گھروں میں نوجوان خدمت گار رکھنا	۱۸۶
۱۱۸	متفرق مسائل	۱۸۷
۱۱۸	کتنی مدت تک شوہر بیوی سے الگ سفر وغیرہ کرسکتا ہے؟	۱۸۸
۱۱۹	عورت کو میکہ جانے کا حق	۱۸۹
۱۱۹	بیوی کی تربیت کا صحیح طریقہ	۱۹۰
۱۲۰	خوشگوار پسندیدہ زندگی	۱۹۱
۱۲۰	لطف کیسی زندگی میں ہے؟ گھر کی جنت	۱۹۲
۱۲۱	بیوی کے حقوق کا خلاصہ	۱۹۳
۱۲۲	ضرورت سے زائد، ہر عید بقر عید اور شادی میں کپڑے بنوانا شوہر پر لازم نہیں	۱۹۴
۱۲۲	عورت کے زیور کی زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وقربانی شوہر پر لازم نہیں	۱۹۵
۱۲۲	میاں بیوی میں اتحاد واتفاق اور گھر کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟	۱۹۶
۱۲۳	میاں بیوی کا تعلق صرف حاکم محکوم کا نہیں، محب ومحبوب کا بھی ہے	۱۹۷
۱۲۳	شوہر کے حقوق کا بیان	۱۹۸
۱۲۵	شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث	۱۹۹
۱۲۶	خدا اور رسولؐ کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے	۲۰۰
۱۲۷	اچھی بیوی کی صفات	۲۰۱
۱۲۷	نہایت خوش دلی کے ساتھ شوہر کی اطاعت کرنا	۲۰۲
۱۲۸	اپنی عزت اور عصمت کی حفاظت کرنا	۲۰۳
۱۲۸	شوہر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا	۲۰۴
۱۲۹	ہمیشہ اپنے قول اور فعل اور انداز واطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا	۲۰۵
۱۲۹	شوہر کا احسان ماننا	۲۰۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۲۹	شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرنا	۲۰۷
۱۳۰	شوہر کے گھر بار اور مال واسباب کی حفاظت کرنا	۲۰۸
۱۳۰	صفائی، سلیقہ اور آرائش وزیبائش کا بھی پوراپورا اہتمام کرنا	۲۰۹
۱۳۱	اپنے گھر کوصاف ستھرا رکھنا	۲۱۰
۱۳۱	خاوند کو دعا کے ساتھ رخصت کرنا	۲۱۱
۱۳۲	خاوند کے آنے سے پہلے عورت کا اپنے آپ کوصاف ستھرا کرلینا	۲۱۲
۱۳۲	بیوی کو کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ جس کی وجہ سے خاوند کی نظروں سے گرجائے	۲۱۳
۱۳۳	بچوں کے بارے میں خاوند سے مشورے کرتے رہنا،	۲۱۴
۱۳۳	خاوند کی جنسی حاجت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرنا	۲۱۵
۱۳۴	خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دینا	۲۱۶
۱۳۴	غلطی کو مان لینا	۲۱۷
۱۳۵	حضرت مولانا سید اسعد مدنی ابن حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی ؒ کا اپنی صاحبزادی کے نام نصیحتوں سے بھرپور ایک یادگار خط	۲۱۸
۱۳۶	متفرق مسائل	۲۱۹
۱۳۶	عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا	۲۲۰
۱۳۷	عورت کا بغیر اجازت والدین کے گھر رہنا	۲۲۱
۱۳۷	والدین اور شوہر میں سے کس کی اطاعت لازمی ہے؟	۲۲۲
۱۳۷	عورت کا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں سے ملاقات کی شرعا مدت	۲۲۳
۱۳۷	عورت پر سسر اور ساس کی خدمت کا حکم	۲۲۴
۱۳۹	شوہر کی خدمت کی ذمہ داری	۲۲۵
۱۳۹	گھریلو ذمہ داریاں	۲۲۶
۱۴۰	گھر کا کام کرنا بھی عبادت ہے	۲۲۷
۱۴۱	نوکرانی ہوتے ہوئے گھر کا کام خود بھی کرنا چاہئے	۲۲۸
۱۴۱	گھر کا کام کرنے میں خود عورتوں کا فائدہ ہے	۲۲۹
۱۴۲	شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا سامان بغیر اس کی مرضی کے استعمال کرنا جائز نہیں؟	۲۳۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۳۱	شوہر کے مال کو جوڑنا اور بغیر شوہر کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں	۱۴۲
۲۳۲	شوہر کے مال میں تصرف کرنے کے حدود	۱۴۳
۲۳۳	شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی سائل فقیر یا مدرسہ وغیرہ میں چندہ دینا جائز نہیں	۱۴۴
۲۳۴	شوہر کے مال سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی سامان خریدنا جائز نہیں	۱۴۴
۲۳۵	عورت کو اپنے مال میں بھی شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرنا چاہئے	۱۴۵
۲۳۶	احکامِ مباشرت	۱۴۵
۲۳۷	یعنی میاں بیوی کے خصوصی احکام ومسائل	۱۴۵
۲۳۸	بیوی کے پاس کس نیت سے جانا چاہئے	۱۴۶
۲۳۹	پہلی رات شب اول میں نفل نماز	۱۴۶
۲۴۰	دولہا دولہن کی پہلی رات کی مخصوص دعائیں	۱۴۶
۲۴۱	صحبت کا طریقہ	۱۴۷
۲۴۲	جماع کے وقت ذکر اور دعائیں پڑھنا	۱۴۸
۲۴۳	جب جماع کا ارادہ کرے	۱۴۸
۲۴۴	انزال کے وقت کی دعا	۱۴۹
۲۴۵	حالتِ حیض ونفاس میں ہمبستری	۱۵۱
۲۴۶	کھڑے ہوکر ہمبستری کرنا	۱۵۲
۲۴۷	آنکھ دُکھنے کی حالت میں ہمبستری کرنا	۱۵۲
۲۴۸	ہمبستری کا مناسب وقت	۱۵۲
۲۴۹	ہمبستری کے وقت شرمگاہ دیکھنا	۱۵۳
۲۵۰	پاخانہ کے مقام میں جماع	۱۵۳
۲۵۱	شوہر بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے سے متعلق بعض احادیث	۱۵۴
۲۵۲	بیوی کا ستر دیکھنے کا نقصان	۱۵۴
۲۵۳	صحبت کے وقت دوسری عورت کا تصور کرنا حرام ہے	۱۵۴
۲۵۴	ہمبستری کے دیگر آداب	۱۵۴
۲۵۵	غسلِ جنابت	۱۵۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۵۷	غسل کا مسنون طریقہ	۲۵۶
۱۵۸	چند ضروری ہدایات و آداب	۲۵۷
۱۵۹	ہمبستری سے فراغت کے بعد	۲۵۸
۱۵۹	بغیر غسل کے ہمبستری	۲۵۹
۱۶۰	شب زفاف میں صبح کی نماز کا اہتمام کریں	۲۶۰
۱۶۰	خلوت کی باتیں	۲۶۱
۱۶۰	عقدِ نکاح کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے دعوتِ طعام کا حکم	۲۶۲
۱۶۰	ترکِ جماع کی ممانعت	۲۶۳
۱۶۱	کثرتِ جماع کے نقصانات	۲۶۴
۱۶۳	میاں بیوی کا اختلاف ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے	۲۶۵
۱۶۳	اختلافِ زوجین میں قصور دونوں کا ہے	۲۶۶
۱۶۴	حب زوجین کے چند مفید اور آسان عملیات	۲۶۷
۱۶۴	شوہر کو راضی کرنے کا عمل	۲۶۸
۱۶۵	بیوی کی محبت کا عمل	۲۶۹
۱۶۵	میاں بیوی میں محبت کرانے کا مجرب عمل	۲۷۰
۱۶۵	سزا دینے اور سختی کرنے کے طریقے اور اس کے حدود	۲۷۱
۱۶۶	ظلم و زیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا طریقہ	۲۷۲
۱۶۶	اگر غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے	۲۷۳
۱۶۷	غصہ کا علاج	۲۷۴
۱۶۸	دوسرا علاج	۲۷۵
۱۶۸	تیسرا علاج	۲۷۶
۱۶۸	چوتھا علاج	۲۷۷
۱۶۹	پانچواں علاج	۲۷۸
۱۶۹	ایسا گر جس سے میاں بیوی میں کبھی لڑائی نہ ہو	۲۷۹
۱۷۰	صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہونے پر ناراضگی اور غصہ	۲۸۰
۱۷۱	طلاق اور خلع کے احکام	۲۸۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۸۲	ایسی نااتفاقی کہ نباہ کی کوئی صورت نہ ہوتو طلاق دینا ہی مصلحت ہے	۱۷۲
۲۸۳	طلاق دینے کا مسنون طریقہ	۱۷۳
۲۸۴	اولاد ہونے کے چند مفید اور آسان عملیات	۱۷۵
۲۸۵	حفاظتِ حمل	۱۷۶
۲۸۶	ولادت کے وقت کے شرعی احکام	۱۷۶
۲۸۷	بچے کے کان میں اذان	۱۷۶
۲۸۸	تحنیک	۱۷۷
۲۸۹	اچھے نام کی تجویز	۱۷۷
۲۹۰	بچہ کی پہلی تعلیم	۱۷۷
۲۹۱	تعویذِ حفاظت	۱۷۷
۲۹۲	عقیقہ	۱۷۸
۲۹۳	ختنہ	۱۷۹
۲۹۴	اولاد کی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے	۱۷۹
۲۹۵	نیک اولاد درجات کی بلندی کا باعث ہے	۱۸۰
۲۹۶	نیک اولاد اور ایصالِ ثواب	۱۸۱
۲۹۷	آخری بات	۱۸۱
۲۹۸	نوزائیدہ بچوں کی خوراک	۱۸۱
۲۹۹	چند ضروری باتیں اور احتیاطیں	۱۸۴
۳۰۰	عزل یا نرودھ کا استعمال	۱۸۶
۳۰۱	حمل گرانے کا حکم	۱۹۰
۳۰۲	ٹیسٹ ٹیوب بے بی	۱۹۲
۳۰۳	تعددِ ازواج (ایک سے زائد شادی کے شرعی احکام)	۲۰۰

مقدمہ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد!

نکاح ایک اہم عبات ہے اور اس کے معاملہ میں اس وقت لوگ تین طرح کے ہیں:

ایک طبقہ تو وہ ہے جو بغیر نکاح کے زندگی گزارنے میں آزادی اور سہولت سمجھتا ہے۔ یا فقط مہنگائی کے خوف سے اور خرافات ورُسومات کے اخراجات کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے بغیر نکاح کے زندگی گزارنے پر مجبور ہے، جس کی وجہ سے طرح طرح کے گناہوں میں معاشرہ ڈوبتا چلا جارہا ہے، بے حیائی اور فحاشی دن بدن عروج پذیر ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو نکاح کرتا ہے مگر خلافِ شریعت کرنے کی وجہ سے ایک عبادت ہزاروں گناہوں کا مجموعہ بن جاتی ہے، حالانکہ نکاح عبادت اور سنت ہے اس کی انجام دہی کے وقت شریعت والا طریقہ اختیار کرنا چاہئے، جیسے نماز، زکوٰۃ، حج عبادتیں ہیں اور ان سب کا ا ایک طریقہ ہے، اسی کے مطابق کریں گے تو یہ قابلِ قدر اور قبول ہوں گی، ایسے ہی نکاح میں بھی ہے۔

چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے خود نکاح کیا اور آپ ﷺ کے نکاح میں گیارہ بیویاں آئیں، حضراتِ خلفائے راشدین نے نکاح کئے، صحابہؓ وتابعینؒ نے نکاح کئے اور آج تک علمائے امت اور صلحائے امت نکاح کرتے آئے ہیں۔ تو حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جس طرح نکاح کرنا ثابت ہے، اسی طرح سے اس کا طریقہ بھی ثابت ہے، اسی کے مطابق ہم مسلمانوں کو نکاح کرنا چاہئے۔

اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ نکاح سادگی کے ساتھ ہو، اختصار کے ساتھ ہو اور

گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہونا چاہئے۔ اس موقع پر گناہوں کا ارتکاب بہت ہوتا ہے، جس طرح ہمارے دوسرے کاموں میں بگاڑ آ گیا ہے، طور طریقے خراب اور بگڑ گئے ہیں، ہماری نمازوں میں طرح طرح کی کوتاہیاں بھر گئی ہیں، حج اور زکوٰۃ میں طرح طرح کی کوتاہیاں اور خرابیاں اور خامیاں آ گئی ہیں، اسی طرح نکاح کے موقع پر بھی ایسی ایسی کوتاہیاں اور کمزوریاں اور ایسی ایسی خامیاں اور ایسے ایسے گناہ وجود میں آ گئے ہیں کہ "الامان والحفیظ" (کہ اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے)

تیسرا طبقہ وہ ہے جو نکاح کے وقت تو کچھ احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، مگر نکاح کے بعد زندگی کیسے گزارنی ہے، ازدواجی تعلقات کا شرعی طریقہ، زوجین کے حقوق کی رعایت، بچہ کی پیدائش کے وقت کے احکام وغیرہ سے ناواقف ہے۔

اس لئے بندہ نے ارادہ کیا کہ تینوں طبقہ کے لوگوں کیلئے احکامات پر مشتمل ایک کتاب تالیف کروں جس میں نکاح کے فضائل وبرکات اور نکاح سے پہلے اور نکاح کے وقت کے شرعی احکام اور رُسومات کی نشاندہی اور نکاح کے بعد کے احکام مختصرا جمع کردوں اور اس میں کوشش یہ کی ہے کہ زیادہ استفادہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات سے کروں۔

اللہ تعالیٰ سے آج بروز منگل ۱۶ رمضان المبارک اصحابِ صفہ کے چبوترہ پر ازواجِ مطہرات کے واسطے سے درخواست ہے کہ میری اس کاوش کو شرف سے نواز کر مسلمانوں کی شادیوں کو سنت کے مطابق بنا کر آبادیاں و محبتیں نصیب فرمائے۔

آمین یارب العلمین

العبد الفقیر الی اللہ الغنی مفتی محمد الیاس

خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر کراچی

۱۶/۸/۲۰۱۱ء بمطابق ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

پہلی فصل

نکاح کے فضائل

نکاح کی اہمیت آپ اسی سے سمجھ سکتے ہیں کہ نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (أربع من سنن المرسلين...... الخ) ترجمہ: چار چیزیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت میں سے ہیں۔ (۱) نکاح کرنا (۲) ختنہ کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو لگانا۔

اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (النكاح من سنتي) ترجمہ: نکاح کرنا میری سنت ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں، ان کی بھی یہ سنت ہے اور جن کے سردار ہیں یعنی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کی سنتوں میں سے بھی ایک سنت نکاح کرنا ہے۔ لہٰذا جو چیز سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہو اور دونوں جہانوں کے سردار رحمتِ کائنات ﷺ کی بھی سنت ہو تو وہ کتنی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہوگی، اور جو چیز عبادت ہو وہ یقیناً دین کا حصہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہوتی ہے۔ اور اس کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام سنتوں کے بارے میں ایک ارشاد فرمایا کہ: (فمن رغب عن سنتي فليس مني) مفہوم: جس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا، وہ میرے طریقہ پر نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ حدیث خاص نکاح سے متعلق نہیں ہے بلکہ عام سنتوں کی اہمیت کے سلسلہ میں ہے، لیکن جس طرح اور سنتیں ہیں اس طرح نکاح بھی ایک سنت ہے۔ لہٰذا جو نکاح پر قدرت رکھتے ہوئے نکاح نہیں کرتے، ان سے آپ ﷺ ناراضگی کا اظہار فرمارہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک عظیم سنت ہے اور جتنی عظیم سنت ہوتی ہے اتنی ہی وہ عبادت اور باعثِ اجر وثواب ہوتی ہے، بشرطیکہ اس سنت پر اسی طریقہ سے عمل کیا جائے جیسا کہ شریعت کے اندر منقول ہے۔

نکاح کی اہمیت سے متعلق چند احادیث

(۱) حضرت ابو نجیحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جو شخص نکاح کرنے کی وسعت رکھتا ہو پھر نکاح نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (ترغیب)

(۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو آدھا دین مکمل کرلیتا ہے اب اس کو چاہئے کہ بقیہ نصف دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (ترغیب)

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اے جوانوں کی جماعت! تم میں جو شخص خانہ داری (نان نفقہ) کا بوجھ اٹھانے کی قدرت رکھتا ہو اس کو نکاح کرلینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح کو نگاہ کے پست ہونے اور شرمگاہ کے محفوظ رہنے میں خاص دخل ہے۔ اور جو شخص قدرت نہ رکھتا ہو اس کو روزہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ روزہ اس کے لیے گویا رگیں مل دینا (شہوت کم کرنے کا ذریعہ) ہے۔ (مشکوٰۃ)

نکاح کے دنیوی و اخروی فوائد

(۴) حضرت ابن ابی نجیحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں عرض کیا اگر چہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی محتاج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر چہ بہت مال والا ہو پھر فرمایا محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو لوگوں نے عرض کیا اگر چہ بہت مالدار ہو تب بھی وہ محتاج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر چہ بہت مال والی ہو۔ (مشکوٰۃ، امداد الفتاویٰ، رزین)

کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری نہ اس مرد کو نصیب ہوتی ہے جس کی بیوی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہوتی جس کا خاوند نہ ہو۔ چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی۔ (حیوٰۃ المسلمین)

نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے دنیا اور دین کے کام دونوں اس سے درست ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت سے فائدے ہیں اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔آدمی گناہ سے بچتا ہے دل ٹھکانے ہو جاتا ہے نیت خراب اور پریشان نہیں ہوتی اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ اور ثواب کا ثواب' کیونکہ میاں بیوی کا قریب بیٹھ کر محبت و پیار کی باتیں کرنا' ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔ (بہشتی زیور)

اسلام میں نکاح کا مقام

دینِ اسلام نے نکاح کو عبادت کہا، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا: "النکاح نصف الایمان" کہ نکاح تو آدھا ایمان ہے، اور احادیث میں آتا ہے کہ جب آدمی نکاح کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نماز پڑھنے پر اکیس نمازوں کے پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، یہ اس لئے کہ اب اس نوجوان پر حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی، حقوق العباد کو پورا کرنے کے بعد پھر جب اس نے حقوق اللہ کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب کو بڑھادیا، دنیا میں اسلام ہی نے ازدواجی زندگی کو عبادت کہا، ورنہ تو پہلے مذاہب ایسے تھے کہ ساری زندگی کنوارہ رہنا نیکی سمجھتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ مرد عیسیٰ صفت بن کر رہے اور عورت مریم صفت بن کر رہے اور دونوں کنوارے پن کی زندگی گذاریں تب جاکر اپنے رب کو راضی کرسکیں گے، اس کو رہبانیت کہتے ہیں، دینِ اسلام نے کہا کہ یہ بدعت ہے، اللہ ربّ العزت نے اس کا کبھی بھی حکم نہیں دیا اسلئے کہا گیا "لا رھبانیۃ فی الاسلام" اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے، اس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب و فرائض سے بخوبی واقف ہوں، اور ان آداب کو بجالانے کیلئے پوری دل سوزی، خلوص اور یکسوئی کی ساتھ سرگرمِ کار بھی، ذیل میں ہم پہلے ان باتوں کو بیان کرتے ہیں جنکا تعلق شوہر سے ہے، اور پھر ان باتوں کو بیان

کریںگے جنکا تعلق بیوی سے ہے۔

اللہ کی نظرِ رحمت کے مستحق ہیں

ایک روایت میں ہے جب شوہر بیوی کی طرف محبت سے دیکھتا ہے اور بیوی شوہر کی طرف محبت سے دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

نکاح سے پہلے تو دونوں ایک دوسرے کیلئے اجنبی تھے ،اور خدانخواستہ نکاح سے پہلے اگر کوئی مرد بری نظر سے عورت کو دیکھے یا کوئی عورت کسی مرد کو دیکھے تو یہ گناہ ہے اور حدیث کے لحاظ سے آنکھوں کا زنا ہے، اور نکاح ہونے کے بعد اگر ایک دوسرے کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کے مستحق بن جاتے ہیں۔

نکاح نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوذرؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عکاف (صحابی کا نام ہے) سے فرمایا اے عکاف کیا تیری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور تو مال والا وسعت والا ہے؟ عرض کیا ہاں میں مال اور وسعت والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس حالت میں تو شیطان کے بھائیوں میں سے ہے۔ اگر تو نصاریٰ میں ہوتا تو اس کا راہب ہوتا۔

بلاشبہ نکاح کرنا ہمارا طریقہ ہے تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو بے نکاح ہیں اور مرنے والوں میں سب سے بُرے وہ ہیں جو بے نکاح ہیں کیا تم شیطان سے لگاؤ رکھتے ہو؟ شیطان کے پاس عورتوں سے زیادہ کوئی ہتھیار نہیں۔ جو صالحین (دینداروں) کے لیے فائدہ مند ہو (مالدار عورتوں کے ذریعے فتنہ میں مبتلا کرتا ہے) مگر جو لوگ نکاح کیے ہوئے ہیں یہ لوگ بالکل مطہر (پاکیزہ) اور بے حیائی سے محفوظ ہیں۔ اور فرمایا اے عکاف تیرا بُرا ہو۔ نکاح کر لے ورنہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگا۔ (رواہ احمد، جمع الفوائد)

معاشرے اور افراد پر غیر شادی شدہ رہنے کے نقصانات

اسلام نے رہبانیت کو حرام قرار دیا اور غیر شادی شدہ رہنے کو برا شمار

کیا ہے، شادی سے بے رغبتی (جسے اللہ نے جائز کیا اور اسی کے ذریعے اپنے بندوں کا اکرام کیا) سے افراد کو نہایت زبردست نقصان پہنچتا ہے۔

شادی سے بے رغبتی اور نکاح کے بغیر رہنے کی وجہ سے جو نقصانات پہنچتے ہیں ان میں سے اہم اہم ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

ا۔ صحت کو پہنچنے والے نقصانات:

یہ بات یقینی طور سے معلوم ہے کہ جب کسی قوم میں شادی سے بے رغبتی عام ہوجاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اکثر نوجوان مرد وعورتیں معاشرتی زندگی میں بے حیائی وگمراہی کی زندگی اختیار کرچکے ہیں اور آزادی کا شکار ہوگئے ہیں، اس لئے کہ اگر انسانی نفس کو اللہ تعالیٰ کا خوف وڈر روکنے والا نہ ہو اور اللہ جل شانہ کا خیال اور دھیان اس سے باز نہ رکھے تو وہ یقیناً لذت حاصل کرنے، عیش وعشرت اور شہوات وجنس کے دلدل میں پھنس جاتا ہے اور بے حیائی اور گناہ کے جنگل میں بھٹکتا پھرتا ہے، تاکہ جنسی میلان اور فطری خواہشات کا پیٹ بے حیائی، زنا، ناجائز میل ملاپ اور گندے تعلقات کے ذریعے بھرلے۔

اور جب کسی قوم میں زنا پھیل جاتا ہے تو وہ ایسے امراض وآفات کا شکار ہوجاتی ہے جو طاقت وقویٰ کو ختم اور جسم کو تباہ کرڈالتے ہیں۔

لیجئے وہ اہم اہم امراض پڑھ لیجئے جو باتفاقِ اطباء زنا کی وجہ سے جسم وصحت کو لاحق ہوتے ہیں:

سیلان: خون یا پانی کا شرمگاہ سے نکلنا

جو زنا کی وجہ سے منتقل ہوتا ہے اور رحم وخصیتین میں شدید قسم کی سوزش پیدا کردیتا ہے اور کبھی کبھی بانجھ بھی بنادیتا ہے اور جوڑوں میں درد پیدا ہوجاتا ہے اور اس کی وجہ سے کبھی بچہ پر بھی اثر پڑتا ہے اور اس کی آنکھوں میں سوزش پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی اس کو اندھا تک کردیتا ہے۔

آتشک:

عامی زبان میں اسے انگریزی بیماری کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ عام طور سے ان انگریز معاشروں میں کثرت سے پایا جاتا ہے جہاں زنا عام ہے اور وہاں کے رہنے والے اس بے حیائی کے کام کے شوقین ہیں، یہ بیماری ناجائز جنسی ملاپ، زنا یا بوس وکنار سے منتقل ہوجاتی ہے اور جلد جوڑوں، ہڈیوں عضلات، دل، پیٹ، پھیپھڑے، جگر اور پٹھوں میں سوزش پیدا کردیتی ہے اور چہرے، ناخن اور زبان کو خراب کردیتی ہے۔

فروج جنسیہ:

یہ بھی ناجائز جنسی ملاپ کی پیداوار ہے اور بلغمی غدود میں سوزش پیدا کردیتا ہے جو کبھی خطرناک قسم کے پھوڑے پھنسیاں اور پیشاب کی نالی میں سوزش، جوڑوں میں درد اور اطراف میں ورم پیدا کرتا ہے۔

سوزاک:

زنا کی وجہ سے منتقل ہوتا ہے اور اعضاءِ تناسل میں تکلیف دہ زخم پیدا کردیتا ہے اور کبھی پھیل کر جلد کو بھی خراب کردیتا ہے۔

قبل از وقت جنسی پختگی:

اس مرض کا شکار بعض وہ بچے ہوجاتے ہیں جن کی شہوت وقت سے پہلے بھڑک جاتی ہے اور غدود کے مکمل ہونے سے قبل جنسی خواہشات بیدار ہوجاتی ہیں، جس کی وجہ سے اعضاء کی شکل وصورت خراب اور نفسیاتی اور اعصابی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں،

صحت وجسم سے تعلق رکھنے والی یہ وہ بعض بیماریاں ہیں جو زنا کے پھیلنے کی وجہ سے جسم کو لاحق ہوجاتی ہیں۔

۲۔ اخلاقی ونفسیاتی نقصانات:

بے حیائی اور زنا کے دلدل میں پھنسنے کی وجہ سے جنسی خواہش انسان کی

تمام جسمانی، عقلی، نفسیاتی اور روحانی طاقت پر غالب آجاتی ہے، چنانچہ آپ کو ایسا شہوت پرست شخص حیوانوں اور دیوانوں کی طرح ہمیشہ جنسی وشہوت والی طرف نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا ملے گا، اسے صرف اپنی جنسی بھوک ہٹانے کی ہی فکر ہوگی اور اپنی حیوانی خواہش پوری کرنے کی دُھن اس پر سوار ہوگی۔

ایسا اباحیت پسند شہوت رانی کرنے والا شخص کبھی

درج ذیل امراض کا شکار ہوجاتا ہے:

جنسی شذوذ:

یعنی لواطت یا سحاق میں گرفتار ہوجاتا ہے، جو ایسا خطرناک مرض ہے جس میں مرد مردوں پر اکتفا کرتے ہیں اور عورتیں عورتوں پر، آج اس مرض میں بہت سی وہ قومیں اور معاشرے گرفتار ہیں جو ترقی یافتہ ہونے اور تہذیب وتمدن کے دعوے دار ہیں جیسے امریکہ اور انگلینڈ وغیرہ، چنانچہ امریکہ کے شہر نیویارک میں تقریباً پانچ لاکھ مرد وزن اس جنسی شذوذ میں گرفتار ہیں، یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جنھوں نے کھلم کھلا اس کو پیشے کے طور پر اپنایا ہوا ہے لیکن جو لوگ اس میں چوری چھپے گرفتار ہیں ان کی تعداد کتنی زیادہ ہوگی اس کا اندازہ آپ خود ہی کرلیجئے۔

جنسی ہوس پرستی:

اور کبھی جنسی ہوس پرستی کا شکار ہوجاتا ہے چنانچہ وہ آپ کو ہمیشہ ہر وقت جنسی وشہوانی خیالات میں ڈوبا ہوا ملے گا، ایسے شخص کو آپ ہر چیز وکام سے الگ تھلک دیکھیں گے، بھولنے کے مرض کا شکار ہوگا، کسی کام کا اہتمام نہ ہوگا، غفلت بڑھ جائے گی اور چستی ختم ہوجائے گی، اگر آپ اسے دیکھیں گے تو وہ آپ کو غبی اور مست سا معلوم ہوگا یا پریشان آفت ومصیبت زدہ، اس تکلیف دہ بیماری کی وجہ سے جسم کمزور اور حافظہ ضعیف ہوجاتا ہے اور نفس میں اضطراب وبے چینی پیدا ہوجاتی ہے۔

مشرقی ومغربی معاشروں میں زنا کے اخلاقی نقصانات درج ذیل شکلوں میں پائے جاتے ہیں:

☆……شہوت رانی میں مست، شراب، افیون، بھنگ اور چرس کے نشے کا عادی بے راہ رو نوجوان۔

☆……جسمانی، عقلی، اخلاقی اور نفسیاتی لحاظ سے بیمار، آزاد، بے راہ رو معاشرہ۔

☆……قتل، ڈاکہ، اغوا اور آبروریزی کرنے والی جماعتیں۔

☆……منشیات، افیون، چرس، اور حشیش وغیرہ فروخت کرنے والی جماعتیں۔

☆……جنسی وشہوت کے تاجر اور لڑکیوں کو فروخت کرنے اور زانیہ عورتوں کو کرائے پر چلانے والے۔

☆…… جرائم کی پردہ پوشی کرنے والے اطباء، وکیلوں اور قانون دانوں اور جنس ومال کی رشوت کے بدلے دوسروں کے حقوق ہضم کرنے والوں کی جماعتیں۔

☆…… کھلم کھلا عریاں مجالس ومحفلیں جہاں جانے والے بلا کسی شرم وحیاء اخلاق وشرافت کی ہر چادر اُتار پھینکتے ہیں۔

☆……کرایہ پر زانیہ عورتوں کو فراہم کرنے والے منظور شدہ اجازت یافتہ چکلے۔

☆……ان فاحشہ عورتوں کی بھرمار جو زنا کے پیشے کو کسبِ معاش کے لئے اختیار کرتی ہیں۔

☆……فحش گانے اور جذبات بھڑکانے والی موسیقی اور ڈرامے۔

☆…… جنسیات پر مشتمل کتابیں ننگے رسالے اور ناچ وبے حیائی کے مراکز واڈے۔

☆…… وہ اباحیت پسند آزاد لوگ جو ہر اخلاق وکرامت کے منکر اور ہر بے حیائی کے کام کو حلال سمجھتے ہیں اور خواہشات وآرزوؤں کے پیچھے دوڑے ہیں۔

اور اس کے علاوہ اباحیت اور اخلاقی خرابیوں کے وہ نمونے جن کا شمار اور کرنا ناممکن ہے۔

۳۔ معاشرتی نقصان:

مفکرین، مصلحین اور علماءِ اصلاحِ معاشرہ کے یہاں یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ

جب کسی قوم کے نوجوان غیر شادی رہنے کو ترجیح دیتے اور شادی کی ذمہ داریوں اور خاندان کی دیکھ بھال کے فریضے سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں تو معاشرہ اور افراد پر اس کے بہت بڑے نقصانات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

خاندان کا زوال پذیر ہونا:

اس لئے کہ جب کسی غیر شادی شدہ نوجوان کی جنسی بھوک حرام کے راستے سے پوری ہو جائے گی تو پھر اسے خاندان بسانے اور اولاد پیدا کرنے کی قطعاً کوئی فکر نہ ہوگی، اسی طرح زانیہ عورت کو نہ حمل کی خواہش ہوگی نہ وہ بچے کی پیدائش سے خوش ہوگی اس لئے کہ حمل کی وجہ سے اس کے جسم کو نقصانات پہنچیں گے اور اس کے نفسیاتی اثرات اس پر مرتب ہوں گے، اس وجہ سے ایسی عورت کسی بھی تدبیر سے حمل سے جان چھڑانے کی کوشش کرے گی۔

بچوں اور اولاد پر ظلم:

اس لئے کہ جو معاشرہ شادی کے نام سے دور بھاگے گا اور اس کے افراد اباحیت پسندی اور گمراہی کے پیچھے دوڑتے ہوں گے، اس میں ایسے بچوں کی بھرمار ہوگی جن کا نہ کوئی نسب ہوگا، نہ کوئی عزت وکرامت اور یہ بات بچوں کے لئے بہت بڑا ظلم ہے۔

☆...... ان پر ظلم اس لئے ہے کہ بچہ باپ کی محبت اور ماں کی شفقت سے محروم ہوگا، اس لئے کہ جب وہ اسپتالوں میں پرورش پائے گا تو اس کو پدری محبت، شفقت اور ماتا کہاں ملے گی؟

☆...... ان پر ظلم اس لئے ہے کہ جب سنِ شعور میں قدم رکھے گا اور بڑا ہوگا اور اسے یہ معلوم ہوگا کہ وہ زنا کی پیداوار اور ننگ وعار کی علامت ہے تو ایسا بچہ نفسیاتی طور پر پریشانیوں کا شکار ہوجائے گا اور کردار اور معاشرتی لحاظ سے خراب ہوجائے گا، بلکہ وہ معاشرہ اور افراد کے لئے جرم کا آلہ اور امن وسکون کے لئے خطرے کی گھنٹی بن جائے گا!!

مرد وعورت کا سکون محروم وبدبخت ہونا:

اس لئے کہ مرد اور عورت میں سے کسی کو بھی پر سکون زندگی اور اخلاص و محبت سے بھرا ماحول اس شادی کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتا جس کی بنیاد اُلفت ومحبت پر قائم ہوتی ہے، اس لئے کہ شادی ہی ایک ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے اس سے مربوط ہونے والے تعاون، اُلفت اور باہمی تعلق ولگاؤ میں ایک جسم کی طرح ہوتے ہیں، لیکن یہ چیز اس معاشرے میں قطعاً ناپید ہوتی ہے جہاں شادی کا رواج نہیں اور جس قوم کے افراد گمراہی اور بداخلاقی کا شکار ہوتے ہیں!!

قطع رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا:

اس لئے کہ جب مجرد رہنے والا نوجوان لذت حاصل کرنے اور شہوت رانی کے لئے حرام کاری کا شکار اور اپنی خواہشاتِ نفس کا غلام ہوگا تو ایسا آدمی آپ کو خاندان اور رشتہ داروں اور نیک صالحین سے دور ملے گا اور ان کی نظروں میں حقیر وذلیل وقابلِ نفرت ہوگا جس کی وجہ سے اس شخص میں نافرمانی اور سرکشی کے جذبات پیدا ہوں گے، بلکہ جب وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے اعتراض ونکیر سنے گا تو اس سے آگے بڑھ کر اور بدبختی اور ننگ وعار کے دلدل میں دھنستا چلا جائے گا اور یاد رکھئے! دینِ اسلام کی نظر میں شرک کے بعد قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔

یہ چند نقصانات ہیں اس کے علاوہ دوسرے اور بہت سے وہ نقصانات جو کسی بھی صاحبِ عقل وبصیرت پر مخفی نہیں ہیں۔

۴۔ معاشی نقصانات:

بلاشبہ جن لوگوں کا مقصدِ اصلی ہی لذات وشہوات میں غرق رہنا ہو، ایسے لوگ ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو جائز وحلال شادی سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور خطرناک بے حیائی کے کام کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں، ایسے لوگ قوم کی اقتصادی حالت تباہ کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، اس لئے کہ ان کے قویٰ کمزور ہوتے

ہیں، پیداوار گھٹ جاتی ہے اور ناجائز وحرام وسائل کو اختیار کیا جاتا ہے۔

قُوٰی کی کمزوری:

اس لئے کہ جو نوجوان زنا اور شہوات کے پیچھے پھرتا ہے وہ عقلی، جسمانی، اخلاقی اور نفسیاتی طور پر بیمار ہوجاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بیمار آدمی کے قُوٰی کمزور ہوجاتے ہیں، جسم لاغر اور ہمت پست ہوجاتی ہے اور جسمانی کمزور اور لاغر وبے کار کرنے والے امراض کا شکار ہونے کی وجہ سے وہ نہ اقتصادی ترقی کی ذمہ داری کا بوجھ بار اُٹھا سکتا ہے، نہ تہذیب وتمدن میں پیش رفت کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ ان جسمانی، اخلاقی اور نفسیاتی امراض کے مختلف پہلوؤں پر ہم نے کچھ تھوڑی سی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ناجائز وسائل اختیار کرنا:

اس لئے کہ ایسا تاجر جو گمراہ، آزاد اور چھچھورا ہو اور اللہ تعالیٰ کا خوف وڈر اس میں نہ ہو وہ اپنی مادی ضروریات اور حیوانی خواہشات پوری کرنے کے لئے مال کے حاصل کرنے کا خواہاں ہوگا، یہ مال خواہ جوے وسود کے راستے سے آئے یا کھیل کود اور عیش وعشرت کے راستے سے، رشوت اور چھینا جھپٹی کے طریقے سے آئے یا چوری اور لوگوں کے مال کھانے کے راستے سے، عزت وآبرو کے فروخت کرنے اور ننگی تصاویر بیچنے کے راستے سے آئے یا گندے وفحش رسالوں کے ذریعے، فحش وگندی فلموں کے ذریعے آئے یا منشیات ومسکرات کی فروخت کے ذریعے، لچر وبے ہودہ کتابوں کے ذریعے آئے، یا عشقیہ ڈائجسٹوں اور رسالوں کے ذریعے اور اس کے علاوہ مال جمع کرنے کے وہ ناجائز وحرام وسائل واسباب جو معاشرے کے لئے، نقصان، فقر وفاقہ اور بے کاری کا سبب بنتے ہیں، جن سے اچھے اخلاق اور کارناموں کا جنازہ نکل جاتا ہے، اس لئے کہ ان کی وجہ پیداواری صلاحیت ختم ہوجاتی ہے اور جائز کمائی کے حلال راستے بند ہوجاتے ہیں اور پورا معاشرہ موقعہ سے فائدہ اُٹھانے اور چوری ڈاکہ کا غلام بن جاتا ہے اور انانیت وذاتی فائدے حاصل کرنے کا شکار اور خواہشات اور شہوت پرستی اور لذت حاصل کرنے کا غلام بن جاتا ہے۔

۵۔ دینی واُخروی نقصانات:

اور آخری بات یہ ہے کہ ایسا غیر شادی شدہ شخص جو پاکباز نہ ہو اور اسے اللہ کے خوف اور تقویٰ کی جانب سے کوئی روکنے والا بھی نہ ہو تو اس میں چار ایسی بری چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے بتلایا اور ان سے باخبر کیا ہے، چنانچہ امام طبرانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایاکم والزنا فان فیه أربع خصال: یذهب البهاء عن الوجه، ویقطع الرزق، ویسخط الرحمن، وبه الخلود فی النار"۔

تم زنا سے بچو اس لئے کہ اس میں چار باتیں پائی جاتی ہیں: چہرے کی رونق ختم کر دیتا ہے، رزق کو منقطع کر دیتا ہے اور رحمٰن جل جلالہ کو ناراض کرتا ہے، اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

زنا کے دینی نقصانات میں سے یہ ہے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر دور چلا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری و مسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن........"

"زانی زنا نہیں کرتا جب کہ وہ زنا کر رہا ہو اور مؤمن بھی ہو......"

اور زنا کے اُخروی نقصانات میں سے یہ ہے کہ قیامت کے روز اس کے عذاب کو دُگنا کر دیا جائے گا۔ اللہ جل شانہ سورۂ الفرقان میں فرماتے ہیں:

والذین لا یدعون مع الله الها اخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولا یزنون ج ومن یفعل ذلك یلق اثاما. یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا. (الفرقان: ٦٨ - ٦٩)

اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان کی) جان کو اللہ محفوظ قرار دے دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے، گا اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا قیامت کے دن اس کا عذاب

بڑھتا جائے گا اور وہ اس میں (ہمیشہ) ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔

مبغوض تجرد پسندی اور مذموم رہبانیت کے یہ بڑے بڑے نقصانات ہیں اور قارئینِ کرام جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا ہے یہ نقصانات صحت کے لئے بھی ضرر رساں ہیں اور اخلاق، نفس، اقتصاد، معاشرہ، عقل اور دین کے لئے بھی نقصان دہ ہیں۔

اس تفصیل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے جس میں ایک مرتبہ آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ بیان فرمایا تھا کہ مجرد رہنے والے لوگ اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ ہیں اور جو لوگ شادی کئے بغیر مرتے ہیں وہ مرنے والوں میں بدترین افراد ہوتے ہیں فرمایا:

شوارکم عزابکم وأراذل موتاکم عزابکم۔

وہ تم میں سے بدترین تمہارے غیر شادی شدہ رہنے والے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں سے ذلیل ترین وہ لوگ ہیں جو بلا شادی کئے مرجائیں۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے علاقے وشہر میں تجرد پسندی ختم کرنے اور اس کی بیخ کنی کرنے کی کیا تدبیر ہے جہاں کے اکثر نوجوان مرد وعورتیں دینِ اسلام سے تعلق رکھتے ہوں؟

دینِ اسلام کی نظر میں غیر شادی شدہ رہنے کو ختم دو بنیادی اُمور سے کیا جاسکتا ہے:

(۱) تطہیر (۲) نوعمری میں شادی۔

(۱) تطہیر سے میری مراد یہ ہے کہ سڑکوں، کھیل کود کے مقامات، سمندر کے کناروں، اجتماعات وغیرہ کو فساد، گمراہی اور بے حیائی کے تمام اسباب سے بالکل پاک صاف کردیا جائے، چنانچہ جب نوجوان آدمی اپنی آنکھوں سے معاشرہ کو اباحیت وبے راہ روی سے پاک صاف دیکھے گا اور سڑکیں فحش وبے حیائی کے مناظر سے خالی ہوں گی اور جب وہ یہ دیکھے گا کہ زنا وبے حیائی کے ارتکاب کا دروازہ بند کردیا گیا ہے اور اس کے آثار تک معاشرے سے زائل ہوگئے ہیں تو اسے پورا یقین

ہو جائے گا کہ وہ اپنی جنسی بھوک اور شہوانی جذبات کی سیرابی صرف اور صرف اس شادی کے ذریعہ کر سکتا ہے جسے اللہ جل شانہ نے جائز قرار دیا ہے اور دینِ اسلام نے اس کو آسان تر بنا دیا ہے اور پھر وہ سچی خواہش اور مخلصانہ عزم کے ساتھ پوری قوت سے شادی کے زینے پر قدم رکھ دے گا۔

(۲) نوعمری میں شادی دینِ اسلام کا پسندیدہ طریقہ ہے اور اس سے قبل ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کو درج ذیل الفاظ سے نصیحت فرمائی تھی:

یا معشر الشباب! من استطاع منکم الباءة فلیتزوج۔

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص شادی کے اخراجات برداشت کر سکے اسے شادی کر لینا چاہیے۔''

اور اس کے بعد اس کی حکمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے ذریعے بیان فرمائی:

فانه أغض للبصر وأحصن للفرج۔

''اس لئے کہ یہ (شادی) نگاہ کو (نامحرموں سے) بہت زیادہ جھکانے والی اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والی ہے۔''

ایسے احکامات اس دین کے لئے بالکل ایک ظاہری بات ہیں جو نوجوانوں کی زندگی کو بے حیائی و بے راہ روی کے پنجے اور بالغ ہونے کے قریب عمر کے خیالات وافکار اور بلا روک ٹوک شہوت وجنس کی طرف مائل ہونے سے پاک صاف رکھنا چاہتے ہیں، تاکہ وہ دنیاوی زندگی کی تعمیر اور اسلام کی سربلندی کے سلسلہ میں اپنے اُوپر عائد ہونے والی بڑی ذمہ داریوں کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر سکیں!!

تطہیر سے متعلق صورتِ حال یہ ہے کہ دینِ اسلام ایک ایسے کامل نظامِ معاشرت سے مربوط ہے جس کا اولین حکم یہ ہے کہ بازاروں، سڑکوں، کھیل کود کی جگہوں، سمندر کے کناروں اور مدارس واسکولوں کو ان تباہ کن خرابیوں اور برائیوں سے پاک صاف رکھا جائے اور دینِ اسلام وہ پہلا دین ہے جو ہر اس چیز کو حرام قرار دیتا

ہے جو اباحیت و بے راہ روی تک پہنچائے اور زنا کے ارتکاب کا ذریعہ بنے، تاکہ سڑکیں تباہی کے عوامل سے پاک صاف رہیں اور معاشرہ تباہی و بربادی کے اسباب سے خالی ہو،

رہ گیا جلدی شادی کرنے کا مسئلہ تو وہ ہمارے اسلامی معاشروں میں یہ بھی ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ جو لوگ اسلام کے لئے کام کرتے ہیں وہ اور مفکرین وصالحین اور مالدار حضرات ان رُکاوٹوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں جو شادی کے راستے میں درپیش آتی رہیں۔

قارئینِ کرام! آئندہ ابحاث میں آپ وہ مشکلات ورُکاوٹیں پڑھ لیں گے جو شادی کے خواہش مندوں کی خواہش کے آڑے آجاتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نظامِ شریعت اور اسلام کے بنیادی اُصولوں کی روشنی میں ان مشکلات کا عملی حل بھی آپ کو وہیں پڑھنے کو مل جائے گا، تاکہ دعوتِ واصلاح کا کام کرنے والوں کے لئے یہ حل روشن چراغ اور ایسا نور ثابت ہو جس سے ہر جگہ اُمتِ اسلامیہ رہنمائی حاصل کر سکے۔

شادی کی راہ میں حائل ہونے والی رُکاوٹیں

ہم لوگ اپنی معاشرتی زندگی اور مشاہد حالات پر ایک عمومی نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے اکثر نوجوانوں نے اس شادی سے روگردانی کی ہے جسے اللہ جل شانہ نے جائز قرار دیا ہے اور اس کو چھوڑ کر وہ ایسی تجرد پسندی کی زندگی کی طرف راغب ہوگئے ہیں جو نفسیاتی واخلاقی انحراف، جسمانی وذہنی امراض اور معاشرتی واقتصادی نقصانات کے عوامل میں سے بڑا عامل ہے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں۔

لیکن کچھ ایسے مادی اسباب اور معاشرتی عوامل بھی موجود ہیں جنھوں نے نوجوانوں کو اس جانب راغب کیا ہے کہ وہ تجرد پسندی کی زندگی کو شادی کی اس زندگی پر ترجیح دیں جس سے انہیں نفسیاتی استقرار وسکون حاصل ہوتا اور اخلاقی اصلاح، جسمانی صحت اور معاشرتی شخصیت سازی کی تکمیل ہوتی ہے۔

شادی کے سلسلہ میں جو اہم رُکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں جنھوں نے غیر

شادی شدہ کو اور بڑھا دیا ہے اور نوجوانوں کو اور غیر شادی شدہ رہنے پر راغب کر دیا ہے ان میں سے اہم اہم درج ذیل ہیں:

(۱) مہر کی زیادتی:

آج اکثر لوگ صحیح دینِ اسلام سے ہٹ گئے ہیں اور وہ اپنی لڑکیوں کی شادی میں صرف اور صرف مادی نقطۂ نظر دیکھتے ہیں (جیسے تاجر اپنے اس مالِ تجارت کے بارے میں سوچتا ہے جس سے وہ عظیم فائدہ اور بہت سا نفع کمانا چاہتا ہے) یہ حضرات نہ اخلاقی اقدار جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ان قابلِ اعتبار دینی اُمور کو جن کی وجہ سے شادی آسان ہوجاتی ہے اور خاندان کے ستون مضبوط ہوتے ہیں۔

چنانچہ وہ باپ جس کے گھر میں خوبصورت لڑکی موجود ہو، وہ کسی بڑے عہدہ پر ہو، یا بڑی ڈگری کی حامل ہو تو ایسے باپ میں بڑائی آجاتی ہے اور تکبر وغرور کی عجیب عجیب کرشمہ سازیاں پیدا ہوجاتی ہیں، لہٰذا اگر کوئی لڑکا اس کی لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو ایسا باپ اگر اس سے بات کرنے پر تیار ہو جائے تو وہ اس سے بڑے تکبر اور شان سے بات کرتا ہے اور اگر اسے لڑکی دینے پر راضی ہوجائے تو اتنے مہر اور لوازمات کا مطالبہ کرتا ہے جن کے بوجھ سے اس کے کندھے جھک جائیں اور جن کو وہ اُٹھا بھی نہ سکے، چہ جائیکہ انہیں ادا کردے اور اس کی فرمائش کو پورا کردے۔

اس قسم کے لوگوں کے ساتھ مفاہمت بہت کم ہوتی ہے یا ایسے والدین کے ہاتھوں شادی کا معاملہ بہت کم تکمیل کو پہنچتا ہے۔ ہاں مگر یہ کہ نکاح کا خواہش مند لڑکا اپنی شخصیت ہی ختم کردے اور اپنے اُوپر اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے تو پھر وہ ہر بات پر گردن جھکا دیتا اور ہر خواہش پوری کر دیتا ہے۔

وہ والدین اور سرپرست جو شادی کو مشکل بنانے میں ایسے گندے اور نامناسب مؤقف کو اختیار کرتے اور مہر کو معقول حد اور تصور سے زیاہ بڑھا دیتے ہیں وہ ظالم، جابر اور مطلب پرست ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اس معاشرے کی حقیقت سے چشم پوشی کرتے ہیں جس میں وہ رہ رہے ہیں اور وہ ان اخلاقی نتائج اور معاشرتی

مفاسد کا اندازہ نہیں کرتے جو شادی نہ کرنے سے وقوع میں آئیں گے۔

یہ وہ قوم ہیں جن پر ان کے ظالم نفوس اور جابر حکومت نے تسلط حاصل کرلیا تاکہ وہ قوم کے اخلاق ترقی (بڑھنے) اور معاشرے کی روحانی ترقی اور اچھے اخلاق سے آراستہ ہونے کے درمیان حائل ہوجائیں۔

یہ وہ قوم ہیں جنہیں مادی چمک دمک نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور ان میں ایسی عادات ورسمیں مضبوط ہوگئی ہے جو بالکل بے سند ہیں، اس لئے یہ اس شخص سے شادی کرتے ہیں جو انہیں زیادہ مہر اور خوب جہیز دے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو صاف ستھرے اسلامی شریعت کی روح اور دینِ حنیف کے جوہر سے دور ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ دین کا صرف نام سمجھتے ہیں اور اسلام کی صرف ظاہری چیزوں کو جانتے ہیں۔

یہ وہ قوم ہے جس نے دینِ اسلام کے اس نظام وطریقہ پر عمل نہیں کیا، جو یہ کہتا ہے:

اذا أتاكم من ترضون دينه و خلقه فزوجوه۔

''جب تمہارے پاس (شادی کے لئے) ایسا شخص آجائے جس کے دین واخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کردو۔''

بلکہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت کی باتوں اور دنیا اور جاہ ودولت کے خواہشمندوں کے نظریے کو اختیار کرلیا ہے، ان کو اس سے نہ دین روکتا ہے اور نہ ان کا ضمیر انہیں اس پر ملامت کرتا ہے۔

یہ مہر میں زیادتی کونسا اسلام ہے؟ اور اس کا دین کی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان وصیتوں سے کیا تعلق ہے جن میں آپ مہر کے سلسلہ میں نرمی کرنے اور نکاح کے خواہش مند دیندار بااخلاق مسلمان ساتھ چشم پوشی کا حکم دیتے ہیں؟!!

امام احمد اور اصحابِ سنن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تغالوا فی صداق النساء، فانها لو كان مكرمة فی الدنيا أو تقوى عند

الله كان أولاكم بها النبي صلى الله عليه وسلم، ما أصدق رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة من نسائه ولا أصدقت امرأة من بناته أكثر من اثنتي عشرة أوقية۔ لـ

''عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، اس لئے کہ اگر مہر بڑھانا دنیا میں عزت وکرامت اور اللہ کے یہاں تقویٰ کی بات ہوتی تو تم سے زیادہ اس کے مستحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات میں کسی کو بارہ اوقیہ زیادہ مہر نہ دیا اور نہ ہی آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کو اس سے زیادہ مہر دیا گیا۔''

﴿یعنی بارہ اوقیہ چاندی، یہ ان کی سب سے زیادہ مقدار مہر ہے، مہر اس سے کم بھی ہوتا تھا، بارہ اوقیہ آج کل کے حساب سے تقریباً تین سو چالیس گرام بنتا ہے جو کوئی بڑی مقدار اور زیادہ مہر نہیں ہے﴾

حضرت ابنِ حبان اپنی صحیح میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان من خير النساء أيسرهن صداقا۔

''عورتوں میں سب سے بہتر عورت وہ ہے جس کا مہر کم ہو''۔

امام احمد وبیہقی حدیث مرفوع کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

أعظم النساء بركةً أيسرهم صداقا۔

''عورتوں میں سب سے زیادہ برکت والی عورتیں وہ ہیں جن کا مہر کم ہو۔''

علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں جسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يمن المرأة تسهيل أمرها في صداقها۔

''عورت کی خوش بختی کی علامت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو۔''

غرض مہر زیادہ رکھنے کی عادت کا اسلام جو عملی حل پسند کرتا ہے وہ یہ ہے کہ والدین اور سرپرست حضرات معاشرہ کو فساد سے محفوظ رکھنے اور نوجوانوں کو

آوارگی سے روکنے اور لڑکیوں کو بے راہ روی سے بچانے کی مصلحت کو مدِ نظر رکھیں اور اس راستے کو اختیار کریں جو سلفِ صالحین نے مہر کم رکھنے اور اپنی بیٹیوں کے لئے ایک صالح مومن لڑکا اور با اخلاق ساتھی پسند کرنے کے سلسلہ میں اختیار کیا تھا، تاکہ ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نافذ کیا جاسکے جو یہ فرماتے ہیں:

اذا جاء کم من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ، الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الأرض وفساد عریض۔

''جب تمہارے پاس ایسا شخص آجائے جس کے دین واخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کردو، اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین پر فتنہ اور بہت زبردست فساد پھیل جائے گا۔''

لہٰذا اے والدین! آپ حضرات اپنی بیٹیوں کو کنوارہ بٹھانے اور شادی کے سلسلہ میں کا شکار ہونے کا سبب بننے سے بچیں تاکہ وہ معاشرے میں شادی کے بغیر ہی بوڑھی نہ ہوں۔

آپ لوگ مہر کے معاملے میں نرمی سے کام لیں تاکہ نوجوانوں کے لئے شادی کا راستہ آسان اور سہل ہو۔

آپ لوگ نیک صالح لڑکے اور حقیقی مسلمان شوہر کو تلاش کریں تاکہ بزرگوں کی پیروی ہو اور معاشرے میں شادی کا بازار گرم رہے۔

اگر آپ لوگوں نے ایسا کرلیا تو آپ اپنے پروردگار کو بھی راضی کرلیں گے اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بھی نافذ کرلیں گے اور معاشرے کو فساد، آوارگی وبے راہ روی سے بھی بچالیں گے اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو مبغوض تجرد پسندی اور دردناک رہبانیت سے محفوظ رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اعمال کا پورا پورا اجر دے گا اور اگر آپ لوگوں نے ایسا نہ کیا تو زمین پر عظیم فتنہ اور زبردست فساد پھیل جائے گا۔

(۲) شادی کے اخراجات میں غلو ومبالغہ

ان رکاوٹوں میں سے شادی کے اخراجات میں غلو بھی ہے، یہ بھی گویا ایک

دوسری قسم کا مہر ہے جو بیوی کو دیا جاتا ہے، اور یہ ایسے زبردست اخراجات ہیں جن کو اکثر اوقات ہونے والا شوہر برداشت نہیں کرسکتا ہے، یہ ہمارے معاشرے کی ان عادات میں سے ہے جو ان میں پختہ اور مضبوط ہوچکی ہیں لیکن اللہ جل شانہ نے اس کے بارے میں حکم نہیں دیا ہے۔

ان اخراجات میں سے منگنی کے تحفہ جات اور مختلف مناسبتوں اور عید تہوار کے تحفے اور شبِ زفاف کی صبح کے تحفے اور نکاح کی مجلس کے اخراجات، شبِ زفاف کے اخراجات اور تیسرے (یا دوسرے) روز مبارک باد دینے آنے والوں کی خاطر تواضع کے خرچ، یہ اس ولیمہ اور جانوروں کے ذبح کے علاوہ ہیں جو شادی کے دوسرے روز کئے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ سینکڑوں اخراجات جو شادی کرنے والے کے کھاتے میں آتے ہیں۔

لہٰذا ایسا لڑکا جس کی آمدنی محدود اور تنخواہ لگی بندھی ہو، وہ جب مہر کے علاوہ ان پریشان کن مطالبات اور بے شمار اخراجات کو دیکھتا ہے تو وہ بے شادی رہنے کی زحمت وتکلیف اور تنہائی اور معاشرے سے الگ تھلگ رہنے کو ترجیح دیتا ہے، اسلئے کہ وہ ان لوگوں سے جن کے یہاں وہ شادی کرنا چاہتا ہے کسی نرمی وشفقت کو نہیں پاتا اور نہ لڑکی کے سرپرستوں سے کسی قسم کا عدل وانصاف دیکھتا کرتا ہے۔

آپ خود ہی بتلایئے کہ ایسی محدود تنخواہ والا ملازم اور ایسی کم آمدنی والا مزدور اگر نکاح کرنا چاہے یا کہیں پیغامِ نکاح بھیجنا چاہے تو وہ کیا کرے گا؟

یہ لوگ ان اخراجات اور تحفوں کے پیش کرنے اور ان پروگراموں کے لئے روپیہ پیسہ کہاں سے لائیں۔

ان میں سے اکثر نوجوان یہ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو پھسلنے سے بچائیں اور اپنے اخلاق کو بگڑنے سے محفوظ رکھیں جو صرف اس شادی کے ذریعے ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے، لیکن یہ تکلیف دہ لمبے چوڑے مطالبات اور بے شمار اخراجات ان کے اور شادی کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ غیر شادی شدہ رہنے کے گندے دلدل میں پھنس جائیں، لہٰذا اگر ان کو خوفِ خدا

کی طرف سے کوئی رُکاوٹ نہ ہوتو وہ زنا کے پھیلنے اور برائیوں کے عام ہونے اور اخلاقی جرائم کے اضافہ کا سبب بنیں گے۔ اور ایسی صورت کا لازمی طور سے معاشرہ اباحیت پسندی وگمراہی کا شکار ہوگا اور لوگوں میں بے حیائی وآزادی عام ہوگی جو قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بنے گا۔

لوگوں میں شادی کے اخراجات اور مختلف رسوموں اور رواجوں کی آمد کہاں سے ہوئی، جنہیں معاشرے میں لازم سمجھا جانے لگا؟ اور لوگوں میں یہ طرح طرح کے مختلف پروگرام اور عادات کہاں سے رچ بس گئیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے؟

یہ شیطان کے جالوں میں سے ایک پُر فریب جال ہے، تاکہ اس میں کمزور نفوس اور فاسد ضمیر رکھنے والوں کو پھنسا دے۔

ان کا نہ اخلاق وکردار سے کوئی تعلق ہے اور نہ معاشرتی تسامح وچشم پوشی سے کوئی جوڑ۔

اگر یہ رسمیں اور رواج لوگوں پر اس طرح غالب رہے اور ان کا اثر اسی طرح جاری رہا تو اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ شادی کا رواج کم ہوجاگا اور غیر شادی شدہ کی بیماری بڑھے گی اور معاشرے میں زنا اور بے حیائی کے تباہ کن کاموں کے خطرات بڑھیں گے۔

اے والدین وسرپرستو! دینِ اسلام نے شادی، نکاح وزفاف کے اخراجات میں اس کے سوا اور کوئی چیز لازم نہیں کی کہ عورت کا مہر مقرر اور ولیمہ کیا جائے اور مہمانوں کی مناسب مہمانی ہو۔

لیکن اس کے علاوہ دوسرے تحفے اور اخراجات یہ نہ فرض ہیں نہ لازم اور نہ ہی یہ عقدِ نکاح اور شادی کے لوازمات اور شرائط میں سے ہیں البتہ ان کا تعلق لڑکے کی اپنی مالی حالت اور مادی صورتحال سے ہے وہ اپنی خوش دلی سے حدود وشریعت کے دائرے میں جو کرنا چاہے کرلے۔

اگر وہ مالدار ہے اور مختلف مناسبتوں میں اپنی بیوی کے لئے کچھ ہدایا

تحائف پیش کرنا چاہتا ہے یا شادی ونکاح کے موقعہ پر مہمان حضرات میں مٹھائی وغیرہ پیش کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے بشرطیکہ اسراف کے دائرے میں نہ آئے اور، دکھاوے اور فخر و کی خاطر نہ ہو، اس لئے کہ مہمانوں کی خاطر مدارات مہمان کے اکرام میں داخل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے اکرام کا حکم دیا ہے اور اس کے اکرام کو ایمان کی علامت شمار کیا ہے، فرمایا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ۔

''جو شخص اللہ اور قیامت کے روز پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔''

اس لئے اے والدین اور سرپرستو! آپ لوگ دینِ حق اور صحیح اور حقیقی اسلام، عقلِ سلیم اور سنتِ نبویہ کی طرف رجوع کیجئے اور ان رسموں اور رواجوں کو چھوڑ دیجئے جن کا دینِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور آپ ان تکلیف دہ ناجائز اخراجات کے سامنے ڈٹ جایئے جن کا دینِ اسلام نے بالکل حکم نہیں دیا ہے، مسلمان معاشرے میں شادی کے بازار کو خوب چلانے کے لئے یہی ایک منفرد حل ہے۔

لہٰذا اگر آپ حضرات اپنی بچیوں کے لئے خوش بختی، معاشرے کے لئے سلامتی اور قوم کے اخلاق کے لئے حفاظت چاہتے ہیں تو مسلمان لڑکا اور نیک شوہر تلاش کیجئے، مہر اور اخراجات کے سلسلہ میں اس کے ساتھ نرمی برتیے اور شادی کی راہ اور خاندان کی تعمیر کے درمیان حائل رُکاوٹوں یعنی مہر کی زیادتی، ساز وسامان، کپڑے اور فرنیچر پر فخر کو ایک طرف اور دور کردیجئے۔ اللہ جل شانہ آپ کو جزاءِ خیر عطا کرے گا اور قیامت کے روز کے لئے آپ کے واسطے خوب اجر وثواب ذخیرہ بنائے گا:

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون۔ (التوبہ:۱۰۵)

''اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ، سو تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول اور مؤمنین بھی دیکھ لیتے ہیں۔''

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الأرض وفساد کبیر۔ (الانفال:۷۳)

''اگر یہ نہ کروگے تو زمین میں (بڑا) فتنہ بڑا فساد پھیل جائے گا۔''

نکاح کرنے کا فقہی حکم

واجب نکاح

جب ضرورت یعنی نفس میں تقاضا ہو اور وسعت بھی ہو گو اس قدر ہو کہ روز کے روز کماؤنگا اور کھلاؤنگا تو نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہے اور اس چھوڑنے سے گنہگار ہوگا۔

فرض نکاح

اور اگر وسعت کے ساتھ بہت زیادہ تقاضا ہے کہ بغیر نکاح کیے ہوئے حرام فعل میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہے تو نکاح فرض ہوگا۔

ممنوع صورت

البتہ اگر اندیشہ ہے کہ بیوی کے حق ادا نہ کرسکے گا خواہ حق نفس ہو یا حق مال تو ایسے شخص کے لیے نکاح کرلینا یقیناً منع ہے۔

لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟ تاخیر کرنے سے کتنا گناہ ہوگا؟

حضرت علیؓ سے مروی ہے: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: یَا عَلِیُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفْواً۔ (رواہ الترمذی)

"حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو' ایک تو نماز جب اس کا وقت آجائے' دوسرے جنازہ جب وہ تیار ہوجائے' تیسرے بے نکاح لڑکے اور لڑکی کی شادی میں جب کہ جوڑ مل جائے۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلَدَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهُ وَاَدَبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ وَاِنْ لَمْ يُزَوِّجْهُ اَصَابَ اِثْماً فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلٰى اَبِيْهِ۔ (مشکوۃ باب الولی)

"حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی اولاد لڑکا یا لڑکی ہو اس کو چاہئے اچھا نام رکھے اس کی تعلیم و تربیت کرے جب بالغ ہو جائے تو نکاح کردے بالغ ہونے

کے بعد اگر نکاح نہیں کیا اور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔"

عَنْ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ..........عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهُ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْماً فَاِثْمُ ذَالِكَ عَلَيْهِ۔ (رواهما البيهقي في شعب الايمان)

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں لکھا تھا کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہوگئی اور اس نے نکاح نہیں کیا پھر وہ کسی گناہ میں پھنس گئی تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔"

ان روایات سے اس حکم کا مؤکد ہونا معلوم ہوا اور مؤکد (ضروری) کا چھوڑنا کرنا موجب مواخذہ (عذاب کا باعث) ہوتا ہے۔

اور آخر کی حدیثوں سے گناہ کی مقدار بھی معلوم ہوگئی کہ تاخیر کی صورت میں جس گناہ میں یہ اولاد مبتلا ہوگی خواہ نگاہ کا گناہ ہو یا کان کا گناہ ہو یا زبان کا گناہ ہو یا دل کا، اتنا ہی گناہ اس صاحب اولاد یعنی باپ کو ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (امداد الفتاویٰ)

نکاح سے پہلے دعا و استخارہ کی ضرورت

دعا ایک ایسی چیز ہے کہ دین و دنیا دونوں کے لیے برابر کا درجہ رکھتی ہے اس لیے قرآن مجید وحدیث شریف میں بہت زیادہ اس کی ترغیب وفضیلت اور جا بجا تاکید وارد ہے چنانچہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے "دعا کرو مجھ سے میں قبول کرونگا۔" اور ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے بڑی عبادت تو دعا ہے اور فرمایا جس شخص کو دعا کی توفیق ہوگئی اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل گئے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل گئے اور ارشاد فرمایا کہ تقدیر کو صرف دعا ہٹا سکتی ہے۔ دعا تمام تر تدبیروں اور احتیاطوں سے بڑھ کر مفید ہے۔ دنیاوی حوائج (ضروریات) میں بھی دعا مانگنے کا حکم ہے۔ دعا قبول تو ضرور ہوتی ہے مگر (قبولیت کی) صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے اور کبھی اس کے لیے (آخرت میں ذخیرہ ثواب) جمع ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی برکت سے کوئی بلا دور ہو جاتی ہے۔ غرض اس دربار میں ہاتھ پھیلانے سے کچھ نہ کچھ مل کر رہتا ہے (مقدمہ مناجاتِ مقبول)

چند ضروری ہدایات و آداب

(۱) دعا کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت وخیر ہے اگر آپ کے علم میں وہ خیر ہے تو عطا کر دیجئے۔ ورنہ نہ دیجئے ہم دونوں حال میں راضی ہیں مگر اس رضا کی علامت یہ ہے کہ قبول نہ ہونے سے شاکی (شکایت کرنے والا) اور تنگ دل نہ ہو۔ (انفاسِ عیسیٰ)

(۲) ہمیں تقدیر کا علم نہیں اس لیے اپنے خیال میں جو مصلحت ہو اس کے مانگنے کی اجازت ہے اگر اس کے خلاف مصلحت ہو اس پر راضی رہنے کا حکم ہے۔ (انفاسِ عیسیٰ)

اچھا رشتہ ملنے کے لیے اہم دعائیں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً.

’’اے ہمارے رب عطا کر ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہم کو متقیوں (پرہیزگاروں) کا مقتدا کر دیجئے۔‘‘

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرَ ضَالٍّ وَلَا مُضِلٍّ.

’’اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اچھی نیک چیز کا جو تو لوگوں کو دے مال ہو یا بیوی یا اولاد۔ کہ نہ گمراہ ہو نہ گمراہ کرنے والے۔‘‘ (انفاسِ عیسیٰ ایضاً)

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَ دُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِيْ.

’’اے اللہ میں تجھ سے معافی اور امن و سلامتی مانگتا ہوں اپنے دین اور دنیا کے معاملہ میں اپنے اہل اور مال میں۔‘‘

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

’’اے اللہ ہمارے لیے برکت دے ہماری قوت و سماعت و بصارت میں اور ہمارے دلوں میں اور ہماری بیویوں میں اور اولاد میں اور ہماری توبہ قبول

فرمالے۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔'' (مناجاتِ مقبول)

برے رشتے سے بچنے کے لیے دعائیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ اِمْرَاَةٍ تُشَيِّبُنِی قَبْلَ الْمَشِيْبِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّلَدٍ يَّكُوْنُ عَلَیَّ وَبَالًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ مَالٍ يَّكُوْنُ عَلَیَّ عَذَابًا.

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی عورت سے کہ مجھے بوڑھا کردے بڑھاپے سے پہلے اور پناہ چاہتا ہوں تیری ایسی اولاد سے کہ میرے لیے وبال ہو اور پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے کہ مجھ پر عذاب جان ہو۔''

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النِّسَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِی وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّوْذِيْنِی وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ اَمَلٍ يُّلْهِيْنِی.

استخارہ کی دعا

جب کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ دو رکعت نفل پڑھے۔اور یہ دعا پڑھے (اگر یاد نہ ہو تو دیکھ کر پڑلے نہ پڑھ سکتا ہو تو دوسری کسی زبان میں اور اپنے الفاظ میں بھی یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے۔لیکن عربی کے منقول الفاظ سے دعا پڑھنا زیادہ بہتر اور مسنون ہے اور وہ یہ ہے۔)

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.

یا اللہ میں خیر چاہتا ہوں آپ سے آپ کے علم کی وجہ سے اور قدرت طلب کرتا ہوں آپ سے آپ کی قدرت کی وجہ سے اور میں آپ سے آپ کے بڑے فضل سے سوال کرتا ہوں کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں نہیں، آپ عالم ہیں اور میں نہیں اور آپ تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والے ہیں۔ یا اللہ اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے

لیے بہتر ہو میرے دین میں اور میرے معاش اور انجام کار میں تو اس کو تجویز کر دیجئے اور اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے حق میں برا ہو میرے دین اور معاش اور انجام کار میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دیجئے اور مجھ کو اس سے ہٹا دیجئے اور مجھے بھلائی نصیب کر دیجئے جہاں بھی کہیں ہو اور پھر مجھے اس پر راضی رکھیے۔" (مناجاتِ مقبول تتمہ قربات)

(خط کشیدہ الفاظ میں اصل مقصود جس کام کے لیے استخارہ کر رہا ہو اس کا تصور کرے)

آسانی سے نکاح ہو جانے کے عملیات

عشاء کی نماز کے بعد یالطیف یاودود گیارہ سو گیارہ بار اوّل و آخر تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ چالیس روز تک پڑھے اور اس کا تصور کرے (اور اللہ سے دعا بھی کرے) انشاء اللہ مقصود حاصل ہوگا۔ اگر (مقصد) پہلے پورا ہو تو (عمل) چھوڑے نہیں۔ (بیاضِ اشرفی)

لڑکیوں کے پیغام آنے کے لیے

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ.

"لڑکیوں کے پیغام بکثرت آنے کے لیے اس کو ہرن کے چمڑے یا کاغذ پر لکھ کر ایک ڈبہ میں بند کر کے گھر میں رکھ دے۔" (پارہ نمبر ۱۶ ع ۷، ۸ اعمال قرآنی)

دوسری فصل نکاح کے احکام

نکاح بھی ایک عبادت ہے

جس طرح نماز ایک عبادت ہے اور روزہ ایک عبادت ہے، حج اور زکوٰۃ ایک عبادت ہے، ایسے ہی مسلمان مرد اور عورت کا نکاح کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ اور جس طریقے سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا ایک طریقہ ہے جو شریعت سے ثابت ہے، اسی طریقے سے نکاح کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے جو شریعت سے ثابت ہے جو نکاح شریعت کے مطابق ہوگا، سنت کے موافق ہوگا وہ نکاح عبادت ہوگا اور

باعثِ اجر وثواب ہوگا اور خیر وبرکت سے بھرپور ہوگا ،اور جو نکاح وشادی بیاہ شریعت سے ہٹ کر ہوگا ،سنت کے خلاف ہوگا چاہے نکاح منعقد ہوجائے لیکن نکاح کی جو برکتیں ہیں اور اللہ پاک نے اس میں دنیا وآخرت کے جو فائدے اس نکاح میں رکھے ہیں ،وہ نکاح ان سے خالی رہ جائے گا،جیسے خلافِ سنت نماز پڑھنے سے چاہے نماز کا فرض پورا ہو جائے اور خلافِ سنت حج وعمرہ کرنے سے چاہے حج وعمرہ واجب ادا ہوجائے لیکن سنت سے ہٹ کر ادا کرنے کی وجہ سے اور سنت کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے نماز کی نورانیت اور مقبولیت ختم ہوجاتی ہے،حج وعمرہ مقبول نہیں ہوتا،ایسے ہی وہ نکاح بھی خیر وبرکت سے محروم ہوجاتا ہے۔

نکاح سنت کے مطابق کیجئے

اس لئے ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ جب ان کے ہاں نکاح کی تقریب ہوتو اپنے اس نکاح کو شریعت اور سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں ،جیسے نماز ہمیں سنت کے مطابق ادا کرنی چاہئے،حج وعمرہ اور ہماری دیگر عبادتیں سنت کے مطابق ہونی چاہئیں، اس طرح ہمارا نکاح بھی سنت کے مطابق ہونا چاہئے ،اور جیسے نماز کا طریقہ،حج وعمرہ کا طریقہ اور دیگر عبادتوں کے طریقے سرکارِ دوعالم ﷺ سے منقول وثابت ہیں۔اسی طرح نکاح کرنے کا طریقہ بھی سرکارِ دوعالم ﷺ سے منقول وثابت ہے۔

آپ ﷺ نے خود اپنے بھی نکاح کئے ہیں اور اپنی بیٹیوں کے بھی نکاح کروائے ہیں ۔صحابہ کرامؓ کے نکاح بھی پڑھائے ہیں ، نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہوں گی ،ان کا نکاح سردارِ دوعالم ﷺ نے خود کیا ہے۔اور کس طرح کیا ہے؟اس کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے ،اسی کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، تاکہ کم از کم ہمیں یہ معلوم تو ہو کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ نے جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا نکاح کس طرح کیا تھا؟اور پھر ہم بھی اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقہ میں جو ہدایات وتعلیمات

ہیں، وہ ہمیں معلوم ہوں اور ہم ان کو محفوظ رکھیں۔

آج نکاح کی برکت اُٹھ گئی

آج گناہوں نے اس نکاح کی عبادت کی خیر و برکت اڑادی اور اس عظیم نعمت کو طرح طرح کے گناہوں سے ایسا آلودہ کردیا کہ اس کی جو حقیقی مسرتیں ہیں اور حقیقی خوشیاں اور فوائد اور حقیقی برکات وثمرات ہیں اس سے ہم محروم ہوگئے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس کی طرف متوجہ ہوں اور اس معاشرتی مسئلہ کو صحیح کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساڑھے پندرہ سال کی ہوئیں تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن آپ ﷺ نے ان کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عذر فرمادیا اور معذرت کرلی کہ میری بیٹی کی عمر کم ہے اور تمہاری عمر زیادہ ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی عمر اکیس سال ہوگئی تھی، انھوں نے خود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نعمتِ عظمیٰ کے عطا فرمانے کی درخوست کی، ان کی درخواست کو سن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا کہ یہ رشتہ منظور کرلیا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور منگنی ہوگئی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے انس! جاؤ اور ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلا کر لاؤ (رضی اللہ عنہم اجمعین) جب یہ سب لوگ جمع ہوگئے تو نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا، اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردیا، اور مہر تقریباً چار سو درہم مقرر فرمایا اور ایک طباق میں تھوڑے سے

چھوارے رکھ کر حاضرین کو پہنچائے ،اس کے بعد حضرت ام ایمن ؓ سے فرمایا کہ تم فاطمہ کو علی کے گھر پہنچادو۔ چنانچہ نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت امِ ایمن ؓ کے ہمراہ خاتونِ جنت کی رخصتی فرمادی، حضرت امِ ایمن ؓ حضور ﷺ کی بیٹی کو حضرت علیؓ کے گھر پہنچا کر آگئیں۔ یہ دونوں جہاں کے سردار جناب رسول اللہ ﷺ کی صاجزادی کی رخصتی ہے جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ نے بی بی فاطمہ ؓ سے فرمایا: پانی لاؤ! وہ ایک پیالے میں پانی لائیں، آپ ﷺ نے اس کے اندر لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا ذرا سامنے ہو، پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر اور ان کے سینہ مبارک پر کچھ پانی چھڑکا، پھر فرمایا کہ پیٹھ میری طرف کرو، پھر ان کے دونوں شانوں پر پانی چھڑکا اور پھر دعا دی کہ اے اللہ! میں ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر ان سے فرمایا کہ باقی پانی تم پی لو، چنانچہ انھوں نے پانی پی لیا۔

پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم پانی لاؤ! وہ گئے اور وہ بھی پانی لے کر آئے اور اسی طرح آپ ﷺ نے پانی کا کٹورا لے کر اس میں لعاب مبارک ڈالا اور ان کے سر اور سینے پر کچھ پانی چھڑکا، لیکن پشت کی طرف دونوں شانوں کے درمیان نہیں چھڑکا اور ان کو بھی آپ ﷺ نے پانی پینے کے لئے عطا فرمایا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے گھر تشریف لے جانے کے بعد ایک پیالہ میں پانی لیا اور قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر پانی پر دم کیا اور دونوں کے آگے پیچھے چھڑکا اور پینے کے لئے بھی فرمایا اور یہ فرمایا کہ تم اس سے وضو کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نیک اور نصیب دار اولاد ہونے کی دعا دی اور اچھی اچھی پاکیزہ دعائیں عطا فرمائیں، اور فرمایا کہ خیر و برکت کے ساتھ اور طہارت کے ساتھ رہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جہیز میں نبی ﷺ نے چند چیزیں عطا

فرمائیں، جن میں چار گدے، دو رضائی، دو چاندی کے بازوبند، ایک چادر، ایک تکیہ، ایک پیالی، ایک مشکیزہ، اور ایک چکی، آٹا پیسنے کے لئے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک پلنگ بھی آپ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔

اور آپ ﷺ نے ان کے گھر تشریف لیجانے کے بعد گھر کے اندر کے کاموں کو انجام دینے کی ذمہ داری مثلاً گھر کی صفائی ستھرائی کھانا پکانا، آٹا پیسنا، پانی بھرنا حضرت بی بی فاطمہ کے سپرد فرمائی اور گھر سے باہر کاموں کی ذمہ داری حضرت علیؓ کے اوپر ڈالی کہ گھر سے باہر کے کام انجام دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولیمہ

نکاح کے بعد دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولیمہ فرمایا، ولیمہ کے اندر چند صاع مکوہ، ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، اور چند جو کی روٹیاں اور کچھ کھجوریں تھیں، بس اس طریقہ سے حضرت علیؓ نے اپنا ولیمہ فرمایا۔

یہ مختصر سا طریقہ ہے اس نکاح کا جس کے کرنے والے دونوں جہاں کے سردار ہیں اور جس کا نکاح ہو رہا ہے وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور جس کے ساتھ ہو رہا ہے وہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں تو تمام نبیوں کے سردار اپنی بیٹی کا کس سادگی کے ساتھ اور کس اختصار کے ساتھ اور کس سہولت و آسانی کے ساتھ اور کتنے معمولی مہر پر اپنی بیٹی کا نکاح فرما رہے ہیں اور حضرت علیؓ کس سادگی کے ساتھ ہلکا پلکا ولیمہ کر رہے ہیں، یہ وہ طریقہ ہے جو سرکارِ دو عالم ﷺ سے منقول ہے اور ایک مسلمان کی شادی کیسے ہو اس کے لئے اس میں بڑی ہدایات ہیں اور بڑی تعلیمات ہیں اور دراصل یہ طریقہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق شادی کرنے کی ضرورت

شریعت نے نکاح کو مسنون قرار دیا ہے اور رسوم کو اس کا جزء قرار نہیں دیا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس تقریب کو کر کے دکھلایا اور قرآن شریف میں ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ جس کے معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی ذات مبارکہ میں اچھا نمونہ دیا ہے نمونہ دینے سے کیا غرض ہوتی ہے یہی کہ اس کے موافق دوسری چیز تیار ہو۔ خوب یاد رکھئے کہ حق تعالیٰ نے احکام نازل کئے جو بالکل مکمل قانون ہیں اور ان کا عملی نمونہ رسول اللہ ﷺ کو بنایا سو آپ کے اعمال نمونہ کے موافق ہیں تو صحیح ہیں ورنہ غلط ہیں اگر نماز آپ کی حضور ﷺ کے موافق ہے تو نماز ہے ورنہ کچھ نہیں۔

اسی طرح معاملات اور طرزِ معاشرت کو سمجھ لیجئے سب میں یہی حکم ہے حق تعالیٰ نے ہمارے پاس کسی فرشتہ کو رسول بنا کر نہیں بھیجا اس میں حکمت یہی ہے کہ اگر فرشتہ آتا تو وہ ہمارے لیے نمونہ نہیں بن سکتا تھا۔ اس کو نہ دکھانے کی ضرورت ہوتی نہ پہننے کی نہ ازدواج (بیاہ شادی) نہ معاشرت کی ان چیزوں کے احکام میں وہ صرف یہ کرتا ہے کہ ہم کو پڑھ کر سنا دیتا۔

حق تعالیٰ نے یہ نہیں کیا بلکہ ہماری جنس سے پیغمبر بنائے کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے بھی ہیں ازدواج و تعلقات بھی رکھتے ہیں تمدن و معاشرت کے بھی عادی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کتابیں بھی بھیجیں تاکہ کتاب میں احکام ہوں اور وہ خود بنفسِ نفیس انکی تعمیل کر کے دکھائیں تاکہ ہم کو سہولت ہو جتنی باتیں انسان کو پیش آتی ہیں سب آپ کو پیش آئیں خود حضور اکرم ﷺ نے بیویاں رکھیں اور اپنی اولاد کا نکاح کیا۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ کونسا فعل ہمارا نمونہ کے موافق ہے کوئی تقریب خوشی کی معلوم ہوتی ہے تو ہم نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ کے دستور العمل میں کیا ہے۔
(منازعۃ الہویٰ)

بیاہ شادی میں سادگی ہی مطلوب ہے

احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ نکاح نہایت سادہ چیز ہے بعض روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا تھا تو حضرت علیؓ مجلس میں موجود بھی نہ تھے۔ حضور ﷺ نے خطبہ پڑھ کر یوں فرمایا تھا اِنْ رَضِیَ عَلِیٌّ بِذَالِکَ یعنی علی اگر اس نکاح کو منظور کرلیں۔ جب حضرت علیؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا۔ کیسا سادہ نکاح جہاں دولہا بھی موجود نہ تھا۔ بعض لوگ اس سادگی

کی وجہ میں یہ کہہ دیتے ہیں کی آپ کے پاس تھا ہی کیا فقر و فاقہ کی حالت تھی جہاں جبرئیل چوکیداری کریں اگر آپ چاہتے تو ملائکہ آتے جنت سے جوڑے جہیز لاتے حضورﷺ کی شان کیا پوچھتے ہو اولیاء اللہ عجیب عجیب شان کے ہوئے ہیں کہ ان کی مرادیں رَد نہیں ہوتیں۔ کیا حضرتﷺ خواہش کرتے اور وہ مسترد ہوتی؟ حاشا و کلا (ہرگز نہیں)۔ (العاقلات الغافلات)

شادی سے متعلق ضروری ہدایات

مسلمانوں کو اپنی اولاد کی شادی میں جن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے وہ نمبر وار عرض کی جاتی ہے۔

پہلی ہدایت:

سب سے پہلی ہدایت جس کا مسلمان کو خیال رکھنا چاہئے، وہ یہ ہے کہ جب لڑکے اور لڑکیاں بالغ ہوجائیں اور نکاح کے قابل ہوجائے تو پھر بلاوجہ یا بلا عذر لڑکے یا لڑکی کو بغیر نکاح کے رکھنا مناسب نہیں، بلا تاخیر ان کا نکاح کردینا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی معتبر عذر ہوتو الگ بات ہے۔

دوسری ہدایت:

سنت سے عمروں کے تناسب کا حکم

دوسری بات جس کا مسلمانوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ نکاح کے اندر لڑکے اور لڑکی کی عمر کے درمیان تناسب ملحوظ رکھنا چاہئے، لڑکے کی عمر لڑکی سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے، جیسے حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال اور حضرت فاطمہؓ کی عمر اس وقت ساڑھے پندرہ سال تھی، تقریباً چار پانچ سال کا فرق ہے، تو معمولی سا فرق ہو، اس کے اُلٹ نہیں ہونا چاہئے کہ لڑکی بڑی عمر کی ہو اور لڑکا چھوٹی عمر کا ہو یا بہت زیادہ فرق ہو، یہ مناسب نہیں، اگرچہ کم زیادہ عمر کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے، کیونکہ نکاح تو باہمی رضامندی کے ساتھ ہوتا ہے اور باہمی رضامندی میں چھوٹی عمر والی لڑکی بڑی

عمر کے لڑکے سے نکاح کر لے یا چھوٹی عمر والا لڑکا کسی بڑی عمر والی عورت سے نکاح کر لے تو جائز تو ہے، لیکن حضور ﷺ کے طریقے کو دیکھیں، چنانچہ مذکورہ واقعے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی خدمت میں رشتہ پیش کیا، لیکن ان کی عمر زیادہ تھی، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول نہ فرمائی، حضرت عمرؓ نے درخواست پیش کی، لیکن ان کی عمر بھی حضرت فاطمہؓ سے زیادہ تھی، ان کی درخواست بھی آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمائی، حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کی درخواست قبول فرمالی، تو اس کے اندر عمروں سے متعلق جوڑ وتناسب سے متعلق جو بات سمجھ میں آرہی ہے وہ بڑی اہم اور قابلِ قدر اور قابلِ توجہ ہے، لہذا جہاں تک ہوسکے ہم اس کے مطابق اس نیک کام کو انجام دیں، تاکہ حضور ﷺ کی سنت کا نور اس کے اندر رچ بس جائے اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں اور وہ ہمیں حاصل ہوجائے۔

تیسری ہدایت:

اور تیسری بات جس کا مسلمانوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت علیؓ سے اپنی بیٹی کے نکاح کا وعدہ اور ان کی درخواست کس سادگی کے ساتھ قبول فرمائی، نہ خاندان جمع ہوا، نہ برادری آئی، نہ قوم آئی اور نہ کوئی لینا دینا اور کرنا دھرنا ہوا، کس سادگی اور کس اختصار کے ساتھ ذرا سی دیر میں یہ مسئلہ طے ہوگیا۔

چوتھی ہدایت:

چوتھی بات جو مسلمانوں کی شادی میں ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ نکاح کا پیغام لڑکے والوں کو دینا مناسب ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں کو پیغام دیں اور لڑکی والے اس کو قبول کریں اور اس کے اُلٹ بھی جائز ہے کہ لڑکی والے لڑکے والوں کو پیغام دیں۔ مگر مذکورہ واقعے میں طریقہ دیکھئے کہ حضرت علیؓ خود درخواست لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آرہے ہیں اور حضور ﷺ بیٹی والے ہیں اور آپ ﷺ ان کی درخواست قبول فرمارہے ہیں۔

پانچویں ہدایت:

پانچویں بات جس کا مسلمانوں کی شادی میں خیال رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ نکاح کے موقع پر اپنے بہت ہی قریبی اور خاص خاص احباب کو بلائے ،اور ان کے بلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔اب وہ خاص چاہے رشتہ کے اعتبار سے ہوں یا پڑوس کی وجہ سے ہوں یا محبت وتعلق کی وجہ سے ہوں یا دوست واحباب ہوں اور اس میں بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس نکاح کا اعلان ہوجائے اور ان سب کے علم میں آجائے کہ فلاں کا نکاح فلاں کے ساتھ ہوگیا ہے، یہی اس کا مقصود اصلی ہے، یہ نہیں کہ اتنا بڑا اور اتنا اہم خوشی کا موقع ہے، اگر ہم اس کے اندر دوسروں کو نہیں بلائیں گے تو انہیں گلہ شکوہ ہوگا اور وہ روٹھیں گے اور ان کو منانا پڑے گا، لہٰذا اس موقع پر ان کو بلانا بہت ضروری ہے ،ان کے بغیر تو نکاح ہو ہی نہیں سکتا، یہ کوئی تصور نہیں بلکہ صحیح تصور اور تعلیم یہ ہے کہ یہ موقعہ نکاح کے اعلان کا ہے.اور اس میں اعلان کی زیادہ ضرورت خاص خاص لوگوں کو ہے جو ہر دم کے ساتھی ہیں اور ہر وقت ان کا آنا جانا رہتا ہے اور ملتے جلتے رہتے ہیں تاکہ ان کے علم میں آجائے کہ لڑکی کا نکاح کس لڑکے کے ساتھ ہوا ہے اور وہ بے فکر ہوجائیں۔

اس لئے مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے کہ مسجد کے اندر اعلان زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اپنے خاص خاص احباب کو بلانے میں جن کے آنے میں پریشانی نہ ہو،کوئی تکلیف نہ ہو،دشواری نہ ہو،بس وہی کافی ہیں۔

(برابری) کا بیان

برابری کی اہمیت اور برابر کے رشتے میں شادی نہ کرنے کی خرابی

شریعت نے کفایت (برابری) میں چند اوصاف کا اعتبار کیا ہے اور بہتر یہی ہے کہ منکوحہ (لڑکی) اپنے ہی برابر کی لائے کیونکہ جو برابر کے نہیں ہوتے ان کے اخلاق و عادات اکثر اپنے موافق نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ہمیشہ آپس میں بگاڑ رہتا ہے نیز وہ منکوحہ مرد کے خاندان میں ذلیل رہتی ہے ۔تو ایک مسلمان

عورت کو بلا وجہ عمر بھر کے لیے ذلیل کرنا کتنا بُرا ہے۔ نیز عرفاً اس کی اولاد کی شادی میں دشواریاں پیش آتی ہیں اس لیے بلا ضرورت ان مشقتوں میں کیوں پڑے۔ اگر اولاد برابر کے رشتہ سے نہ ہوئی تو برادری والے عرفاً اس کو اپنے برابر کا نہیں سمجھیں گے اور اس کی شادی وغیرہ کرنے میں تنگی ہوگی۔ (اصلاحِ انقلاب)

حسب ونسب کے اعتبار سے برابری

شریعت نے کفایت (برابری) میں جن اوصاف کا اعتبار کیا ہے ان میں ایک نسب بھی ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

دین کے اعتبار سے کفایت یعنی (مساوات)

جن اوصاف کا شریعت نے برابری میں اعتبار فرمایا ہے۔ ایک دین بھی ہے اور اس میں نسب کی طرح عورت کا مرد سے کم (درجہ کا ہونا) نقصان دِہ نہیں البتہ مرد کا عورت سے کم ہونا نقصان دِہ ہے۔ بعض لوگ مال یا عزت کی لالچ میں یا دیگر خاندانی مصلحتوں کی خاطر اپنی لڑکیوں کا کسی بد عقیدہ یا بد عمل مرد سے نکاح کر دیتے ہیں اور اس کا عقیدہ کفر کی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے تو بہت سی خرابیوں کے علاوہ عمر بھر کے لیے یہ خرابی لازم آتی ہے کہ زنا کا ارتکاب لازم آتا ہے پھر اگر اولاد ہوئی تو وہ بھی غیر حلالی (حرامی) اور اگر کفر کی حد تک نہ بھی پہنچے تب بھی ہر وقت روحانی عذاب رہتا ہے۔ (اصلاحِ انقلاب)

دینداری کی بنیاد پر رشتہ کرنے کی وجہ

وجہ اس کی ظاہر ہے کہ جن مصلحتوں کے لئے شریعت نے نکاح کا حکم دیا ہے وہ زیادہ تر سب باہمی موافقت آپس کی محبت اور دوستی پر موقوف ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ آپس کی محبت اور دوستی میں جتنا دین کو دخل ہے اتنا کسی چیز کو نہیں کیونکہ سوائے دین کے سب تعلقات ختم ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ قیامت میں جب کہ تمام تعلقات ختم ہوجائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ اور ان میں جو رشتے ناطے تھے اس روز نہیں رہیں

گے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔۔۔

مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔

''قیامت میں تمہارا یہ حال ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کا مخالف ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔'' لیکن یہ دینی تعلق اس وقت بھی ختم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (القرآن)

''تمام دنیوی دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے دین دار اور پرہیز گار لوگوں کے۔''

وجہ اس کی یہ ہے کہ (دین) سے خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا وہ اتنی ہی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھے گا اس سے احتمال ہی نہیں ہوگا کہ وہ ذرا بھی کسی کا حق ضائع کردے یا کسی کو اس سے تکلیف پہنچے یا وہ اپنی غرض کو دوسروں کے حق پر مقدم کرے۔ یا کسی کیلئے بُرا سوچے یا کسی کو دھوکا دے اور اس سے بڑھ کر کونسی تہذیب ہوگی؟ (اصلاحِ انقلاب)

عمر کے لحاظ سے کفایت (برابری)

آج کل عورتوں کے حقوق میں لوگوں نے بہت کوتاہی کر رکھی ہے۔ مثلاً نکاح بوڑھے سے کردیتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر مر جاتا ہے تو لڑکی برباد ہوجاتی ہے۔

مال کے اعتبار سے بھی مساوات ہونا بہتر ہے

غریب گھر کی لڑکی سے شادی کرے یا مالدار گھر کی لڑکی سے

بعض کے نزدیک غریب کی لڑکی سے شادی نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ وہ شوہر کا مال اپنے ماں باپ کی طرف لوٹائے گی اور بعض کے نزدیک بہت زیادہ امیر لڑکی سے شادی نہ کرے کیونکہ وہ شوہر کی قدر نہیں کرتی لہٰذا مناسب اور درمیانی

درجہ کی لڑکی سے شادی کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خرابیاں بے دینی کی وجہ سے ہوتی ہیں اور دین داری ہوگی تو چاہے غریب خاندان ہو یا مالدار گھرانہ ہو ہر قسم کے مفاسد سے حفاظت رہتی ہے۔

لڑکے اور لڑکی کا انتخاب

شادی کے لیے لڑکا کیسا ہونا چاہئے

لڑکی کے نکاح کے بارے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ لڑکے کو دیندار دیکھ لیا جائے بغیر دینداری کے حقوق کی ادیگی نہیں ہوتی ۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ جو لوگ دین دار نہیں ہیں ان کو حقوق کی ادائیگی کی پرواہ بھی نہیں اگرچہ لڑکا کیسا ہی صاحبِ کمال ہو، لیکن متدین (دیندار) نہ ہو تو اس کے ساتھ لڑکی کی شادی ہرگز نہ کرے۔(۲ ملفوظاتِ عبرت)

جب تک آدمی دین کا پابند نہ ہو اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ اس کا کوئی کام بھی حدود کے اندر ہوگا نہیں ۔اگر دوستی و محبت ہوگی تو حدود سے باہر۔اگر دشمنی اور نفرت ہوگی تو وہ بھی حدود سے باہر۔جب حدود ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص خطرناک ہوگا ہر چیز کو اپنے درجہ پر رکھنا یہی بڑا کمال ہے۔(الاضافات)

دینداری کی تعریف

لوگوں کو یہی خبر نہیں کہ دین کے کیا کیا اجزاء ہیں اس لیے دین کو صرف نماز، روزہ میں منحصر کر رکھا ہے۔یہی پہلی غلطی ہے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ دین کے اصولی اجزاء پانچ ہیں۔عقائد،عبادات، معاملات، معاشرت، تہذیب اخلاق یا تربیتِ نفس۔(حقوق مسلم)

نکاح کے قابل سب سے اچھی عورتیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایسی ہو کہ جب اس کو شوہر دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے۔اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات کر کے اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ (نسائی)

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو۔کیونکہ میں تمہاری کثرت (زیادتی) سے دوسری امتوں پر فخر کرونگا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے)۔ (ابو داؤد)

اگر وہ بیوہ عورت ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔(حیوۃ المسلمین)

نکاح کے لئے بیوی کا انتخاب

ایک روایت میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ:ایسی عورت سے نکاح کرو جو شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور جو بہت بچے جننے والی ہو۔کیونکہ میں قیامت کے دن تمھاری کثرت پر پچھلی امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔

اور چونکہ امت کا کثیر ہونا نکاح پر موقوف ہے ،اس لئے اس کی ترغیب دی گئی اور ویسے بھی اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ قیامت کے میدان میں کل (۱۲۰) ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے چالیس صفیں حضور ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کے امتیوں کی ہوگی،اور (۸۰) صفیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی امت کی ہوں گی،گویا کہ پہلے انبیاء کے امتیوں کی صفوں کی تعداد کے اعتبار سے دگنی صفیں محمد ﷺ کی امت کی ہوں گی اور تعداد بڑھتی ہے نکاح کرنے سے،اس لئے نکاح مطلوب اور مقصود اور عبادت ہے،اور حضور ﷺ کی اُمت میں اضافہ کا باعث ہے۔

نکاح اعلان کے ساتھ کرنا چاہئے

بعض لوگ نفسانی مصلحت سے چپکے سے نکاح کرلیتے ہیں جس سے ایک خرابی تو یہ ہے کہ یہ سنت کے تو یقیناً خلاف ہے حدیث میں اَعلِنُوا بِالنِّکَاحِ ولو بالدف (یعنی نکاح کا اعلان کروا گرچہ دف کے ساتھ ہو) اور جن ائمہ کے نزدیک نکاح اعلان کے ساتھ شرط ہے ان کے نزدیک ایسا نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ اور ہمارے نزدیک اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے جب کہ اس میں ضروری گواہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں۔ تاہم علماء کے اختلاف میں بلا وجہ پڑنا خود ناپسندیدہ ہے۔

شادیوں کی تاریخ کا تعین

بعض لوگ بعض تاریخوں اور مہینوں کو (مثلاً محرم کے چاند کو) منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی بھی نہیں کرتے یہ عقیدہ بھی عقل اور شریعت کے خلاف ہے (دراصل یہ علمِ نجوم کا شعبہ ہے) اور علمِ نجوم شرعاً بُرا اور باصلہ (بالکلیہ) باطل ہے۔

ماہِ ذی قعدہ کو منحوس سمجھنا سخت غلطی ہے

اس جگہ ایک بات قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ عام لوگ ماہِ ذیقعدہ کو منحوس سمجھتے ہیں یہ بڑی سخت بات ہے اور باطل ہے دیکھئے آنحضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں وہ سب ذیقعدہ میں تھے سوئے اس ایک کے جو حجِ وداع کے ساتھ تھا کہ وہ ذی الحجہ میں واقع ہوا تھا۔(متفق علیہ) دیکھئے اس میں کتنی برکت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس ماہ میں تین عمرے کیے ہیں نیز ماہِ ذی قعدہ حج کے مہینوں میں سے ہے (جو بڑی رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے)۔(احکامِ حج ملحقہ سنت ابراہیم)

ذیقعدہ، محرم اور صفر کے مہینے میں شادی

جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں یہ اعتقاد بھی گناہ ہے اس سے توبہ کرنا چاہئے اسی طرح بعض جگہ تیرہ

تاریخ صفر کے مہینے کو نامبارک سمجھتی ہیں یہ سارے اعتقاد شریعت کے خلاف اور گناہ ہیں ان سے توبہ کرنا چاہئے۔ (بہشتی زیور)

مختلف ضروری ہدایات و اصطلاحات

اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اس کو ایک نگاہ دیکھ لو کہیں نکاح کے بعد اس کی صورت سے نفرت نہ ہو۔ (تعلیم الدین)

بڑوں کی رائے کے بغیر اور اپنی طرف سے نکاح کر لینے کی خرابی

ہم نے جو برکت کے آثار (گھر کے) بزرگوں کے تجویز کیے ہوئے نکاح میں دیکھے ہیں وہ اس نکاح میں نہیں دیکھے جو براہِ راست زوجین کر لیتے ہیں اور سخت ضرورت کے بغیر خود نکاح کی بات چیت یا خط و کتابت کرنا اس کی بے حیائی کی دلیل ضرور ہے۔

اذا فاتك الحيا فافعل ماشئت۔۔۔ یعنی جب تم میں حیا نہ ہو تو پھر جو چاہے کرو۔ بے حیا آدمی سے جو برائی صادر ہو جائے بعید نہیں۔ عاقل آدمی کو نکاح کیلئے ایسی عورت تلاش کرنی چاہئے جو باحیا ہو۔ (اصلاحِ انقلاب)

لڑکوں لڑکیوں میں حیا و شرم کی ضرورت

شرم و حیا کم و بیش لڑکوں میں بھی ہونی ضروری ہے خصوصاً ہندوستان کے لیے تو بہت ہی ضروری ہے کیونکہ یہاں بہت فتنے پھیل رہے ہیں ان سب کا روک تھام حیا سے کیا جاسکتا ہے اور اس کی دن بدن کمی ہوتی جارہی ہے جتنی ہم نے حیا اپنی ابتدائی عمر میں لڑکوں میں دیکھی ہے اب سب لڑکیوں میں بھی نہیں دیکھی جاتی۔ اور اب بھی جتنی بوڑھوں میں ہے وہ نوجوانوں میں نہیں اس کی کمی کی وجہ سے خرابیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کم و بیش حیا کا ہونا بہت ضروری ہے اور اس کا ماخذ (دلیل) حضرت علیؓ کا فعل ہے کہ چپ آکر بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ زبان نہ ہلا سکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر ہوگئی ہے کہ تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح لے کر آئے ہو۔ (عضل الجاہلیہ)

اجازت لینے کا طریقہ اور چند ضروری مسائل

(۱) اگر عورت خود وہاں (مجلسِ نکاح) میں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہوگیا نام لینے کی ضرورت نہیں۔

(۲) اور اگر وہ خود موجود نہ تو اس کا بھی نام لے اور اس کے باپ کا نام بھی لے اتنے زور سے کہ گواہ سن سکیں۔ اور اگر باپ کو بھی لوگ جانتے نہ ہو تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے غرض یہ کہ ایسا پتہ ہونا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ (فلانی) لڑکی کا نکاح ہو رہا ہے۔

(۳) جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے (لڑکے) کے ساتھ کیے دیتا ہوں اس پر وہ چپ رہی یا مسکرادی یا رونے لگی تو بس یہی اب اجازت ہے اب وہ ولی نکاح کردے تو صحیح ہوجائے گا۔ یہ نہیں کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائیگی۔ جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔

(۴) البتہ اگر ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہوا تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی۔ اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام ونشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو عورت کی اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوگا اس لیے قاعدہ کے موافق پھر اجازت لینی چاہئے۔

(۵) نکاح (صحیح) ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے ہوئے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہوگیا۔ (بہشتی زیور)

ولی کسے کہتے ہیں

لڑکے اور لڑکی کا نکاح کرنے کا جس کو اختیار رہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہوتا ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو پردادا' اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی اگر سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی' پھر بھتیجا یا بھتیجے کا لڑکا' پھر اس کا پوتا پھر سوتیلا چچا اور اس کے لڑکے کے پوتے پڑپوتے' وہ کوئی نہ ہو تو باپ کا چچا' پھر اس کی اولاد اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے کے پوتے پڑپوتے کوئی نہ ہو تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پھر پوتے پھر پڑپوتے وغیرہ۔

یہ کوئی نہ ہو تو ماں ولی ہے' پھر دادی' پھر نانی' پھر نانا' پھر حقیقی بہن' پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہو۔ پھر پھوپھی' پھر ماموں' پھر خالہ وغیرہ۔اور نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔(بہشتی زیور)

لڑکی کا خود سے نکاح کر لینے کی خرابی

اس میں کلام نہیں کہ عاقلہ بالغہ (سمجھ دار جوان لڑکی) خود اپنے نکاح کی بات چیت ٹھہرالے اور ایجاب وقبول کرلے تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن دیکھنا یہ کہ آیا بلا ضرورت و مصلحت (شرعی) کے ایسا کرنا کیسا ہے سو یہ امر نہ شرعاً پسندیدہ ہے نہ عقلاً وعرفاً تو اس لیے کہ حضور علیہ صلی اللہ کا ارشاد ہے کہ

''عورتوں کا نکاح نہ کرو مگر ان کے کفو میں اور ان کی شادی نہ کریں مگر ان کے اولیاء'' یہ حدیث بھی عمل ہی کے واسطے ہے اور کوئی تو باطنی راز ہے جس کی وجہ سے حضور علیہ صلی اللہ نے (لڑکی کے نکاح کے لیے) اولیاء کا واسطہ تجویز فرمایا اگر چہ ہم کو اس کی علت اور وجہ بھی نہ معلوم ہو۔(اصلاحِ انقلاب)

نکاح کی مجلس اور اس میں خصوصی اجتماع

(حضور علیہ صلی اللہ نے جب حضرت فاطمہؓ کا عقد فرمایا) تو ارشاد فرمایا کہ اے

انس جاؤ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور طلحہؓ زبیرؓ اور انصار کی ایک جماعت کو بلاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو مدعو کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح میں اشتہار و اعلان ہو جائے جو کہ مطلوب ہے مگر اس اجتماع میں غلو و مبالغہ نہ ہو وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب و نزدیک کے جمع ہو جائیں (وہ کافی ہیں)۔(۲ اصلاح الرسوم)

مجلس نکاح سے پہلے اور عقدِ نکاح کے وقت وعظ و نصیحت کا حکم

اس کو سنت یا لازم نہ سمجھیں بلکہ مصلحتِ وقت سمجھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں نئے امور کو زہرِ قاتل سمجھنے والے سلفی بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔ البتہ آج کل نکاح سے کچھ پہلے الگ سے مجلس وعظ منعقد کی جاتی ہے اور اس میں کھانے کا بھی اہتمام ہوتا ہے، اور رفتہ رفتہ لوگ کو ضروری اور سنت سمجھنے لگے ہیں اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے، اگر کوئی سنت سمجھے بغیر کرتا ہے تو گناہ تو نہیں لیکن خلافِ سنت ضرور ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ علماء البلد الحرام میں ہے۔(لا مانع من القاء محاضرة نافعة على الحاضرين في امرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر في حفل الزواج)(فتاویٰ علماء البلد الحرام: ۱۳۸۵، الباب رابع عشر النکاح)

نکاح کون پڑھائے

(۱) (حضرت فاطمہؓ کی شادی میں) حضور ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ پڑھ کر ایجاب و قبول کرایا۔

(۲) اس کا بہت اہتمام ہونا چاہئے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق سے نکاح پڑھوائے۔

شادی سے پہلے اور شادی میں ہونے والی رسوم اور انکی شرعی حیثیت

رسم و رواج کی تعریف

رسم صرف اس بات کو نہیں کہتے کہ جو نکاح اور تقریبات میں کی جاتی ہیں۔

بلکہ غیر ضروری چیز کو ضروری کر لینے کا نام رسم ہے چاہے تقریبات میں یا روزانہ کے معمولات میں ۔(کمالاتِ اشرفیہ اصلاح المسلمین)

رسوم کی پابندی کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھ شخصوں پر میں اور حق تعالیٰ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں ۔منجملہ ان میں ایک وہ شخص ہے جو رسمِ جاہلیت کو تازہ کرے۔ (ایک اور حدیث میں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہیں ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کا کام کرنا چاہے مضامین مذکورہ کی بہت سی حدیثیں موجود ہیں ۔اس بارہ میں تم لوگ شریعت کا مقابلہ کر رہے ہو خدا کے واسطے ان کافروں کی رسوم کو چھوڑ دو۔(اصلاح الرسوم عضل الجاہلیہ)

منگنی کی رسم

منگنی کی حقیقت اصل میں اتنی ہی ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں سے درخواست کرتے ہیں اور لڑکی والے اپنے اطمینان کے بعد درخواست قبول کر لیتے ہیں،بس منگنی تو اس کا نام ہے،اس حد تک اگر کوئی منگنی کرے تو اس کے اندر کوئی خرچہ ہی نہیں ،یہ بات تو ٹیلی فون اور خط وکتابت سے بھی طے ہوسکتی ہے،اگر دونوں گھرانے قریب ہیں تو آکر بیٹھ کر بھی طے کر سکتے ہیں ،اس کے سوا دوسرے لوازمات کچھ بھی نہیں ہیں۔

لیکن ہمارے معاشرے میں اس میں چاروں طرف لوازمات ورسومات کی جو طویل اور مضبوط دیوار حائل ہے اس کو پھلانگنا ہر ایک کا کام نہیں اور نہ ہی ہر ایک کے بس کی بات ہے،اس کا یہاں کوئی نام ونشان ہی نہیں، حضرت علیؓ آئے، انھوں نے درخواست کی،آپ ﷺ نے درخواست قبول فرمائی،بس منگنی ہوگئی۔

لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے اس نقشِ قدم کو اپنے ذہن میں جمائیں اور نقش کر کے اس سے ہٹ کر جو کچھ ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے،اور انھیں ضروری

قرار دے دیا ہے کہ ان کے بغیر منگنی ہو ہی نہیں سکتی ،اب سے ہم اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں ،حضور ﷺ کے نقشِ قدم کو چھوڑ کر وہ مصیبتیں اور پریشانیاں ہم نے اپنے اوپر بڑھالی ہیں کہ جس کے نتیجے میں منگنی جو انتہائی آسان اور سہل تھی وہ کتنی مشکل اور مصیبت بن گئی ہے۔

دولفظوں میں منگنی اور شادی کی حقیقت

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے منگنی اور نکاح کے بارے میں ایک لفظ ایسا ارشاد فرمایا ہے کہ جس میں ہمارے اس دور کی منگنی اور شادی کی ساری حقیقت بیان ہوگئی ہے، مختصر سے دولفظوں میں حضرت نے سب کچھ بیان کردیا ہے۔فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے کی منگنی ''قیامتِ صغریٰ'' ہے اور شادی ''قیامتِ کبریٰ'' ہے۔

ہمارے زمانے کی شادی بیاہ اور منگنی کا نقشہ کھینچنے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں ہوسکتا، یہ منگنی قیامت بنی ہوئی ہے،اس میں اتنی رسمیں اور خرافات اور اتنی نمود ونمائش اور پھر اس سے بڑھ کر بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب اور طرح طرح کی پابندیاں اور لوازمات پائے جاتے ہیں کہ نماز روزہ سے بڑھ کر وہ ضروری ہیں ،کوئی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، حج نہ کرے، زکوٰۃ نہ دے، کوئی پوچھنے والا نہیں، لیکن اگر منگنی کی ان رسموں کو انجام نہ دیا جائے اور ان کی خانہ پوری نہ کی جائے تو جناب ملامت کی بارش شروع ہوجاتی ہے، طعن وتشنیع سے آدمی کا جینا مشکل کردیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی مصیبت ہم نے بنالی کہ واقعی جیسے حضرت نے فرمایا کہ قیامتِ صغریٰ ہے، یہ بات حقیقت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے کس طرح آسانی وسادگی سے اپنی پیاری بیٹی کی منگنی فرمائی، یہ بھی ہم دیکھ لیں۔

منگنی کی حقیقت

منگنی ہے کیا چیز؟ درحقیقت منگنی صرف وعدہ ہے جو زبان سے ہوا کرتا ہے اس کے ساتھ مٹھائی کھٹائی وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟ اگر خط میں لکھ کر وعدہ بھیج دیا

جائے تب بھی وہ کام ہوسکتا ہے (اس کے علاوہ) اس کے ساتھ جتنی بھی زوائد (زائد باتیں) ہیں سب زائد از کار (اور بے کار ہیں)۔ (حقوق الزوجین)

منگنی کی رسم، حضرت فاطمہؓ اور حضور ﷺ کا نمونہ

حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضور ﷺ نے اس طرح کیا کہ کوئی رسم نہیں کی اور یہ رسمیں اس وقت موجود ہی نہ تھیں یہ تو بعد میں لوگوں نے نکالی ہیں۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کا نکاح کیا نہ اس میں منگنی کی کوئی رسم تھی نہ مہندی تھی نہ نشانی تھی منگنی آپ کی یہ تھی کہ حضرت علیؓ حضور ﷺ کی مجلس میں آئے اور چپ کر کے بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ سے زبان نہ ہلا سکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر ہوگئی ہے کہ تم فاطمہؓ کا پیغام نکاح لیکر آئے ہو سو مجھ سے حضرت جرائیل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ خدا کا حکم ہے کہ حضرت علیؓ سے فاطمہ کا نکاح کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے منظور فرمالیا بس منگنی ہوگئی نہ اس میں مٹھائی کھلائی گئی نہ کوئی مجمع ہوا یہ نہیں ہوا کہ لال ڈوری ہو، کوئی جوڑا ہو مٹھائی تقسیم ہو۔ (حقوق الزوجین)

نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے

نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے لہٰذا نکاح سے پہلے منگیتر کا حکم بھی وہی ہے جو غیر مرد کا ہے کہ عورت کا اس کے ساتھ اختلاط جائز نہیں اور معاشرے میں کسی چیز کا رواج ہو جانا کوئی دلیل نہیں ایسا غلط رواج جو شریعت کے خلاف ہو خود لائقِ اصلاح ہے نیز زیادہ تعلقات کی نکاح سے قبل اجازت نہیں نہ میل جول کی اجازت ہے اور نہ خلوت اور تنہائی کی، نکاح سے قبل ملنا جلنا بذاتِ خود غیر اخلاقی حرکت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵/۳۴،۳۵)

بہشتی زیور میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ منگنی کی رسموں کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

غرض ان سب خرافات کو چھوڑنا واجب ہے، ایک پوسٹ کارڈ یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح ادا ہوسکتا ہے، جانب ثانی اپنے طور پر ضروری باتوں کی تحقیق

کر کے ایک پوسٹ کارڈ سے یا فقط زبانی وعدہ کر لے، منگنی ہو گئی۔ (بہشتی زیور حصہ ششم ص ۲۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

منگنی میں آئے ہوئے مہمانوں کی دعوت کا حکم

سوال: جو لوگ دور دراز مقام سے لڑکی کی منگنی کے لیے آئیں شرعی طور پر گفتگو طے ہو جانے کے بعد اور منگنی شروع ہو جانے کے بعد اس خیال سے کہ یہ لوگ دور سے آئے ہیں مہمان کے طور پر ان کو ایک آدھ بار دعوت دیجائے تو انسانی ہمدردی اور مروت سے دور نہیں اس میں کوئی بُرائی تو نہیں ہوگی۔

الجواب: یہ نیت مذکورہ (یعنی مہمان کی نیت سے) دونوں حالتوں میں درست ہے یعنی منگنی سے پہلے بھی اور منگنی کے بعد بھی۔ (امدادالفتاوی)

شادی کارڈ میں فضول خرچی

شادی کی اطلاع کے لئے کارڈ چھپوانے کی بھی زیادہ ضرورت نہیں، اگر عذر ہو تو معمولی درجہ کا کارڈ چھپوالیں، شادی کارڈ کے اندر لوگ بڑے پیسے خرچ کرتے ہیں، بہت مہنگا بناتے ہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، حالانکہ اس کا حاصل صرف اطلاع دینا ہے، جس گھر میں آیا پڑھا اور ایک طرف رکھ دیا، بنانے والے تو یہ سمجھتے ہیں کہ یادگار رہے گا، لیکن ذرا سوچیں کون یاد کرتا ہے؟ دوسرے دن جب ولیمہ ختم کارڈ سارے کے سارے ردی کی ٹوکری میں چل دیے اور لاکھوں روپے ضائع ہو گئے۔

مہر کے سلسلہ میں عام رجحان اور سخت غلطی

ایک کوتاہی جو بعض اعتبار سے سب سے زیادہ سخت ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ اکثر لوگ مہر دینے کا ارادہ ہی دل مین نہیں رکھتے پھر خواہ بھی وصول کرنے کا ارادہ نہ کرے اور خواہ طلاق یا موت کے بعد اس کے ورثاء وصول کرنے کی کوشش کریں یا نہ کریں لیکن ہر حال میں شوہر کی نیت ادا کی نہیں ہوتی۔

جس کا مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو وہ زانی ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ

اس (مہر) کو سرسری سمجھنا اور ادا کی نیت نہ رکھنا اتنی بڑی سخت بات ہے کہ حدیث شریف میں اس کی بہت بڑی وعید آئی ہے۔ کنز العمال اور بیہقی میں حدیث ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا کچھ مہر ٹھرائے پھر یہ نیت کرے کہ اس کے مہر میں سے کچھ اس کو نہ دونگا یا اس کو پورا نہ دیگا تو وہ زانی ہو کر مرے گا اور اللہ تعالیٰ سے زانی ہو کر ملے گا۔ (۲ ایضاً)

بابرکت اور آسان مہر۔ مہر کی قلت و کثرت سے متعلق چند احادیث

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا مبارک ہونا یہ بھی ہے کہ اس کا مہر آسان ہو۔ (کنز العمال)

(۲) حدیث میں ہے کہ مہر میں آسانی اختیار کرو۔ (کنز العمال)

(۳) ایک اور حدیث میں ہے کہ اچھا مہر وہ ہے جو آسان اور کم ہو۔ (اصلاحِ انقلاب)

مہر کی قلت و کثرت کا معیار

اب یہ کلام باقی رہا کہ اس تقلیل (کمی) کی حد بھی ہے یا نہیں؟ تو امام شافعیؒ کے نزدیک تو اس کی کوئی حد مقرر نہیں قلیل سے قلیل (کم سے کم) مقدار بھی مہر بن سکتا ہے بشرطیکہ قیمتی مال ہو۔ خواہ ایک ہی پیسہ ہو۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس قلیل (کمی) کی حد دس درہم ہیں یعنی اس سے کم مہر جائز نہیں حتیٰ کہ اگر صراحتاً بھی اس سے کم مہر مقرر کیا جائیگا تو بھی دس درہم واجب ہونگے (اور دس درہم کی آج کے وزن کے اعتبار سے تقریباً ۳۴ گرام چاندی ہوتی ہے)۔ (اصلاحِ انقلاب)

مہرِ فاطمی

مہر کافی اور باعثِ برکت ہے اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو اس سے کم بھی مناسب ہے (اصلاح الرسوم) حضرت فاطمہؓ کا مہر دیگر صاحب زادیوں کے مثل ساڑھے بارہ اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم ہوئے۔ اور آج کل کے وزن کے اعتبار سے اس کی مقدار ایک کلو پانچ سو اکتیس

گرام (چاندی ہوتی ہے)۔ (امداد الفتاوی)

نکاح میں چھواروں وغیرہ پر فضول خرچی

نکاح کے موقع پر اگر حاضرین میں کچھ چھوارے تقسیم کردیے جائیں تو اچھا ہے،اس سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔چنانچہ
حضور ﷺ نے (حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں) ایک طبق خرما کے لے کر بکھیر دیا۔اس روایت کو ذہبی وغیرہ محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

ہماری بے اعتدالی

لیکن ہمارے زمانے میں چھواروں کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی چپک گئی ہیں ،جیسے چیونگم چپکتی ہے ایسے کچھ اور چیزیں بھی اس کے ساتھ چپک گئی ہیں اور ان کا چپکانا ہنگامے سے خالی نہیں ،خالی چھواروں کی تقسیم آج بھی انتہائی پرسکون ہوسکتی ہے اگر ان کو اوپر اُڑایا نہیں جائے بلکہ ویسے ہی لوگوں میں تقسیم کردیا جائے ،کیونکہ صرف چھواروں کی لوگوں کے دلوں میں اب خواہش کم ہوگئی ہے وہ طلب وہ تڑپ نہیں رہی ،بس خاموشی سے چپکے چپکے ہر آدمی لے لیتا ہے۔

حضرت گنگوہی کا فتوی

نکاح کے وقت چھوارے تقسیم کرنا مباح ہے مگر اس وقت میں نہ (لٹانا) چاہئے کیونکہ حاضرین کو تکلیف ہوتی ہے ایسے جزئی عمل کو کرنا کچھ ضروری نہیں ۔ اگرچہ ایسے تقسیم کروانا درست ہومگر (یہ چھوارے تقسیم کرنے والی) روایت اتنی معتمد نہیں اور اس کے فعل سے اکثر نقصان ہوجاتا ہے اگر مسجد میں نکاح ہوتو مسجد کی بے تعظیمی بھی ہوتی ہے ۔لہٰذا حدیثِ ضعیف پر عمل کر کے مسلمانوں کی اذیت کا باعث ہونا ہے اور مسجد کی شان کے خلاف فعل ہونا مناسب نہیں اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف لکھا ہے ۔(فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ رحیمیہ)

مسجد کی بے حرمتی

اگر اس میں کچھ اور جیسے پان چھالیہ، ٹافیاں اور سپاریاں بھی اس کے اندر

بھری ہوئی ہیں تو پھر مسجد کیا، ایک کھیل کا میدان بن جاتا ہے، اس میں ایسی لوٹ مار اور چھینا جھپٹی ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ (اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے) اور اس چھینا جھپٹی میں مسجد کی بے حرمتی الگ اور دوسری خرابیاں لازم آتی ہیں، کبھی تھیلیاں پھٹ رہی ہیں اور کبھی تھیلا پھٹ رہا ہے، کبھی آدمی کا سر پھٹ رہا ہے، ایک طرح کا ہنگامہ ہوتا ہے، اللہ بچائے، ذرا سا سنت سے ہٹے اور کیسی کیسی مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے، بچے بھی بوڑھے بھی، جوان بھی سارے ہی اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور ایسے دوڑتے ہیں کہ معلوم نہیں کتنے دن کے بھوکے تھے اور آج پہلی مرتبہ ان کے سامنے یہ چیز آئی ہے، اللہ بچائے بانٹنے والے اور لینے والے دونوں مصیبت میں مبتلا ہیں، بھائی ایسی مصیبت اپنی طرف سے بڑھائی کیوں؟ کس نے کہا تھا اس کو بڑھاؤ؟

محض اپنے فخر کے لئے، نام کے لئے، بڑائی کے لئے، تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے یہاں شادی ہوئی تھی اور اس میں یہ یہ چیزیں بٹی تھیں اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے یہاں شادی ہوئی تھی اس میں تھیلی میں کیا ڈالا گیا تھا، اگر اس نے پانچ چیزیں ڈالی تھیں تو اگلا سات ڈالے گا اور پھر اگلا نو ڈالے گا، یعنی اس میں بھی مقابلہ بازی ہورہی ہے اور جس نکاح میں زیادہ موٹی اور زیادہ خوب صورت تھیلی اور زیادہ رنگین بٹوہ اس کی تقسیم میں زیادہ مصیبت اور وہ پھر سب کو دکھاتا پھرے گا اور سب ایک دوسرے کو دکھائیں گے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ نام ونمود ہے، دکھاوا اور نمائش ہے، اس دکھاوے اور نمائش سے تو کچھ نہیں ہوتا۔

دیکھئے! چھواروں سے آگے بڑھتے ہی فتنہ ہوگیا، اب مسجد میں جاؤ وہاں مصیبت، کہیں اور جگہ جاؤ وہاں پریشانی اور بے حرمتی الگ ہورہی ہے، لوگ ان کے چھلکے اور گٹھلیاں وغیرہ مسجد ہی میں ڈال دیتے ہیں، حالانکہ جب آئے تھے تو مسجد صاف ستھری تھی، جب گئے تو معلوم ہوا گندی ہوگئی، دریاں بھی خراب، قالین بھی خراب اور فرش بھی گندا، جگہ جگہ پنیوں وغیرہ کے ذرّے بکھرے ہوئے ہیں گٹھلیاں پڑی ہوئی ہیں، مسجد کی یہ بے حرمتی کیسے گوارا کی جاتی ہے؟ اور کسی مسلمان کا اپنے نکاح میں اس طرح مسجد میں گندگی کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ پھر ایسے نکاح

میں کیسے خیر و برکت آسکتی ہے جس میں اللہ کے گھر کو پامال کردیا گیا ہو اور اس کو گندا کردیا گیا ہو۔

رائج کئے گئے جہیز کے مفاسد اور خرابیاں

مگر اب جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا نہ صلہ رحمی بلکہ ناموری اور شہرت اور رسم کی پابندی کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے مقررہ اشیاء ہوتی ہیں خاص طرح کے برتن بھی ضروری سمجھے جاتے ہیں جہیز کے اسباب بھی مقرر ہیں کہ فلاں فلاں چیز ضروری ہو اور تمام برادری اور گھر والے اس کو دیکھیں گے جہیز کی تمام چیزیں عام مجمع میں لائی جاتی ہیں اور زیور (اور جہیز) کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے (آپ خود) فرمایئے کہ پوری ریا (دکھلاوا) ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔ اگر صلہ رحمی ہوتی تو کیف ما تفق جو میسر آتا اور جب میسر آتا بطورِ سلوک کے دے دیتے۔اس طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لیے کوئی شخص قرض کا بوجھ نہیں اٹھاتا لیکن ان دونوں رسموں کو پورا کرنے کے لیے اکثر اوقات مقروض بھی ہوتے ہیں اگرچہ سود ہی دینا پڑے۔اور اگرچہ باغ ہی فروخت یا گروی ہوجائے پس اس میں غیر ضروری چیزوں کا التزام اور نمائش اور شہرت فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لیے یہ بھی بطریق متعارف (مروجہ طریقے سے) ممنوعات کی فہرست میں داخل ہوگیا۔(ازالۃ الخفاء اصلاح الرسوم ایضاً)

جہیز دینا لازمی نہیں

نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز کا سامان اس لئے دیا کہ ابوطالب غریب اور نادار تھے، تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوطالب کے کچھ بیٹوں کی پرورش آپ کریں اور کچھ بیٹوں کی پرورش میں کروں گا تو حضرت علیؓ پیغمبر ﷺ کی پرورش میں تھے، گویا کہ حضرت علیؓ تو پیغمبر ﷺ

ئے گھر کے آدمی تھے۔ تو جب شادی ہونے لگی تو حضرت علیؓ کے پاس سامان وغیرہ نہیں تھا، اس لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز میں سامان دیا، ورنہ تو آپ ﷺ یہ چیزیں کبھی نہ دیتے۔ بہرحال یہ سمجھنا کہ حضور ﷺ نے جہیز کا سامان دیا ہے، لہٰذا جہیز دینا لازم ہے، کہنا بالکل غلط ہے۔ واللہ اعلم۔

دوسری حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب ان کا وقت آجائے تو پھر بغیر کسی معتبر عذر کے ان کے کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ان میں سے ایک نکاح بھی ہے۔ پھر جب مناسب رشتہ مل جائے تو تاخیر نہ کرو، اگر تاخیر کرو گے تو فساد پھیل جائے گا، معاشرے میں تباہی اور بربادی رونما ہوگی اور اس کے اندر جو دینی اور دنیوی نقصانات ہیں وہ ہر عاقل بالغ شخص پر واضح اور روشن ہیں۔

رخصتی کی دعوت میں فضول خرچی

شادی اور رخصتی میں کسی دھوم دھام کی ضرورت نہیں، شور شرابے اور نمود ونمائش کی ضرورت نہیں، اختصار اور سادگی کے ساتھ بیٹی کو دولہا کے گھر پہنچادو۔

ہمارے یہاں کا طریقہ

لیکن ہمارے یہاں دیکھئے کہ اس کے پیچھے کتنا بڑا ہنگامہ ہے اور جب تک ہال نہ ہو، اس وقت تک رخصتی ممکن نہیں، لہٰذا آج کل کے زمانے میں بیٹی کی رخصتی کے لئے ہال کا ہونا بھی شرط ہے، وہ تو شکر ہے کہ گورمنٹ نے کھانے پر پابندی لگادی تو کچھ معاملہ ہلکا ہوگیا، ورنہ پوری بارات کی دعوت بھی ضروری سمجھی جاتی ہے، بصورتِ دیگر نکاح کا تصور ہی نہیں، اگر کوئی اس طرح کر بھی لے تو ملامت کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ انسان کا زندگی گزارنا اور برادری میں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، جب کہ مذکورہ واقعہ میں آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی پر دعوت نہیں فرمائی، بیٹی کی شادی کی دعوت کا یہاں کہیں ذکر نہیں، صرف حضرت علیؓ نے ولیمہ کیا ہے اور آپ ﷺ نے صرف بیٹی کو رخصت فرمایا ہے، کفایت المفتی میں ہے:

لڑکی والوں کی طرف سے برات کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے اگر یہ اتفاقی ہو یا ضرورۃً دیا جائے مثلاً برات باہر سے آئی ہو اور کھانے میں بھی اسراف ریا ونمود اور پابندیٔ رسم کو دخل نہ ہو تو ان شرائط کے ساتھ فی حدِ ذاتہٖ مباح ہے۔ (کفایت المفتی: ۵/۱۵۳، دارالاشاعت)

دوسری جگہ لکھا ہوا ہے:

لڑکی والوں کی طرف سے براتوں کو یا برادری والون کو کھانا دینا لازم یا سنت اور مستحب نہیں ہے، اگر بغیر التزام کے وہ اپنی مرضی سے کھانا دے دیں تو مباح ہے نہ دیں تو کوئی التزام نہیں۔ (کفایت المفتی: ۵/ ۱۵۷)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

یہ صحیح ہے کہ ولیمہ لڑکا یا اس کے اولیاء کریں گے لیکن جو لوگ لڑکی والے کے مکان پر مہمان آتے ہیں اور ان کا مقصود شادی میں شرکت کرنا ہے اور ان کو بلایا بھی گیا ہے تو آخر وہ کھانا کہاں جاکر کھائیں گے، اور اپنے مہمان کو کھلانا تو شریعت کا حکم ہے اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے، البتہ لڑکے والے کی طرح مقابلہ پر ولیمہ لڑکی کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/۱۴۲، مبوب ومرتب)

کتاب الفتاویٰ میں ہے:

نکاح کے موقع پر بغیر کسی جبرودباؤ کے لڑکی والوں کی طرف سے بھی مہمان نوازی کی گنجائش ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر بکرا ذبح کیا ہے اور اس پر مہاجرین اور انصار کو مدعو کیا ہے، جب مرد کھانے سے فارغ ہو گئے تو کھانا ازواجِ مطہراتؓ کے پاس بھیجا گیا تاکہ جو خواتین آئیں ہیں وہ وہاں کھائیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تفصیل کے ساتھ یہ روایت منقول ہے، جو مصنف عبدالرزاق کے چار صفحات پر مشتمل ہے، پس یہ دعوتِ طعام سنت تو نہیں ہے، نہ عہدِ صحابہؓ میں اس کا عمومی رواج تھا اس لئے رواج دینا بھی مناسب نہیں، البتہ اس کی گنجائش ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/ ۴۱۷، نکاح میں دعوت اور ولیمہ کے احکام)

ولیمہ کا مسنون طریقہ

ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف و بلا تفاخر (بغیر فخر کے) اختصار کے ساتھ ہو جائے، اپنے خاص لوگوں کو کھلا دے۔ (اصلاح الرسوم)

مسنون ولیمہ کے حدود و شرائط

ولیمہ اسی حد تک مسنون ہے جس کو اسلام نے متعین کر دیا ہے: (۱) جس میں غریب لوگ بھی ہو۔ (۲) اور حسبِ طاقت۔ اپنی حیثیت کے مطابق ہو)۔ (۳) سودی قرض سے نہ کیا گیا ہو۔ (۴) ریا و سمعہ (ناموری) کا دخل نہ ہو (۵) تکلفات نہ ہو۔ (۶) صرف اللہ کی رضا کیلئے ہو وہ ولیمہ مسنون ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ

حضرت امامہ رض کا ولیمہ ذرا سے جو کا کھانا تھا اور حضرت زینب بنت جحش رض کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلائی گئی تھی اور حضرت صفیہ رض کا (ولیمہ اس طرح کھلایا گیا تھا کہ) جو کچھ صحابہ رض کے پاس تھا سب جمع کر لیا گیا یہی ولیمہ تھا۔ حضرت عائشہ رض (اپنے ولیمہ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ) نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، سعد رض بن عبادہ کے گھر سے دودھ کا ایک پیالہ آیا تھا بس وہی ولیمہ تھا۔ (اصلاح الرسوم)

دعوت حلال مال سے کرو اگرچہ دال روٹی ہو

کھانا تو ایسا ہونا چاہئے جس میں (حرام) کا شبہ نہ ہو کیونکہ دعوت واجب تو نہیں مستحب ہے اور حرام کھانا کھلانا حرام ہے اس سے کسی کی دعوت نہیں کرنا چاہئے اور اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ کھانا مرغن (بریانی وغیرہ) ہی کھلاؤ۔ سادہ کھلاؤ مگر حلال ہو (اگر حرام مال ہو تو) کسی مسلمان بھائی کو مت کھلاؤ کوئی خود گوہ کھائے مگر دوسروں کو تو نہ کھلائے۔ (تعظیم الشعائر سنت ابراہیم)

ناجائز ولیمہ

ولیمہ مسنون ہے بشرطیکہ وہ خلوصِ نیت و اختصار کے ساتھ ہو، نہ کہ فخر و اشتہار کے ساتھ ورنہ ایسا ولیمہ ہی جائز نہیں حدیث میں ایسے ولیمہ کو بدترین کھانا فرمایا گیا ہے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز اس سے معلوم ہوگیا کہ برادری کو اکثر کھانے جو کھلائے جاتے ہیں ان کا کھانا کھلانا کچھ جائز نہیں دیندار کو چاہیے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہو صاف انکار کر دے برادری کنبہ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیگی۔ (اصلاح الرسوم)

بدترین ولیمہ

ولیمہ سنت ہے لیکن بعض صورتوں میں اس کی ممانعت بھی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں شر الطعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترك لها الفقراء یعنی کھانوں میں برا کھانا اس ولیمہ کا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔ ولیمہ سنت ہے لیکن اس عارض کی وجہ سے شر (برا) ہوگیا افسوس آجکل اکثر ولیمے اسی قسم کے ہوتے ہیں جن میں محض برادری کے معزز لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غرباء کو نہیں پوچھا جاتا بلکہ اس جگہ سے نکال دیا جاتا ہے حالانکہ جن فقراء کو ولیمہ سے نکالا جاتا ہے ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تُنصَرُونَ وَ تُرزَقُونَ بِضُعَفَائِکُمْ تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تمہیں جو رزق دیا جاتا ہے وہ فقراء اور کمزوروں کی وجہ سے تو دیا جاتا ہے پس نہایت بے حیائی ہے کہ جن کی وجہ سے رزق دیا گیا ہے انہیں رزق سے دھکے دیے جائیں ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر مخلوق میں ایسے بوڑھے نہ ہوتے جنکی کمریں جھک گئی ہیں اور بہائم (جانور) نہ ہوتے اور دودھ پیتے بچے نہ ہوتے تو تم پر عذاب کی بارش ہوتی معلوم ہوا کہ عذابِ خداوندی سے بوڑھوں اور بچوں اور جانوروں کی وجہ سے بچے ہوئے ہیں۔ (سنتِ ابراہیم)

ناجائز ولیمہ میں شرکت کرنا جائز نہیں ایک حدیث میں شرکت کرنے والوں کے لیے بھی صاف ممانعت فرمائی گئی ہے: نَهى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنَ اَنْ يَاكُلَ (رواہ ابوداؤد مرفوعاً)

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایسے دو شخصوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے جو باہم فخر کے لیے کھانا کھلاتے ہیں یہ کھانا ناجائز ہے۔''

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دعوت میں ایک آدمی ویسے (بلا دعوت کے) چلے گئے آپ نے مکان پر پہنچ کر صاحب خانہ سے صاف فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ ہولیا ہے اگر تمہاری اجازت ہو تو آئے ورنہ چلا جائے اس نے اس کی اجازت دیدی اور وہ شریک ہوگیا

جس کی آمدنی پر اطمینان نہ ہو اور شبہ مضبوط ہو تو کیا کرنا چاہئے

اگر کسی شخص کی آمدنی پر اطمینان نہ ہو تو اس کی دعوت ہی منظور نہ کرے لطیف پیرایہ سے (کسی بہانہ سے) عذر کردے لیکن یہ نہ کہے کہ آپ کی آمدنی حرام ہے اس لیے دعوت قبول نہیں کر سکتا کیونکہ اس عنوان سے اسکی دل شکنی ہوگی۔ (اور فتنہ ہوگا)۔(انفاس عیسی)

دعوت میں شریک ہونے کے چند ضروری احکام

(۱) زیادہ تحقیق و تفتیش اور کھود کرید کی ضرورت نہیں مگر جن لوگوں کے یہاں غالب گمان کے مطابق اکثر آمدنی حرام ہے اور ان کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں جیسے رشوت کی آمدنی سو ایسے لوگوں کی دعوت قبول نہ کرے۔ ہاں غالب گمان کے مطابق (اکثر) مال حلال ہو تو جائز ہے لیکن اگر زجر کے لیے نہ کھائے تو بہتر ہے۔

(۲) اگر گناہ کے مجمع میں دعوت ہو تو قبول نہ کرے اور اگر اس کے جانے کے بعد گناہ کا کام شروع ہو جائے۔ مثلاً راگ باجا اکثر شادیوں میں ہوتا ہے تو اگر خاص اس جگہ پر ہے جہاں پر یہ بیٹھا ہوا ہے تو چھوڑ کر چلا جائے اور اگر فاصلہ سے ہے تو اگر یہ شخص دین کا پیشوا ہے تب بھی اس کو وہاں سے اٹھ کر آنا چاہئے اور

اگر دین کا پیشوا نہیں تو کوئی بات نہیں، کھا کر چلا آئے۔ (حقوق المعاشرت)

بیٹی کی شادی کی دعوت سنت سمجھ کر کرنا غلط ہے

اس لئے علمائے کرام نے فرمایا کہ بیٹی کی شادی کی دعوت ولیمہ کی طرح سنت سمجھ کر کرنا غلط ہے اور ناجائز ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ ضروری ہے اور اس کے بغیر ہم اپنی بیٹی کو رخصت کر ہی نہیں سکتے جب تک اس کی دعوت نہ ہو اور سب لوگوں کو نہ بلایا جائے اور دھوم دھام سے نہ ہو، چاہے حیثیت بھی نہ ہو لیکن وہ ضروری سمجھتے ہیں، تو ضروری سمجھ کر کرنا بھی صحیح نہیں، یہ بھی غلط ہے۔

البتہ یہ گنجائش ہے کہ حسبِ استطاعت جو خاص خاص عزیز و اقارب ہوں ان کو بلالیا جائے اور جب اپنے گھر میں بلایا جائے گا تو کھانا بھی کھلایا جائیگا، اس طرح یہ ان کی مہمان نوازی ہوگی، وہ بھی کھالیں گے، لڑکی اور گھر والے بھی کھالیں گے، کھانے کے بعد لڑکی کی رخصتی ہو جائے گی۔

شادی بیاہ اور تقریبات میں ممنوع اختلاط

خاندانی تقریبات اور رشتہ داروں کی باہمی ملاقاتوں میں عورتوں کو مردوں سے الگ رکھنا چاہئے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس کے برخلاف صورتِ حال میں غیر محرم افراد سے اختلاط ہوگا جو فتنے کا باعث بنے گا۔ ہم دیکھتے ہیں آئے دن ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں لہٰذا اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

اور آج کل کی تقریبات میں جو صورتحال ہوتی ہے وہ بالکل عیاں ہے کہ اس میں عموماً بے پردگی، غیر محرموں سے اختلاط اور آمنا سامنا ہوتا ہے، عورت کی شخصیت غیروں کی نظروں میں نمایاں ہوتی ہے حالانکہ حدیثِ مبارکہ میں اس کی ممانعت ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ''. (ترمذی)

(ترجمہ:) ''عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے چنانچہ جب کوئی عورت

(اپنے پردہ سے) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے"۔

عورت کے لغوی معنی "ستر" کے ہیں یعنی جس طرح ستر (شرم گاہ) کو عام نظروں سے چھپایا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کو کھولنا بُرا ہے، اسی طرح عورت بھی ایسی چیز ہے جس کو بیگانے مردوں کی نظروں سے چھپ کر رہنا چاہئے اور لوگوں کے سامنے بے پردہ آنا بُرا عمل ہے۔

ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ وغیرہ جیسی تقریبات میں خواتین قسم قسم کے نئے نئے فیشن، دیدہ زیب اور جاذب نظر ملبوسات زیب تن کرکے اور طرح طرح کے میک اپ کر کے آتی ہیں، اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیگر خواتین کے مقابل اظہارِ فخر کریں اور غیر مردوں کو نظارۂ حُسن کی دعوت دیں، چنانچہ ایسے مواقع پر یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ نظارہ بازی ہی نہیں بلکہ طرفین سے نظر بازی بھی ہوتی ہے، اور یہیں سے اجتماعی اور معاشرتی برائیوں کے بیج بوئے جاتے ہیں اور پھر بھیانک جرائم کی شکل میں اس کی فصل کاٹنی پڑتی ہے۔اسکی روک تھام کے لئے احادیثِ مبارکہ میں صاف صاف تنبیہات وارد ہوئی ہیں۔

باریک کپڑوں والیوں کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"صِنفان من اهل النار لم ارهما، قوم معهم سياط كاذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كاسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وانّ ريحها لتوجد مسيرة كذا و كذا".

(ترجمہ:) "جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (اور نہ میں دیکھوں گا) ایک گروہ تو اُن لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم کی مانند کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے ہوں مگر حقیقت میں وہ ننگی ہونگی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہونگی، انکے سر بختی

اونٹوں کے کوہان کی طرح مٹکتے ہونگے، ایسی عورتیں نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ ہی انکو جنت کی خوشبو ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی (یعنی مثلاً سو برس) دور سے آتی ہے"۔

توضیح حدیث:

"مگر وہ حقیقت میں ننگی ہونگی" اس جملہ میں ان عورتوں کی طرف اشارہ ہے جو اتنے باریک اور شفاف کپڑے پہنتی ہیں کہ انکا پورا بدن جھلکتا ہے، یا اس طرح کے کپڑے پہنتی ہے کہ جسم کا کچھ حصہ چھپا رہتا ہے اور کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، جیسا کہ آج کل ساڑھی وغیرہ کا رواج ہے، اور اب ایسے فیشن ایجاد ہوئے ہیں کہ مونڈھوں سے نیچے پورا ہاتھ، گلے سمیت سینہ کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، یا جس طرح دوپٹہ سے سر، پیٹ اور سینہ وغیرہ ڈھانکنے کی بجائے اس کو گلے میں یا پیٹھ پر ڈال لیتی ہیں، قمیض اتنی چست پہنتی ہیں کہ جسم کے خدوخال نمایاں ہوجاتے ہیں اور ان قمیصوں کی آستین بازو تک ہوتی ہے جس کی وجہ سے تقریباً پورا ہاتھ عریاں نظر آتا ہے، اور ایسی شلواریں پہنتی ہیں کہ ٹخنے مکمل نمایاں ہوتے ہیں، زلفیں پراگندہ اور کھلی ہوئی رکھتی ہیں، زیورات اور اسبابِ زینت کی نمائش کرتی ہیں ان تمام صورتوں میں عورت بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں۔

اس جملے میں ایسی عورتوں کی طرف بھی اشارہ مقصود ہوسکتا ہے جو کہ دنیا میں تمام انواع و اقسام کے لباس زیب تن کرتی ہیں مگر وہ تقویٰ اور عمل صالح کے اس لباس سے محروم رہتی ہیں جس کی وجہ سے وہ آخرت میں جنت کے لباس کی مستحق ہوسکتیں، چنانچہ وہ آخرت میں لباس سے محروم کردی جائیں گی۔

"مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی سج دھج کے ذریعے غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں گویا کہ حسنِ آوارہ کی طرف دعوتِ نظارہ دیتی ہیں اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور تانک جھانک کرتی ہیں۔ یا پھر مائل کرنے والی سے مراد وہ عورت ہے جو دوپٹہ سر سے اتار دیتی ہیں تاکہ مرد اسکو دیکھیں اور اس کے چہرے کا نظارہ کریں اور

اس کی طرف مائل ہوں، اور مائل ہونے والی سے مراد وہ عورت ہے جو مٹک مٹک کر چلتی ہے تا کہ لوگوں کے دلوں کو خود پر فریفتہ کرے۔

''ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح منکتے ہوں گے'' اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو سر کی چوٹیوں کو جوڑے کی شکل میں باندھ لیتی ہیں اور جس طرح بختی اونٹوں کے کوہان موٹاپے کی وجہ سے ادھر ادھر ہلتے ہیں، اسی طرح ان کے سر کے جوڑے بھی ادھر ادھر ہلتے رہتے ہیں، یہ حرکت بھی عورتیں محض خود نمائی بلکہ حسن نمائی کیلئے کرتی ہیں، جو بالکل ناپسندیدہ حرکت ہے۔

اس حدیث شریف میں عورتوں کے جس خاص طبقہ کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا۔ اور آپ ﷺ نے معجزاتی شان کے ساتھ اس طبقہ کے ظہور کی پیشن گوئی فرمادی۔

قاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مقصد یہ ہے کہ جس وقت نیک و پارسا عورتیں جنت میں داخل ہورہی ہونگی اور جنت کی خوشبو سے لذت حاصل کر رہی ہونگی، اس وقت مذکورہ بالا فیشن پرست عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوسکتیں ہیں اور نہ جنت کی خوشبو انہیں ملے گی، ہاں البتہ اس بدعملی کی سزا بھگت کر جنت میں جائیں گی یا پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ وعید ایسی عورتوں کے بارے میں ہے جو ان حرکتوں کو جائز سمجھ کر اپناتی ہیں۔ لہٰذا وہ قطعی طور پر جنت سے محروم ہوں گی۔

عورتوں کو اپنی عزت کی حفاظت کے لئے پردہ کا حکم:

اے پیغمبر....! مومن عورتوں سے کہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں عصمتوں) کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اسکے جو خود ہی (بغیر انکے اختیار کے) کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھے رہا کریں اپنے خاوند، باپ، خسر، بیٹوں، شوہر کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اپنی ہی قسم کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سوا نیز ان خدام سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں) اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ

(جھنکار کی آواز کانوں تک پہنچ جائے اور) انکا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو...! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ (سورۃ النور: ۳۰، ۳۱/۳۱)

یہ آیتِ مبارکہ پردہ کے وجوب پر مندرجہ ذیل طریقوں سے دلالت کرتی ہے:

(۱) اللہ عزوجل نے مومن عورتوں کو اپنی عزت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور عصمت کی حفاظت کا حکم تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام مسائل و ذرائع اختیار کئے جائیں جو اس مقصد کے حصول میں مددگار ہو سکتے ہیں اور ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ چہرے کا پردہ عزت کی حفاظت کے منجملہ وسائل میں سے ہے کیونکہ چہرہ کھلا رکھنا غیر محرم مردوں کے لئے اسکی طرف دیکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جس سے بات میل ملاقات بلکہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

العینان تزنیان و زنا ھما النظر. (مسند احمد ۲/۳۴۳)

ترجمہ: ''آنکھیں بھی زنا کرتی ہے، انکا زنا (ناجائز) دیکھنا ہے''۔

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم:

عورتوں کو عصمت وعفت کی حفاظت اور معاشرے کی اخلاقی پاکیزگی کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ عورتوں کا مردوں سے کم سے کم اختلاط ہو جس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ خود عورتیں بلا ضرورت گھروں سے نہ نکلیں کہ ان کا بکثرت گھروں سے نکلنا نامحرموں سے ٹکراؤ اور شدید فتنے کا سبب بنتا ہے جیسا کہ اسلام سے پہلے کی جاہلیتِ قدیمہ اور موجودہ جاہلیتِ جدیدہ سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسلمان عورتوں کو اپنے گھروں میں ٹکے رہنے کا خاص طور سے حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے نبی کی بیبیو...! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بشرطیکہ) تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعًا) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے اور قاعدے کے موافق بات کہو اور تم

اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ (اے پیغمبر کے) گھر والو...! تم سے (معصیت و نافرمانی کی) آلودگی دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً، عقیدۃً عملاً و خلقاً) پاک صاف رکھے۔"

(سورۃ الاحزاب: ۳۲، ۳۳)

اس آیت سے دو احکامات معلوم ہوئے:

اول یہ کہ عورتوں کو چاہئے کہ نامحرم مردوں سے گفتگو کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ اپنے لہجے میں لچک، نرمی اور مٹھاس پیدا نہ کریں اور نہ ہی بلاضرورت باتیں بڑھائیں تاکہ کسی بد باطن کو انکے بارے میں برا خیال لانے کی جرأت نہ ہو۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرموں سے بات کرتے وقت صاف صاف اور کھری کھری بات کیا کریں۔ انکی گفتگو نرمی اور مٹھاس سے خالی ہونی چاہئے نہ کہ جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں مردوں سے نرم اور لچک دار لہجے میں باتیں کیا کرتی تھیں اور آوارہ اور بد قماش عورتیں اب بھی کیا کرتی ہیں۔ عورت کو چاہئے کہ جب وہ اجنبیوں سے بات کرے خواہ وہ اس کے سسرالی رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں، سخت لہجے میں بات کرے اور زور زور سے نہ بولے۔

(قرطبی ج:۱۴، ص: ۱۷۷، ۱۷۸)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں فلا تخضعن بالقول یعنی کسی غیر محرم سے پردے کے پیچھے بات کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت اور لطافت کے لہجے سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرۃً عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے۔

مطلب اس نرمی اور نزاکت سے وہ نرمی ہے جو مخاطب کے دل میں میلان پیدا کرے جیسا کہ اس کے بعد فرمایا ہے فیطمع الذی فی قلبہ مرض یعنی نرم گفتگو نہ کرو جس سے ایسے آدمی کو طمع اور میلان پیدا ہونے لگے جس کے دل میں

مرض ہو۔

مرض سے مراد نفاق یا اس کا کوئی شعبہ ہے اصلی منافق سے تو ایسی طمع سر زد ہونا ظاہر ہی ہے لیکن جو آدمی مومن مخلص ہونے کے باوجود کسی حرام کام کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کا وہ فعل در اصل نفاق کا ایک شعبہ ہی ہے۔ ایمان خالص جس میں شائبہ نفاق کا نہ ہو اس کے ہوتے ہوئے کوئی حرام کی طرف مائل نہیں ہوسکتا۔ (مظہری)

بعض امہات المومنین اس آیت کے نزول کے بعد اگر غیر محرم مرد سے کلام کرلیتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں تاکہ آواز بدل جائے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی ان تكلم النسآء الا باذنِ ازواجهن.

بے شک نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورتیں (کسی غیر محرم سے) بغیر شوہروں کی اجازت کے بات کریں۔ اس آیت سے دوسرا اہم حکم یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے پردہ کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور بلا ضرورتِ شرعیہ باہر نہ نکلیں۔

برقع کا حکم:

گذشتہ آیت سے معلوم ہوا تھا کہ مسلمان عورتیں بلا ضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نکلنا بھی پڑے تو جاہلیت کے طور طریقے اپنا کر بے دھڑک اور بے پردہ نہ نکلا کریں۔ سورہ احزاب ہی میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے جب نکلیں تو برقع اوڑھ کر نکلا کریں۔ ایک اور جگہ ارشاد باری ہے:

اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں اس طرح وہ قریب ہو جائینگی اس بات سے کے پہچان لی جائیں اور کوئی انہیں نہ ستائے اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت پردے کے سلسلے میں نازل ہونے والی آیات میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چونکہ اس آیت سے بڑے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کے حکم میں چہرے کا چھپانا بھی شامل ہے۔ چنانچہ علماء اور مفسرین نے اس آیت کے تحت چہرے کے پردہ پر خاصی بحث کی ہے۔ نیز اس آیت میں چونکہ خطاب صرف ازواجِ مطہرات یا حضورﷺ کی بیٹیوں ہی سے نہیں ہے بلکہ واضح طور پر تمام مسلمان عورتوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں عام عورتوں کو حکم سے خارج کرنے کے لئے کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

چادر کس طرح اوڑھی جائے؟

صرف یہی نہیں کہ مفسرینِ عظام نے امت کو یہ بتا دیا ہے کہ اس آیت کے تحت مسلمان عورتوں پر پردہ کرنا لازم ہوتا ہے اور پردے میں چہرے کا پردہ بھی شامل ہے بلکہ ان بزرگ ہستیوں نے (اللہ ان کی قبریں نور سے بھرے) باقاعدہ چادر اوڑھنے کا طریقہ بھی بتایا ہے امام المفسرین وترجمان القرآن حضرت ابنِ عباسؓ سے چادر اوڑھنے کے دو طریقے منقول ہیں۔ ایک طریقے کے مطابق عورت ایک آنکھ کھلی چھوڑ سکتی ہے، جب کہ دوسرے طریقے کے مطابق دونوں آنکھ کھلی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

(علامہ ابنِ جریر اور ابنِ منذر نے) حضرت ابنِ عباسؓ اور قتادہؓ سے چادر لپیٹنے کی کیفیت یوں نقل کی ہے کہ عورت اولاً چادر کو اپنی پیشانی پر لپیٹ کر باندھے گی پھر اس کے بعد اسی چادر کو چہرے کے نچلے حصے کو ڈھانپتے ہوئے ناک پر باندھے گی۔ اس طریقے میں اگرچہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی (مگر ضرورت کی بناء پر اس میں کوئی حرج بھی نہیں) البتہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ اس سے سینہ اور چہرے کا بڑا حصہ چھپ جائے۔

امام ابوبکر جصاص حضرت ابنِ عباسؓ اور مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ: آزاد عورت جب اپنے گھر سے نکلے تو باندیوں کی طرح ننگے سر

اور منہ کھول کر نہ نکلے بلکہ اپنے سر اور پیشانی کو ڈھانپ کر نکلے۔
(احکام القرآن ۔ ج ۵ ص ۲۴۵)

علامہ ابنِ جوزیؒ لکھتے ہیں:
امام ابنِ قتیبہؒ کے بقول اس آیت کا مطلب یہ ہے کے مسلمان عورتیں بڑی بڑی چادر اوڑھا کریں۔ دوسرے علماء کا یہ کہنا ہے کہ عورتیں چادریں اس طرح اوڑھیں کہ ان کے سر اور چہرے چھپ جائیں تا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد اور شریف عورتیں ہیں۔
(زادالمسیر ،ج ٦، صفحہ ۴۲۲ ۔ بحوالہ: حجاب پردہ کے شرعی احکام)

عورت جب بغیر پردے کے باہر نکلتی ہے تو شیطانی عملہ حرکت میں آتا ہے:

ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔
(مشکوۃ،ص ۲٦۹)

عورت ستر ہے اور ستر چھپانے کی چیز کو کہا جاتا ہے عورت جب تک چھپی ہوئی ہے تو عورت ہے۔اس میں حیاء ہے۔ پاکدامنی ہے اور اپنے مرد کے ساتھ وفاداری اور نباہ کا جذبہ ہے،لیکن یہی عورت جب کالج یا دفتر کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور مختلف نظروں کا نشانہ بنتی ہے تو پھر اس کے اندر سے خاوند کی محبت اور وفاداری کا جذبہ نکل کر ہر مرد کے لئے پر کشش بننے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

خواتین کا جہاد کیا ہے؟

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں۔ یارسول اللہ ﷺ ساری فضیلت تو مرد ہی لوٹ لے گئے وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا عمل

کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے۔ جواب میں فرمایا۔

یعنی تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھی رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔ (الحدیث بخاری ونسائی)

درحقیقت غیرت کا تقاضہ یہی ہے کہ عورت کے پاس غیر محرم مرد نہ آئیں اور نہ وہ گھر سے باہر نکلے، کیونکہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنے سے خالی نہیں ہے۔

مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ:

حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے بعد تمام فتنوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ مردوں کے لئے عورتوں کا فتنہ ہے۔ (بخاری ومسلم کتاب الفتن)

اب یہ آپ خود دیکھ لیجئے کہ عورت کا چہرہ کھلا رکھنے سے یہ فتنہ زیادہ ہوتا ہے یا کم۔

مردوں کی غیرت کہاں سوگئی؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کافر عورتوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اپنا جسم مردوں کے جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں خدا اس کا بہت برا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔

(بحوالہ احیاء۔ جلد۲، ص۔ ۱۱۶)

حضرت رابعہ بصریہؒ کا نظروں کی حفاظت کا عمل:

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہؒ کہیں جا رہی تھیں کہ کسی نامحرم کو اپنے سامنے دیکھ کر اتنے زور سے خدا کے خوف سے گریں کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اسی وقت آپ نے سربسجود ہو کر عرض کیا کہ اے میرے مالک خوفِ خدا سے میرا ہاتھ ٹوٹ چکا ہے مجھے کوئی ملال نہیں میں تیری رضا چاہتی ہوں۔

چنانچہ ندائے غیبی آئی کہ:

''اے رابعہ غمگین نہ ہو عنقریب تجھے اپنے صبر و شکر اور حیاء و خوف خدا کی وجہ سے وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقرب ملائکہ بھی تجھ پر رشک کریں گے۔''

یہ سن کر آپ خوشی سے باغ باغ ہو گئیں۔

مردوں کو متوجہ کرنے والی چیزوں کو پہننے اور لگانے کی ممانعت:

علامہ امام ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں عورت جب راستے پر چلتی اور اس کے پیروں میں خاموش پازیب ہوتے جس کی آواز سنائی نہ دیتی تو وہ زور سے اپنے قدم زمین پر مارتی۔ جس سے مرد اس کی آواز سن لیتے۔ اس حرکت سے اللہ تعالی نے مسلمان عورتوں کو منع فرما دیا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی لاحق ہوتا ہے جب عورت کی کوئی زینت کی چیز مخفی ہو اور عورت اسے حرکت دے تا کہ اس کا مظاہرہ ہو سکے۔ یہ ممانعت اس کو بھی شامل ہے۔

اور اسی وجہ سے گھروں سے نکلتے وقت عورتوں کو عطر اور خوشبو استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے تا کہ مرد ان کی خوشبو نہ سونگھ سکیں۔

عورتوں کے لئے چست کپڑے پہننا سراسر حرام ہے:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے ہرگز نہ پہنایا کرو جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے یہ سراسر حرام ہے۔ (بحوالہ المبسوط)

نائلون کے شفاف و چست کپڑے:

اسلام نے جس قدر شرم و حیا کی تعلیم دی تھی ہمارے معاشرے کی عورتیں اسی قدر بے حیائی و بے شرمی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ حضرت حفصہؓ بنت عبد الرحمٰن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس دوپٹے کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈال دی۔ (موطا امام مالک)

ایک طرف تو اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں کپڑوں کی مذمت کرتے ہوئے اس کو پھاڑ کر موٹی چادر اوڑھا رہی ہیں اور حضرت عمرؓ چست کپڑوں سے عورتوں کو منع فرما رہے ہیں تو دوسری طرف آج کل کی بیگمات نائلون کے باریک کپڑے پہنتی ہیں اور وہ بھی ایسے (مرد) درزیوں سے سلوائے جاتے ہیں جو کپڑے کو ان کے جسم سے پیوست کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے اور انہیں مردوں کی نظروں میں زیادہ سے زیادہ جاذب نظر بنانے کی سعی کرتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مردوں کے طور طریقے اختیار کرنے والی اللہ کی لعنت یافتہ عورت:

حضرت عائشہؓ سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے یہ سن کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورتوں پر سخت لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے طور طریقے اختیار کریں۔ (بحوالہ حدیث ابوداؤد مشکوۃ ص ۳۸۳)

ناظرین کتاب!

ان مبارک احادیث اور مدلل روایت کی روشنی میں آج کی ان مسلم عورتوں کی حالت و عادت قابلِ حیرت ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود عورتیں مردوں کی طرح سر کے بال کٹوا کے ہیرو بنتی ہیں اور پف کٹنگ بال رکھتی ہیں اور مردانہ لباس پہن کر بے حیا و بے شرم اور بد کردار عورتوں کی طرح گھومتی پھرتی ہیں۔ نہ ہاتھوں میں چوڑی نہ کانوں میں بالیاں اور نہ سینے پر کپڑا ہوتا ہے یہ طرز بالکل مغربی عورتوں کا ہے نہ کہ مسلمان عورتوں کا، ایسی خواتین پر خدا کی لعنت ہے لہذا جو عورتیں اللہ اور یومِ آخرت پر واقعی ایمان رکھتی ہیں ان پر واجب ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ اس ناپاک طرزِ عمل اور قبیح حرکتوں سے باز آجائیں یہ تشبہ و طریقہ اسلام میں سراسر ناجائز و حرام ہے۔

مسلمان عورتوں کو مغربی عورتوں کی تقلید و انگریزی لباس و طریقے اختیار کرنے سے منع کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ عریاں لباس و کپڑے پہن کر ان کے دل و دماغ کی خواہش یہی ہوگی کہ دوسروں کو دکھائیں اور اس خواہش کی تکمیل

کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ بے پردگی اختیار کریں۔ کلبوں، بازاروں، مجلسوں اور مردوں میں جاکر اپنی خواہش پوری کریں اب کیا اسلام کی یہی وقعت ہے کہ تم مسلمان عورتیں غیر مسلموں عورتوں کی معاشرت وطرز عمل اختیار کر کے زبانِ حال سے اسلام کا ناکافی ہونا ظاہر کرو؟

دوسری قوموں کی معاشرت اختیار کر کے وہ امتیاز کہاں رہا جس کے مسلمان بڑے مدعی ہیں اور مذہب اسلام وہ کی وقعت وعزت کہاں رہی جس کے مسلمان حامی ہیں؟

لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی عورتیں:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یعنی "ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں۔"

مطلب اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ آج کل مسلم عورتوں میں جو مغربی جدید طریقے پائے جاتے ہیں، عریاں لباس کا پسند کرنا اور بدن کا اکثر حصہ چھوڑ کر کپڑا پہننا جو پہن کر ننگی رہیں اور ایسے جدید طریقے پر کپڑا بنانا جسے پہننے کے بعد بدن کے نیچے کا حصہ اور بالائی حصہ بالکل کپڑے سے خالی رہے اور بعض پوشاکوں میں آستین اور بازو کا حصہ بھی غائب رہتا ہے۔ غرض اس طرح کی جتنی پوشاکیں ہیں جو نئے نئے ڈیزائن اور نئی نئی کٹنگ سے مسلمان خواتین میں رائج ہیں یہ سب شرع میں حرام ہیں اور اس جدید طرز اور عریاں چال ڈھال سے پہننے اور چلنے والوں پر خدا کی لعنت ہے اور اس گندی اور بے حیا تہذیب کو وہی عورت اپنا سکتی ہے جو اپنی آبرو اور عصمت کو کھو چکی ہے اور جو اسلام کی دشمن اور خدا سے باغی ہے۔

حیا، ایمان اور پردہ لازم وملزوم:

حیا اور ایمان کے بارے میں جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح از بیہقی)

حیا مومن بندوں کی خاص صفت ہے جو قوم حضور اقدس ﷺ کی تعلیم سے دور ہیں۔ حیا اور شرم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں حیا اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہو جائیں گے بے پردگی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہلِ کفر کی دیکھا دیکھی نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پا گئے ہیں اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے اتباع سے زیادہ نصاریٰ کے احوال وعادات کو اپنائے ہوئے ہیں۔ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور حیاء وشرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کا تقلید یورپ کا مزاج اور بے حیائی اور بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے ہٹاتی جارہی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے، یہ ارشاد بالکل حق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔ (بحوالہ: خواتین کے لئے شرعی احکام)

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ پیدائشی اور فطری طور پر حیا سے نوازتا ہے جس کے ذریعے وہ برائیوں سے بچتے ہیں اور اچھے کاموں میں لگتے ہیں۔

جو حیا محسوس کرے گا وہ (لوگوں کی نگاہوں سے) چھپے گا اور جو چھپے گا وہ تقویٰ پائے گا اور جسے تقویٰ ملا وہ بچ گیا۔

جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر لوگوں کو فقراء میں سے پایا، اس کے بعد بحکمِ خدا میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں (یعنی عورتوں کی

تعداد جہنم میں زیادہ دیکھی)۔ (الحدیث)

جہنم میں بالوں سے لٹکی ہوئی عورتیں اور ان کا کھولتا ہوا دماغ:

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کی ایک بار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہمراہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ہم نے سبب گریہ دریافت کیا تو ارشاد فرمایا:

میں نے شبِ معراج عورتوں کے عذاب دیکھے تھے آج وہ منظر پھر یاد آگیا، اسی لئے رونا آگیا۔

عرض کیا ہمیں بھی ارشاد فرمادیجئے کہ آپ ﷺ نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ:

میں نے دیکھا کہ ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس طرح لٹکائی گئی ہے کے چاروں ہاتھ پاؤں پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہیں یہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور حیض ونفاس سے غسل نہیں کرتی تھی۔

مزید ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنا جسم اور زینت غیر مردوں کو دکھاتی تھی۔

ایک اور عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ کتے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قبل (یعنی آگے) سے گھستے ہیں اور دبر یعنی پیچھے سے نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فرشتے آگ کے ہتھوڑے بھی اسے مار رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں بتایا گیا یہ اپنے شوہر سے بغض رکھنے والی تھی۔ (درۃ الناصحین)

بدنظری پر پگھلے ہوئے سیسے کا عذاب:

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یعنی بے شک جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن (حسنوں) پر شہوت کی نظر

ڈالے گا قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔
(بحوالہ تکمیل فتح القدیر)

امتِ مسلمہ بالخصوص نوجوان حضرات اس وعید کی طرف توجہ کریں کہ یہ گناہ عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والا ہے اور ایمان کے نور کو ضائع کرنے والا ہے خدارا اس گناہ سے خود بھی بچنے کی کوشش کیجیے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کیجیے۔

میں پردہ کیوں کروں؟

خواتین کو اسلام نے پردہ کا پابند اس لئے کیا ہے کہ ان کی عزت وعفت پر کوئی حرف نہ آئے۔ جس طرح ملک کی اعلیٰ شخصیات کو بلٹ پروف گاڑی اور حفاظتی دستہ دے کر ان کو قید کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے، اسی طرح ان گراں قدر موتیوں (خواتین) کو پردے کے حفاظتی قلعے میں قید نہیں کیا گیا بلکہ ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا ہے۔

فیشن والی ماڈرن لڑکی پر پچاس ساٹھ سانپ:

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دُکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا:
میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے۔دوسری قبر کھدوائی گئی تو اس میں بھی وہی سانپ آ کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔پھر تیسری قبر تیار کی۔اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔
سب لوگوں پر دہشت سوار تھی،وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ناچار ہو کر باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔
میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت کافی خراب ہو گئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔دکھیاری ماں کا

مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار ومحبت سے سمجھانے کی کوشش کیا کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔

افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔

امریکہ میں بے پردگی کا نتیجہ:

''اعداد وشمار کے مطابق پورے امریکہ کی ۲۸ فیصد لڑکیاں ۱۴ برس کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی درندگی کا شکار ہو جاتی ہے، جب کہ ۱۸ برس کی عمر سے پہلے ۳۸ فیصد لڑکیاں ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔

ان اعداد شمار کا مکروہ ترین پہلو یہ ہے کے یہ بدنصیب بچے زیادہ تر اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں مجرمانہ حملوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ حملوں کے مرتکبین کی ۲۰ فیصد تعداد سوتیلے باپوں پر مشتمل ہوتی ہے جب کہ ۱۵ فیصد چچا یا ماموں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کو اپنے ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔

ساڑھے ۴ فیصد تعداد ایسے والدوں کی ہے جو اپنے اولاد کی عصمت دری میں مصروف ہیں۔ ڈھائی فیصد سے زیادہ افراد اپنے چھوٹے بھائی بہنوں سے بد سلوکی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں ٹیکساس میں ایک شخص کو اپنی پانچ سالہ پوتی پر مجرمانہ حملہ کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ (''تکبیر'' ۷ ستمبر ۸۴ء)

آج کل نو جوانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ ماں باپ کی تربیت میں کوتاہی کرنا ہے اس لئے اولاد کی تربیت کی ذمہ داری سے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔

تصویر کشی

(۱) اس موقع پر جو ایک بہت خطرناک اور بہت ہی سنگین گناہ ہوتا ہے وہ تصویر کشی کا گناہ ہے۔ منگنی سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور عام طور پر دعوتِ ولیمہ پر اس کا اختتام ہوتا ہے، ابتداءً تا انتہاءً ہر مرحلے پر یہ گناہ کثرت سے ہوتا ہے، ہر مرحلہ پر جی بھر کر تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور بڑے فوٹو کھنچوا کر فریم کروا کے لگائے

جاتے ہیں، یہاں تک اس کی فلم بھی بنتی ہے۔ حالانکہ ہمارے دین اور ہماری شریعت کے اندر جان دار کی تصویر کھینچنا ناجائز اور گناہ ہے اور احادیث میں اس پر بڑی سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"ان أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون".

قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

نکاح کے وقت ہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ادا کر رہے ہیں، تمام پیغمبروں کے سردار جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس موقع پر ایسا کام بھی کر رہے ہیں جس پر سب سے زیادہ عذاب ہونے والا ہے۔

قرآن کریم میں سب سے زیادہ سخت عذاب ایک تو آلِ فرعون کے بارے میں آیا ہے کہ فرعون اور فرعون کے ماننے والوں کو سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا اور ایک سب سے زیادہ سخت عذاب حدیث شریف میں تصویر بنانے والے کے لئے بیان ہوا ہے۔

جہنم میں سب سے ہلکا عذاب

اس خوفناک عذاب کا ایک مضمون حدیث شریف میں وارد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ کسی شخص کو جہنم سے دو تپتی ہوئی چپلیں نکال کر پہنائی جائیں گی جس سے اس کے دماغ کا یہ عالم ہوگا جیسے پھک پھک ہنڈیا پک رہی ہوتی ہے اور اس کے منہ کی تمام ڈاڑھیں سُرخ انگارہ بنی ہوئی ہوں گی اور آنتوں سے بھی لپٹیں نکل رہی ہوں گی، گویا وہ سر سے پیر تک آگ میں ہوگا اور وہ اپنے ذہن میں سوچے گا کہ مجھے جہنم کا سب سے سخت عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔ جو سب سے ہلکے عذاب میں ہے اس کا یہ حال ہے تو تصویر بنانے والوں کے بارے میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ جان دار کی تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے، تو ان کا کیا حال ہوگا۔

اس خوشی کے موقع کو ہم نے جہنم میں داخل ہونے کا ذریعہ بنادیا، اس تقریب کو جہنم کا ایندھن بنا کر رکھ دیا۔ منگنی کے موقع پر کتنی تصویریں کھینچی ہیں، پھر منگنی کے بعد مختلف موقعوں پر، خاص شادی والی رات کو، پھر دن کے اندر، پھر اس رات کو، پھر رُخصتی کے موقع پر، پھر اس کے بعد ولیمہ کے موقع پر کتنے ہی جہنم کے انگارے اپنے اُوپر برسائے اور ہم نے جتنی تصویریں کھینچی ہوں گی، ان میں سے ہر تصویر پر الگ الگ عذاب ہوگا۔

تصویروں کی تعداد کے برابر عذاب دینے والے

ایک روایت میں یہ مضمون ہے کہ جتنی تصویریں کسی نے کھینچی اور کھچوائی ہوں گی، قیامت کے دن ان تمام تصویروں کے مطابق ایک ایک آدمی اللہ تعالیٰ بنائیں گے اور وہ سارے کے سارے مجسم انسان اس تصویر بنانے والے کو جہنم کے اندر عذاب دیں گے، اس سے کتنی تکلیف ہوگی؟ مثلاً پانچ سو فوٹو کھچوائے ہیں تو جہنم میں پانچ سو انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو عذاب دیں گے۔ اب گھر جا کر دیکھ لیں کہ کس کس نے اپنی شادی کے البم بنا کر رکھے ہوئے ہیں اور اس میں جا کر تصویریں شمار کرلیں، اگر ایک سو ہیں تو عذاب دینے والے سو ہوں گے، دو سو ہیں تو دو سو، ہزار ہیں تو ہزار ہوں گے۔

تصویر پر ایک اور عذاب

اور ایک جگہ تو اللہ پاک نے اس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جتنی کسی نے تصویریں کھینچی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس تصویر بنانے والے کو اپنے سامنے بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ جب تم نے یہ تصویریں بنائی ہیں تو اس میں روح بھی ڈالو (جب تم نے آنکھ، کان، ناک، پیٹ کی تصویر کھینچ لی تو اس میں روح بھی ڈالو) اور وہ روح ڈال نہیں سکیں گے، لہٰذا اس کی وجہ سے ان کو سخت عذاب ہوگا۔

شادیوں کے بعض منکرات و محرمات

ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب

مرد دیکھتے ہیں یہ آنکھ کا زنا ہے۔اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں یہ کان کا زنا ہے اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے اس کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے یہ دل کا زنا ہے جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے اس کی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس طرح بدکاری زنا سے اسی طرح آنکھ سے دیکھنا کان سے سننا پاؤں سے چلنا وغیرہ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے پھر گناہ کو کھلم کھلا کرنا شریعت میں اور بھی برا ہے حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کسی قوم میں بے حیائی اور فحاشی اتنی پھیل جائے کہ لوگ کھلم کھلا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے بزرگوں میں (یعنی پہلے) کبھی نہیں ہوئیں۔ پھر رات بھر شغل رہتا ہے بہت عورتوں کی صبح کی نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں اس لیے یہ بھی منع ہیں غرض یہ کہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آج کل ہوا کرتا ہے سب گناہ ہے۔(بہشتی زیور)

آتش بازی

شادی میں انار پٹاخے اور آتش بازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں اول تو یہ کہ پیسہ فضول برباد جاتا ہے قرآن شریف میں مال اڑانے والوں (یعنی برباد کرنے والوں کو) شیطان کا بھائی کہا ہے۔اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ فضول مال اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے یعنی ان سے بیزار ہیں دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہوتا ہے اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شریعت میں برا ہے تیسرے اکثر لکھے ہوئے کاغذ آتش بازی کے کام میں لیئے جاتے ہیں خود حروف بھی ادب کی چیز ہے اس طرح کے کاموں میں ان کو لانا منع ہے۔ بلکہ بعض کاغذوں پر قرآنی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں بتلاؤ تو سہی ان کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے۔(بہشتی زیور)

شادی بیاہ میں فوٹو کھینچنا اور اس کی فلم تیار کرنا

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اس گھر

میں جس میں کتا یا تصویر ہو اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ حدیثوں سے تصویریں بنانا تصویر رکھنا سب حرام ہونا معلوم ہوتا ہے اسی لیے ان باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔ (بہشتی زیور)

احادیثِ صحیحہ کی رو سے تصویر بنانا رکھنا سب حرام ہے اور اس کو کرنا، مٹانا اور ختم کرانا واجب ہے اس لیے کہ یہ معاملات سخت گناہ ہیں تصویر بنانے کی نوکری کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاوی)

گانے باجے کی فرمائش

بعض لوگ شادی کے موقع پر اس کا سامان (اور انتظام) کرتے ہیں یا دوسری طرف والوں پر اس کا تقاضہ کرتے ہیں یہ لوگ کتنے گنہگار ہوتے ہیں بلکہ محض کرنے والا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا ہے جتنا الگ الگ سب کو گناہ ہوتا ہے وہ سب ملا کر اس اکیلے کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا مثال کے طور پر فرض کرو مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر آدمی کو ہوا وہ سب اس اکیلے شخص کو ہوا یعنی مجلس کرنے والے کو پورے سو آدمیوں کا گناہ ہوا بلکہ اسی کی دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کرے گا (یعنی ناچ گانا کرائے گا) اس کا گناہ بھی اس کو ہوگا بلکہ اس کے مرنے کے بعد جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا پھر اس مجلس میں باجا گاجا بھی بے دھڑک بجایا جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کے مٹانے کے لیے حضور ﷺ تشریف لائے اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانہ۔ (اصلاح الرسوم)

شادیوں میں بینڈ باجے بجانے کی رسم

کتنے افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ حضور ﷺ تو فرمائے کہ خدا نے مجھے ہدایت کے واسطے رسول بنایا اور حکم دیا کہ تمام دنیا سے راگ راجہ باجہ مٹادوں۔ (رواہ ابوداؤد)

اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم کے لوگ آخر زمانے میں بدنما ہو کر سور بندر ہو جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہوچھا کہ کیا یہ لوگ مسلمان ہوں گے ؟ یا کون؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں یہ سب مسلمان ہوں گے خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کے گواہی دینے والے ہوں گے اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے مگر کھیل کود یعنی باجا وغیرہ بجائیں گے اور گانا سنیں گے اور شراب پئیں گے تو ان کی شکلیں بگاڑ دی جائے گی۔ (امداد الفتاوی)

شادی میں اسراف اور خرچ کی زیادتی

شادی بیاہ میں لوگ آنکھیں بند کر لیتے ہیں اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی کہ اس موقع پر خرچ کرنا بھی چاہئے یا نہیں۔ خوب سمجھ لو خرچ کرنے کی بھی حدود ہیں جیسے نماز، روزہ کی حدود ہیں۔ اگر کوئی شخص نماز بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھنے لگے یا کوئی عشاء تک روزہ رکھنے لگے تو گنہگار ہوگا۔ رؤسا (مالدار) لوگ شادی وغیرہ میں بڑی بے احتیاطیاں کرتے ہیں مسلمانوں کے حال پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ وہ آگے پیچھے کا خیال نہیں کرتے بری طرح فضول خرچی کرتے ہیں یہاں تک کے تباہ ہوجاتے ہیں (التبلیغ)

کس نکاح میں برکت نہیں ہوتی

فرمایا حدیث ہے اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً " زیادہ برکت والا نکاح وہ ہوتا ہے جو خرچ کے اعتبار سے آسان ہو"۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ نکاح میں خرچ کیا جائے برکت کم ہوگی۔ (ملفوظاتِ اشرفیہ)

جتنی دھوم دھام سے شادی کرو گے اتنی ہی بدنامی ہوگی

میں تو کہتا ہوں کہ جتنی نام کی کوشش کرتے ہیں اتنی ہی بدنامی ہوتی ہے۔ ایک دولت مند نے بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔ بہت خرچہ کیا باراتیوں میں سے ہر شخص کو ایک ایک اشرفی بھی دی جب بارات واپس ہوئی تو آپ کو یہ خیال ہوا کہ ہر گاڑی میرا ہی تذکرہ اور تعریف ہو رہی ہوگی اس کو کسی بہانہ سے سننا چاہئے۔

چنانچہ وہ ایک مقام پر خفیہ طور پر کھڑے ہو گئے بارات وہاں گزری مگر کسی گاڑی میں اپنا تذکرہ نہ پایا آکر ایک گاڑی میں انہوں نے دیکھا کہ دو شخص میرا تذکرہ کر رہے ہیں انہوں نے بڑے شوق سے کان لگائے ایک کہا کہ دیکھو کیسے نام کا کام کیا ایک ایک اشرفی سب کو دی یہ کام کسی نے نہیں کیا۔ دوسرے نے کہا کہ اس نے ایک ایک دی اگر دو دو دیتا تو مرجاتا۔ غرض یہ کہ نام کے لیے مال برباد کرتے ہیں۔ مگر نام بھی نہیں ملتا۔ (التبلیغ)

لباس، زیور، میک اپ، (زینت) کے نقصانات

(۱) غضب یہ کہ ایک شادی کے لیے ایک جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لیے کافی نہیں۔ اس کے لیے پھر دوسرا جوڑا چاہیے۔ یہ تو لباس کی تیاری تھی اب زیور کی فکر ہوئی۔ اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگ مانگ کر پہنا جاتا ہے اور اس کی عاریت (مانگا ہوا) ہونے کو چھپایا جاتا ہے۔ اس کو اپنی ملکیت ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کا جھوٹ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تکلیف اُٹھا کر اپنی آسودگی (خوشحالی) ظاہر کرے ایسی چیز سے جو اسکی نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور دھوکے کے پہن لیے یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا پھر اکثر ایسا زیور پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دور تک جائے تاکے محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں انہیں کے نظارہ میں مشغول ہو جائیں۔ بجتا زیور پہننا خود منع ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

(۲) بعض عورتیں ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں ہے کہ ڈولی (سواری) سے کپڑا لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا خوشبو اس قدر ہے کہ راستے میں خوشبو مہکتی جاتی ہے۔ یہ نامحرموں کے سامنے زینت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی اس کی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی ویسی ہے (یعنی بدکار زانیہ ہے)۔ (اصلاح الرسوم)

سلامی کی رسم

(عورتیں دولہا کی زیارت بارات کے تماشہ کو دیکھنا فرض اور برکت کا ذریعہ سمجھتی ہیں جس طرح عورت کو اپنا بدن اجنبی مرد کو دکھانا جائز نہیں ۔ اسی طرح بلاضرورت اجنبی مرد کو دیکھنا بھی احتمالِ فتنہ کی وجہ سے ممنوع ہے (لیکن کچھ بھی ہو) دولہا گھر میں بلایا جاتا ہے ۔اور اس وقت پوری بے پردگی ہوتی ہے اور بعض باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتا ہیں جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا محتاج بیان نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالٰی دیکھنے والے پر اور (اس پر) جس کو دیکھے۔غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں

جوتا چھپانے اور ہنسی مذاق کرنے کی رسم

دولہا جب گھر میں جاتا ہے سالیاں (اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی کے نام سے بطورِ انعام روپیہ لیتی ہیں)۔ شاباش ایک تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں اول تو ایسی بے کار ہنسی کہ کسی کی چیز اٹھائی اور چھپادی حدیث میں اسکی ممانعت آئی ہے پھر اس ہنسی دل لگی سے بے تکلفی بڑھتی ہے۔ اجنبی مرد (بہنوئی) سے ایسا تعلق اور ربط پیدا کرنا خود شریعت کے خلاف ہے پھر اس انعام کا حق لازم سمجھنا یہ بھی زبردستی اور تعدّی (زیادتی) بعض جگہ جوتا چھپانے کی رسم نہیں مگر اس کا انعام باقی ہے کیا فضول بات ہے ۔(اصلاح الرسوم)

نئی دولہن کو ضرورت سے زائد شرم کرنا

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے بعد اگلے دن حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ تھوڑا پانی پلاؤ حضرت فاطمہؓ خود اٹھ کر ایک پیالہ پانی لائیں اس سے معلوم ہوا کہ نئی دولہن کو شرم میں اس قدر مبالغہ کرنا کہ چلنا پھرنا اور اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ (حقوق الزوجین)

پھر سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں اور بعض شہروں میں یہ خرافات ہے کہ مرد

بھی دولہن کا منہ دیکھتے ہیں اَستَغفِرُ اللّٰہ، نَعُو ذُ بِاللّٰہ۔ (اصلاح الرسوم)

رخصتی کے اگلے دن دلہن کو لینے کا خاص اہتمام اور اسکی شرعی حیثیت

بہو کے آنے سے اگلے دن اس کے عزیز و اقارب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لیکر آتے ہیں یہ رسم ہندوستان کے کافروں سے لی گئی ہے۔ اور کافروں سے مشابہت کا منع ہونا ظاہر ہے۔

دلہن کی کار کی تزئین کا حکم

یہ ایک غیر ثابت اور چھوڑنے کے قابل رسم ہے، اور نصاریٰ کا طریقہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے، اگر اس کو ضروری اور سنت نہ بھی سمجھیں تب بھی بے کار اور بے ضرورت ہونے کی وجہ سے چھوڑنے کے قابل ہے۔

حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے غیر قوموں کی مخصوص تہذیب و ثقافت اختیار کرنے سے منع فرمایا ''من تشبہ بقوم فھو منھم''، (رواہ ابو داؤد فی باب لبس الشھرۃ)

فتاویٰ محمودیہ میں دولھا دلھن کے لئے خاص قسم کی سواری کے بارے میں لکھا ہوا ہے:

یہ ایک غیر ثابت رسم ہے، اس کی پابندی عملی طور پر یعنی غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ایک خالص رسم ہے، اس کو ترک کر دینا چاہئے، اگر اس میں ثواب کا تصور بھی ہے تو رسم سے بڑھ کر بدعت بھی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ :۱۱/۲۱۱،مبوب مرتب)

شادی کے موقع پر مہندی لگانے کا حکم

عورتوں کے لئے انفرادی طور پر شادی و خوشی کے موقع پر مہندی لگانا مستحب ہے، لیکن رسم ورواج کی پابندی اور گانا، بجانا، وغیرہ منکرات نا جائز ہیں، ان سب کا ترک لازم ہے۔

اسی طرح احسن الفتاویٰ میں ہے کہ اس موقع پر دوسری عورتوں کا بھی بڑا

مجمع لگ جاتا ہے یہ کئی مفاسد کا مجموعہ ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، اپنے طور پر عورتیں مہندی لگا سکتی ہیں۔ (احسن الفتاویٰ:۸/۱۶۰)

بارات ہندوؤں کی ایجاد اور ان کی رسم ہے

اصل میں یہ بارات وغیرہ ہندوؤں کی ایجاد ہے کہ پہلے زمانے میں امن نہ تھا اکثر راہزنوں اور قزاقوں (ڈاکوؤں) سے دوچار ہونا پڑتا تھا اس لیے دولہا دولہن اور اسبابِ زیور وغیرہ کی حفاظت کے لیے ایک جماعت کی ضرورت تھی اور حفاظت کی مصلحت سے بارات لے جانے کی رسم ایجاد ہوئی اور اسی وجہ سے فی گھر ایک آدمی لیا جاتا تھا کہ اگر اتفاق سے کوئی بات پیش آجائے تو ایک گھر میں ایک ہی بیوہ ہو اور اب تو امن کا زمانہ ہے اب اس جماعت کی کیا ضرورت ہے۔ اب حفاظت وغیرہ تو مقصود نہیں صرف رسم کا پورا کرنا اور نام آوری مدِ نظر ہوتی ہے۔ (عضل الجاہلیہ)

بارات کی قطعاً ضرورت نہیں

صاحبو! ان رسموں نے مسلمانوں کو ختم کر ڈالا ہے اسی لیے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے منگنی کا نام قیامتِ صغریٰ اور شادی (بارات) کا نام قیامتِ کبریٰ رکھا ہے۔ اب تو بارات بھی شادی کا بڑا رُکن سمجھا جاتا ہے (اور اس کے بغیر تو شادی ہی نہیں ہوتی) اس کے لیے کبھی دولہا والے اور کبھی دولہن والے بڑے بڑے اضرار و تکرار کرتے ہیں اور اس غرضِ ناموری (شہرت) اور تفاخر ہے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا رشتہ کیا اور رشتہ (طے کرنے) کے وقت حضرت علیؓ موجود تھے لیکن نکاح کے وقت تو حضرت علیؓ خود بھی موجود نہ تھے۔ بلکہ موقوف نکاح ہوا تھا کہ اِنْ رَضِیَ عَلِیٌّ‘‘ یعنی اگر علیؓ رضامندی ظاہر کریں چنانچہ جب وہ حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا رَضِیتُ اب نکاح پورا ہوا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ اس قصہ کو سن کر دولہا بھاگ جایا کرے شاید بعض لوگ ایسی سمجھ کے بھی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ بارات وغیرہ کے تکلف کی ضرورت نہیں حضور ﷺ نے رخصتی میں خود کے ساتھ ہونے کی ضرورت نہیں سمجھی پھر بارات کا ہونا کیوں ضروری سمجھا جائے۔ (عضل الجاہلیہ، اصلاح الرسوم)

دعوتِ ولیمہ میں منکرات ہوں تو شرکت کا حکم

گانا، بجانا، ویڈیو گرافی، نیز فوٹو گرافی گناہ اور معصیت ہے اور جس دعوت میں معصیت کا ارتکاب ہو اس میں شرکت جائز نہیں، مشہور فقیہ علامہ شامیؒ نے اپنے زمانہ میں فسق و فجور کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں جب تک معلوم نہ ہو کہ دعوت میں معصیت اور بدعت نہیں ہوگی، اس وقت تک اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ ''والامتناع اصل فی زماننا الااذاعلم یقیناً أن لا بدعة ولا معصية'' (ردالمحتار) ہمارے اس عہد میں تو بدرجۂ اولیٰ جب تک ایسی دعوتوں کے منکرات سے خالی ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، شرکت نہیں کرنی چاہئے، اگر معاشرہ کے سمجھدار اور باشعور لوگ اپنے آپ کو ایسی دعوتوں سے دور رکھیں تو معاشرے کی کچھ اصلاح ہو جائے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/۴۱۴، نکاح میں دعوت اور ولیمہ کے احکام، وفتاویٰ حقانیہ: ۴/۴۲۹)۔ واللہ علم۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال سے سنت کے یہ سب کام واضح ہو جانے کے بعد بھی لوگ ان پر عمل نہیں کر رہے اور ناجائز جگہوں پر مال و دولت خرچ کر کے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب میں بے جا خرچ کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: اور مال کو فضولیات میں نہ اڑاؤ، بے شک فضول مال اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے۔ (بنی اسرائیل، پ: ۱۵)

فرمایا:

ترجمہ: اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لے اور نہ اسے بالکل کھول دے ورنہ تو ملامت زدہ اور خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ جائے گا۔ (بنی اسرائیل، پ: ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اعتدال اور میانہ روی کو مسلمانوں کی خاص صفات میں شمار کیا ہے۔

فرمایا:

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ وہ فضول خرچی کرنے لگتے ہیں۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اس کے درمیان ان کا خرچ اعتدال پر رہتا ہے۔ (الفرقان، پ: ۱۹)

نیز فرمایا:

ترجمہ: تم بے نکاحوں کا نکاح کردو، اور تمہارے غلاموں، باندیوں جو نکاح کے لائق ہوں ان کا نکاح کردو اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردیگا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ (سورنور، : ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے عام غلاموں کو نکاح کا حکم دیا ہے خواہ غنی ہوں یا فقیر اور بتایا ہے کہ غربت نکاح میں رُکاوٹ نہیں بنی چاہئے، کیونکہ رزق تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ غریب کو امیر بنا سکتا ہے۔

جب شریعتِ اسلام نے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے، تو مسلمانوں کو اللہ کا حکم پورا کرنا چاہئے۔ اللہ کے رسول نے نکاح کو آسان بنانے کا حکم دیا ہے اور اس میں تکلفات سے منع کیا ہے اسی شرط کے ساتھ اللہ ان سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

نکاح کے بارے میں اللہ نے جو تمہیں حکم دیا ہے وہ حکم تم پورا کرو۔ اور امیر بنادینے کا جو وعدہ اللہ نے تم سے کیا ہے وہ اپنا وعدہ پورا کردے گا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

اے اللہ کے بندو! نکاح کر کے امیر بن جاؤ۔

اپنے بیٹے اپنی بیٹیوں، بہنوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، جن کی ذمہ داری اللہ نے تم پر ڈالی ہے۔ اور مسلمانوں کو اجتماعی فوائد ایک ساتھ پہنچا کر ان کی بھلائی اور بڑھادو۔ ان کی ترقی کی راہیں آسان بنادو۔ فساد اور جرائم کے اسباب کی روک تھام کرو، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور سرکشی کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھا جائے گا،

اور ہر چیز کا حساب لیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: تیرے رب کی قسم! ہم ان سب سے ان کے اعمال کے متعلق ضرور سوال کریں گے۔ (پ۱۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن کسی کو اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں دیا جائے گا، جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے می پوچھ نہ لیا جائے عمر کہاں کھپادی؟ جوانی کہاں لگادی؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟

مسلمانو!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیروی میں اپنے بیٹے، بیٹیوں کے نکاح کی طرف توجہ دو، دیندار، امانت دار اور متقی لوگوں کے ساتھ نکاح کرنے کرانے میں تعاون کرو۔ شادی ونکاح میں جو تکلفات آگئے ہیں، انہیں ختم کردو، دعوتِ ولیمہ کی فضول خرچیوں سے بچو، مہر میں غلو نہ کرو، لڑکے والوں پر بوجھ نہ ڈالو۔ اگر تمہارے پاس مال وافر ہے تو اسے نیک کاموں میں لگاؤ۔ گانے والی عورتوں کو لانے سے بچو، بلکہ اس عظیم قومی نقصان پر غور وفکر کرو، اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے سے بچو اور خدا سے ڈرو۔

یہ بات کبھی نہ بھولو کہ ہمیں اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہم سے ہمارے ہر عمل کے متعلق سوال کرے گا۔ ان تمام کاموں میں میانہ روی کا اُصول ہمیشہ مدِّنظر رہے ان تقریبات سے پہلے یہ ضرورت سوچ لینا چاہئے کہ آیا! یہ کام جائز ہے یا ناجائز؟

مسلمانوں کے اُمراء، علماء، وزراء اور سرکردہ حضرات کو اس معاملہ میں خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور ان کے شایانِ بھی یہی ہے کہ وہ اس کا پورا خیال رکھیں اور لوگوں کے لئے اپنا ذاتی اور عمدہ نمونہ پیش کریں، اس لئے کہ لوگ ان سے متأثر ہوتے ہیں اور ان کی نیکی اور برائی میں ان کے پیچھے چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آدمی پر اپنا رحم فرمائے، جو دوسرے مسلمانوں کے لئے اس سلسلہ میں اپنا عمدہ اور پیارا نمونہ چھوڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جس کسی نے اسلام میں سے کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اُسے اس کا بھی ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے مگر اس کام کے اصل کرنے والوں کے اجر وثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری

ہر مسلمان مرد عورت پر لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کو مٹانے پر ہمت باندھے اور دل و جان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت محمد ﷺ کے مبارک زمانہ میں سادگی سے سیدھے سادھے طور پر کام ہوا کرتے تھے اس کے موافق اب پھر ہونے چاہئے جو مرد اور جو عورتیں یہ کوشش کریں گے انکو بڑا ثواب ملے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی (اس سنت کے طریقہ) کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

تیسری فصل ازدواجی تعلقات وغیرہ کے شرعی احکام

ازدواجی زندگی کا تعلق

شادی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ذریعے گناہوں سے بچ جائے اور بیوی اپنے میاں کے ذریعے گناہوں سے بچ جائے، اس لئے ان دونوں کو زندگی کا ساتھی کہتے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والی زندگی گذارنے میں ایک دوسرے کا معاون بننا ہوتا ہے، ان کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ بہت مضبوط ہے، قرآن مجید میں انکے تعلق کے بارے میں ایسی مثال دی ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہ دے سکا، ارشاد فرمایا: "هن لباس لكم وأنتم لباس لهن" (تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کا لباس ہو)۔

میاں بیوی کو لباس کیوں کہا.....؟

لباس کے دو فائدے ہیں، ایک تو اس سے انسان کے بدن کے عیب چھپ جاتے ہیں، اگر بے لباس مرد سے کہیں کہ لوگوں میں چلا جائے تو شرم کی وجہ سے اس کو پسینہ آجائے، اور اگر کوئی اسے لوگوں کے سامنے زبردستی بے لباس کردے تو جی چاہے گا کہ زمین پھٹے اور میں اندر اتر جاؤں، تو لباس کے ذریعے انسان اپنے اعضاء کو دوسروں سے چھپاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ انسان کو زینت بخشتا ہے، جسم تو چادر سے بھی چھپ جاتا ہے لیکن عموماً اچھا لباس پہنتے ہیں، سنت طریقے سے سر پر عمامہ ہو، جبہ ہو، نیچے تہہ بند ہو یا پاجامہ شلوار ہو، تو اس طرح پہن کر جب انسان چلتا ہے تو شخصیت کو دیکھ کر لوگ متأثر ہوتے ہیں، معلوم ہوا کہ کپڑوں نے انسان کی شخصیت کو زیبائش بخشی، یہ لباس کا دوسرا فائدہ ہے۔

میاں بیوی کے تعلق کے یہ دو فوائد بڑے اہم ہیں، اگر بیوی نہ ہو تو خاوند اپنے جنسی تقاضوں کی خاطر نہ معلوم کہاں کہاں منہ مارتا پھرے اور لوگوں کے سامنے ذلت و رسوائی اٹھاتا پھرے، یوں میاں بیوی کی زندگی کی وجہ سے اسکی شخصیت کے عیب چھپ گئے، اور دوسری بات یہ کہ اگر مرد کو اکیلا گھر میں رہنا پڑے تو گھر کے اندر بھی بے ترتیبی ہوگی اور اسکی زندگی کا کوئی کام ڈھنگ کا نہ ہوگا، نہ اس کا لباس صاف ستھرا ہوگا نہ اس کے گھر کے کھانے پکانے کا نظام ٹھیک ہوگا، لہٰذا اس کی زندگی میں جمال نہیں ہوگا، ہر وقت ملال یعنی اکتاہٹ رہے گی۔

بیوی آنے سے انسان کی زندگی کو زینت نصیب ہوتی ہے، ایک تیسری چیز ہے جو یہاں سمجھ آتی ہے، وہ یہ کہ لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو لباس سے زیادہ انسان کے جسم کے زیادہ قریب ہو، تو قرآن مجید میں جو لباس کی مثال دی اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ میاں بیوی کو پیغام مل جائے کہ اے خاوند...! تیرے لئے اب زندگی میں سب سے زیادہ قریب ترین ہستی تمہاری بیوی ہے، اور بیوی کو یہ پیغام دیا گیا کہ تیرے لئے اب زندگی میں قریب ترین ہستی تمہارا خاوند ہے، تم دونوں ایک دوسرے کے لباس کی طرح ایک دوسرے

کے جسم کے قریب ہو۔ جب کوئی چیز اتنی قریب ہوتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے انسان کو محبت ہوتی ہے، تعلق ہوتا ہے، تو قرآن مجید میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنے خوبصورت لفظ کے ساتھ مع تشریح واضح کردیا، اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اسلام جس اعلیٰ تہذیب وتمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے، جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کیلئے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور کامیاب بنائیں۔

اسلام میں نکاح کا مقام:

دینِ اسلام نے نکاح کو عبادت کہا، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا: "النکاح نصف الایمان" کہ نکاح تو آدھا ایمان ہے، اور احادیث میں آتا ہے کہ جب آدمی نکاح کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نماز پڑھنے پر اکیس نمازوں کے پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، یہ اس لئے کہ اب اس نوجوان پر حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی، حقوق العباد کو پورا کرنے کے بعد پھر جب اس نے حقوق اللہ کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب کو بڑھادیا، دنیا میں اسلام ہی نے ازدواجی زندگی کو عبادت کہا، ورنہ تو پہلے مذاہب ایسے تھے کہ ساری زندگی کنوارہ رہنا نیکی سمجھتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ مرد عیسیٰ صفت بن کر رہے اور عورت مریم صفت بن کر رہے اور دونوں کنوارے پن کی زندگی گذاریں تب جاکر اپنے رب کو راضی کرسکیں گے، اس کو رہبانیت کہتے ہیں، دینِ اسلام نے کہا کہ یہ بدعت ہے، اللہ ربّ العزت نے اس کا کبھی بھی حکم نہیں دیا اسلئے کہا گیا "لا رھبانیة فی الاسلام" اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے، اس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب و فرائض سے بخوبی واقف ہوں، اور ان آداب کو بجالانے کیلئے پوری دل سوزی، خلوص اور یکسوئی کی ساتھ سرگرمِ کار بھی، ذیل میں ہم پہلے ان باتوں کو بیان کرتے ہیں جنکا تعلق شوہر سے ہے، اور پھر ان باتوں کو بیان

کرینگے جنکا تعلق بیوی سے ہے۔

عورتوں کی لڑائی کرنے کی عادت

عورتیں غیبت کرتی ہیں خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں۔ اور دوسروں سے بھی سنتی ہیں اور اس کی جستجو میں رہتی ہیں۔ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں مجھ کو کیا کہتی تھی، گویا منتظر ہی تھی۔ آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نا اتفاق ہوجاتی ہے، آپس میں دشمنی قائم ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے، کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (حقوق الزوجین، ص:۳۴۴)

عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی

کبھی عورتوں کی لڑائی کا فساد شدید بھی ہوجاتا ہے کہ بعض دفعہ یہ اپنے آپس کے تکرار اور لڑائیوں کو مردوں سے بیان کردیتی ہیں کہ فلانی نے مجھے یوں کہا اور تجھے یوں کہا۔ مردوں میں حرارت ہوتی ہے ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے پھر یہ بات ہی تک نہیں رہتے بلکہ ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے قتل اور خون تک ہوجاتے ہیں۔ (الانسداد للفساد ص:۳۲۷)

لڑائی جھگڑوں سے حفاظت کی عمدہ تدبیریں

۱۔ مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کی باتوں پر اعتماد نہ کیا کریں اور عورتوں کو بھی لازم ہے کہ مردوں سے ایسی باتیں جن سے غصہ آئے بیان نہ کیا کریں۔

۲۔ جب کسی کی شکایت سنو تو یہ سوچو کہ بیان کرنے والے نے ایک بات میں دس باتیں غلط ملائی ہوں گی۔

اگر ہم نے وہ بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوتی تو اگر تدارک کرتے اور بدلہ لیتے تو ایک برائی کے بدلہ ایک کرتے۔ اور اب دس برائیاں کریں گے تو کیا انجام ہوگا۔ یہ تو ایسا ہوا کہ جیسے ہمارا کوئی ایک پیسہ کا نقصان کرے اور ہم اس کے بدلہ

میں دس پیسہ کا نقصان کردیں۔ جب یہ مقدمہ حاکم کے پاس جائے گا تو گو زیادتی پہلے اس کی تھی مگر اب ہم ملزم ہوگئے۔

مثلاً کسی کی شکایت سنی کہ اس نے ہماری غیبت کی ہے اور اس سے تم نے یہ بدلہ لیا کہ تم نے بھی غیبت کرلی تو یہ بدلہ ہوگیا اور مان لیا جائے کہ بالکل برابر سرابر کا بدلہ ہے کہ ایک غیبت اس نے کی ایک تم نے کرلی مگر اس کا کیا اطمینان ہے کہ تمہارا بدلہ درجہ میں بڑھا ہوا نہیں ہے۔ یا آئندہ نہ بڑھ جائے گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی کی طرف سے برائی دل میں بیٹھ جاتی ہے تو انسان اس سے صرف زیادتی کے بدلہ ہی پر اکتفا نہیں کرتا۔ اور بدلہ لے کر اس کی برائی دل سے نکل نہیں جاتی بلکہ کینہ رہ جاتا ہے یا حسد پیدا ہوجاتا ہے۔ اور کینہ اور حسد غیبت سے درجہ میں بہت زیادہ برا ہے۔ حسد کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے تو یہ برائی جو تمہارے دل میں اس غیبت کے مقابلہ میں پیدا ہوئی برا ہونے میں بدرجہا زیادہ ہے کہ تمہاری اور نیکیوں کو بھی غارت کرے گی۔ یہاں سوچ سے کام لو۔ اور نفس کے خلاف سوچو کہ اگر ہم اس ایک غیبت کے بدلہ میں ان برائیوں میں پڑ گئے تو کیسے برے نتیجے ہوں گے، یہ خیال کرکے ذرا ڈرو۔ (غوائل الغضب ص:۲۲۴)

خانگی فسادات گھریلو جھگڑے سے بچنے کی عمدہ تدبیر

گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان (اور کئی عورتیں) ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہوتا ہے۔ (ملفوظات اشرفیہ ۲۷) الانسداد للفساد ص:۳۳۷)

شوہر پر بیوی کے حقوق

بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گذارنا

اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کرنا، اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش اختیار کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وعاشروھن بالمعروف" (القرآن)

(ترجمہ): اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گذارو۔

افسوس ہے کہ انسان کو اگر ملک کا وزیر اعظم خط لکھ دے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا کیونکہ تمہاری بیوی میری بیٹی کے ساتھ پڑھی ہوئی ہے، تو بتایئے کہ آپ اس کو ستا سکتے ہیں؟

اگر شیر کسی کے ساتھ چلے اور کہہ دے کہ آج کسی ٹیڈی کو مت دیکھنا ورنہ سمجھ لو کہ اگر میں صرف "ہوں" سے آواز لگادوں تو تمہارا قبض ٹوٹ جائیگا تو انسان کیا کریگا....؟ وہ دونوں ہاتھوں کو آنکھوں پر رکھ لے گا اور کہیں گا کہ شیر صاحب...! دیکھو بد گمانی نہ کرنا، میں کسی کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ آہ....! ایک مخلوق سے ہم اتنا ڈرتے ہیں۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے کہ اپنی بیویوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ، بیوی چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہو، چاہے اسکے منہ میں دانت نہ ہو بلکہ جب بوڑھی ہوجائے تو اور زیادہ اس کا خیال رکھو۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے مجدّد تھے، وہ فرماتے ہیں کہ "جو اپنی بیویوں کو ستائے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کردے، یہ بے غیرت مرد ہے، کیونکہ وہ کمزور ہے، تمہارے قبضہ میں ہے، اسکے باپ اور بھائی دور ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد

"لوگو سنو....! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں، سوائے اس صورت کے جب انکی طرف سے کھلی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ شدید چوٹ آجائے، اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خوامخواہ ستانے کیلئے بہانے نہ ڈھونڈو، دیکھو سنو....! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں

کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو....! ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ''۔ (ریاض الصالحین)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کرو جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایانِ شان ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیویوں کے ساتھ ایسے عجیب اخلاق تھے کہ آج کل کی تہذیب کے دعویدار سنیں تو شاید حیرت کریں۔ مگر ہم کو ان کی حیرت وتعجب کرنے کی پرواہ نہیں۔ ہم ان کی اس بے وقوفی پر ہنسیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وواقعات کو کسی نکتہ چینی کے خوف سے چھپائیں گے نہیں۔

ہمارا مذہب ایسا نہیں کہ جس کی باتوں کو چھپا کر رکھا جائے ہم برسرِ عام اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں سب لوگ بے وقوف ہی نہیں بستے، بہت سے اہلِ عقل بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو ان باتوں کی قدر کریں گے۔ (التبلیغ ج:۷، ص:۱۳۱)

بیوی کی دلجوئی اور اس کے جذبات کی رعایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیویوں کے ساتھ یہ اخلاق تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب بیویوں سے عمر میں کم تھیں تو آپ ان کی عمر کے موافق ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ایک مرتبہ دوڑے بھی ہیں چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچی اور دبلے پتلے بدن کی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کے تھے آپ کا جسم مبارک بھاری ہو چکا تھا۔ اس دوڑ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک مرتبہ دوڑے، اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل

گئے۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بدن ذرا بھاری ہوگیا تھا۔ عورتیں بہت جلدی بھاری ہو جاتی ہیں ،ان کا نشوونما جلدی ہوتا ہے، اس وقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل سکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْكَ بِتِلْكَ۔ یہ پہلی بار کا بدلہ ہے کہ تم پہلے آگے نکل گئیں تھیں سبحان اللہ کیا ٹھکانا ہے آپکے اخلاق کا۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ص:۱۳۲، ج۷، والتبلیغ،ص:۱۴۴، ج:۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کی ہے تو کیا تمہارے نزدیک معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضول کام کیا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کی ہے اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ نے اُمت کو تعلیم دی ہے کہ اگر زیادہ عمر والا کمسن (کم عمر والی) لڑکی سے شادی کرے تو اس کو یہ نہیں چاہئے کہ اپنی طرح اس بچی کو بھی دانا بنا کر رکھے بلکہ اس کے جذبات کی بھی رعایت رکھے۔

بیویوں کی طبیعت کھیل کود کو چاہا کرتی ہے تو اس کو اس کا موقع دینا چاہئے اور اگر وہ شوہر سے لحاظ وادب سے کھیل کود میں شرم کرتی ہو تو اس کو صرف زبان سے نہیں بلکہ عملاً اجازت دینی چاہئے۔ اسی لئے آپ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے۔

اور بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حبشی بچوں کا کھیل بھی دکھلایا ہے جو مسجد کے احاطہ میں تیروں سے کھیل رہے تھے۔

آپ نے ان کو گڑیوں سے کھیلنے کی بھی اجازت دی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ محلّہ کی لڑکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر تشریف لاتے دیکھ کر گڑیوں کے کھیل سے متفرق ہوجاتیں تو آپ ان کو جمع کر کے لاتے کہ میں کچھ نہیں کہتا تم اطمینان سے کھیلو۔

ان سب اُمور میں امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ بوڑھا مرد کمسن لڑکی سے شادی کر کے اس کے ساتھ کیسے معاشرت کرے۔ پس چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان افعال کو حسنِ معاشرت میں دخل ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔ نیز ان واقعات

میں امت کو بھی حسنِ معاشرت کی تعلیم ہے اس لئے یہ فضول نہیں ہے۔ (التبلیغ وعظ ما علیہ الصبر، ج:۱۷، ص:۱۵۳)

جہاں تک ہوسکے بیوی سے خوش گمان رہنا

اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روش اختیار کرنی چاہئے، اگر اس میں شکل وصورت یا عادت و اخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر وتحمل کا مظاہرہ کیجئے، اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی درگذر، ایثار اور مصالحت سے کام لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَالصُّلْحُ خَيْرٌ“ اور مصالحت خیر ہی خیر ہے۔ اور مومن کو ہدایت کی گئی ہے: ”فإن كرهتموهن فعسىٰ أن تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيراً كثيراً“.
(ترجمہ): ”پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز ناپسند ہو، مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لئے) بہت کچھ بھلائی رکھدی ہو“۔

اسی مفہوم کو نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:
”کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت اسے ناپسند ہے تو ہوسکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے“۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی، اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیرلے اور دل کو بُرا کرلے تو پھر کسی خاندان میں گھریلوخوشگواری مل ہی نہ سکے گی، حکمت کی روش یہی ہے کہ آدمی درگذر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوشش کرے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظری نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین و ایمان اور سیرت و اخلاق کی کچھ ایسی ممتاز خوبیاں جنکے باعث وہ پورے خاندان کے لئے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روح سعید وجود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے، اور رہتی دنیا تک باپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنے، یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اسکو جنت سے

قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو یا پھر اس کی قسمت سے دنیا میں اللہ تعالیٰ اس مرد کو کشادہ روزی اور خوشحالی سے نواز ے۔ بہرحال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجئے بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے آہستہ آہستہ گھر کی فضاء کو مزید خوشگوار بنانے کی کوشش کرنا چاہئے۔

عفو و کرم کی روش اختیار کرنااور بیویوں کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کرنا

عورت عقل کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے، اس لئے صبر و سکون، رحمت و شفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کرنا چاہئے اور صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کرنا چاہئے، ایک دوسرے کے ساتھ درگذر سے کام لینا چاہئے، جب انسان غیروں کو معاف کردیتا ہے تو اپنوں کو تو جلدی معاف کردینا چاہئے، پھر خاوند تو یہ سوچ کہ اس بیوی نے میری خاطر جوانی قربان کردی، اپنا سب کچھ قربان کرکے میرا گھر اس نے آباد کیا، اب اس کا حق یہ تو ہے کہ میں اسے معاف کردوں، اس کی ہر غلطی کو اللہ تعالیٰ کیلئے معاف کردینا چاہئے، جب آپ بیوی کو اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کریں گے تو دیکھئے گا اس کی برکت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“۔

(سورة التغابن، آیت: ۱۴)

(ترجمہ): مومنو...! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم عفو و کرم، درگذر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے“۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے

اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائیگی، اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو"۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا اگر انسان گھر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یا بیوی سے کوتاہی ہوجائے، مثلاً: اس نے کپڑے تیار کرنے تھے مگر وہ نہیں کرپائی، کھانا تیار کرنا تھا، وقت پر نہیں کرسکی، کسی بچے کا کوئی کام سمیٹنا تھا، نہیں سمیٹ سکی تو وہ سوچے کہ بیوی بھی انسان ہے، اگر وہ اچھے کام کرتی ہے تو اس سے اس قسم کی کوتاہیاں، غلطیاں اور سُستی بھی ہوسکتی ہے۔

بہرحال خاوند کو دل بڑا رکھنا چاہئے اور چھوٹی موٹی کوتاہیوں سے درگذر کرنا چاہئے اس لئے کہ دل جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی انسان گھر کے اندر عظیم سمجھا جائیگا، جب انسان کسی غلطی کا بدلہ لے سکتا ہو، ڈانٹ پلا سکتا ہو، سزا دے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کردے تو جس کو معاف کر رہا ہے اس کے دل میں کسی قدر عظمت بڑھ جائیگی، لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں پر نصیحت تو کردینی چاہئے مگر ڈانٹ ڈپٹ ہر وقت نہیں کرنی چاہئے، پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اہمیت ہی ختم ہوجاتی ہے، بیوی سمجھتی ہے کہ اس کا ہر وقت کام ہی یہی ہے، اس کا تو کوئی اور کام ہی نہیں ہے، لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگذر کردینا۔ مثلاً کھانے میں نمک زیادہ ہوگیا تو یہ کام تو کسی بھی انسان سے ہوسکتا ہے بلکہ اگر خاوند کو کام کرنے کو کہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ دن میں دس غلطیاں کریگا اور بیوی کو دس مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کا موقع مل جائیگا جبکہ بیوی بے چاری دس میں سے نو کام ٹھیک کرکے دکھاتی ہے اور ایک کام میں غلطی ہوتی ہے تو خاوند اس کو معاف بھی نہیں کرتا لہٰذا بندے کو اچھا گھر چلانے کیلئے دل بھی بڑا رکھنا چاہئے، یہ دراصل ایک انگریزی مقولہ کا خلاصہ ہے:

"To run a big show, one should have a big heart".

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگذر کردینے اور ان کو معاف کردینے سے بیوی بچوں میں اعتماد زیادہ ہوتا ہے اور پھر وہ زیادہ محبت کرتے ہیں، پیار سے سمجھا دینا

چاہئے اسکا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

ایک بزرگ گذرے ہیں، انکے بارے میں بعض کتابوں میں ہے کہ ان کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ بڑے بڑے باغات میں ہیں، پوچھا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا کہ جنت عطا فرمادی؟ فرمانے لگے: میرے اور عمل تو کوئی پیش ہی نہیں ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر میں کھچڑی بنی تھی مگر اس میں نمک زیادہ تھا، میں نے دل میں سوچا کہ بیوی کو اس پر کیا تنقید کرنا، چلو پکا بیٹھی چنانچہ میں نے سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اسکو کھالیا، پروردگار کو یہ عمل پسند آیا، تو نے میری نعمت کی قدردانی کی، تو اس بات کا مستحق ہے کہ میں تجھے اور نعمتیں عطا فرماؤں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کتنی اچھی بات ہے۔

بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا

بیوی کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آنا چاہئے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں"۔ (ترمذی شریف)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے، گھر والوں ہی سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج و اخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاق، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے، گھر والوں کی دلجوئی کرے اور پیار ومحبت سے پیش آئے۔

یہ مسکرانا، ہنسنا، بولنا عبادت میں داخل ہے، رات بھر نفل میں جاگنا اور بیوی سے بات نہ کرنا یہ صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی سنت کے بھی خلاف ہے، ایک کم عمر صحابی کے پاس ایک بڑی عمر والے صحابی گئے، انہوں نے عبادت شروع کردی تو ان بزرگ صحابی نے فرمایا:

"اِنَّ لِضَیْفِکَ عَلَیْکَ حَقًّا". ("تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے"۔)
میں تمہارا مہمان ہوں، مجھ سے باتیں کرو، اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اب اپنی بیوی کا حق ادا کرو۔

"اِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا". ("تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے"۔)

بیوی کی ایذا رسانی پر صبر کرنا

مرد کو اپنی بیوی سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہئے، ان کی کڑوی زبان کو برداشت کرنا چاہئے، نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کیلئے گھر سے باہر چلے جانا چاہئے، سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر بیوی کڑوی بات کر رہی ہو تو ایک گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دو تاکہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے، عام لوگ ڈنڈے سے اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بیویاں ڈنڈوں سے ٹھیک نہیں ہوتیں۔

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے:
"اَلْمَرْأَةُ کَالضِّلَعِ". (عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے) کیونکہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھا پن تو رہے گا۔
"اِنْ اَقَمْتَهَا کَسَرْتَهَا" (اگر اس کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے) طلاق تک نوبت پہنچ جائیگی۔

"وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِیْهَا عِوَجٌ". (اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اٹھالو اور اس میں ٹیڑھا پن باقی رہے گا) جس طرح کسی آدمی کی پسلی ٹیڑھی ہو وہ پسلی کے سلسلے میں ڈاکٹر کے پاس جا کر نہیں کہتا کہ ڈاکٹر صاحب...! میری پسلی سیدھی کر دو بلکہ وہ اسی پسلی سے کام چلاتا ہے اور اسی سے نفع اٹھاتا ہے، اسی طرح عورت کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو، اس سے بھی راحت مل جائیگی، اولاد بھی اس سے ہو جائیگی، ہوسکتا ہے کہ کوئی ولی اللہ اس سے پیدا ہو جائے جو قیامت کے روز آپ کی مغفرت کا ذریعہ ہو۔

پوری فراخ دلی کے ساتھ رفیقِ حیات کی ضروریات فراہم کرنا اور تنگی نہ کرنا

بقدرِ ضرورت رہنے کیلئے مکان دینا چاہئے، اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کرنا بلکہ اس میں خوشی اور سکون محسوس کرنا چاہئے، کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوشدلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کیلئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے، اس فریضہ کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر و انعام کا مستحق بنتا ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

''ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ دے دیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے گھر والوں پر صرف کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار کے خرچ کا ہے جو تم نے گھر والوں پر صرف کیا ہے''۔ (مسلم)

لہٰذا شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ خاوند اپنے اخراجات میں جو مرضی معاملہ کرے مگر بیوی کے لئے کچھ ذاتی خرچ متعین کر دینا چاہئے، خرچ کتنا ہونا چاہئے، یہ ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق متعین کرے، مثلاً ایک آدمی سو ڈالر دے سکتا ہے، دوسرا آدمی پانچ سو ڈالر دے سکتا ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا معاملہ ہے لیکن جب یہ طے کر لیا کہ یہ بیوی کا خرچ ہے تو یہ بیوی کو دے کر بھول جانا چاہئے، فقہاء نے لکھا ہے کہ بیوی کو ہر مہینے یہ خرچ دیکر بھول جائے، بیوی چاہے اپنی چیز بنائے، اپنے بچوں پر خرچ کرے، اپنے خاوند کو تحفہ دے، اپنے ماں باپ کو تحفہ دے یا کسی غریب کی مدد کرے، آخرت کیلئے مسجد بنائے یا مدرسے میں خرچ کرے......، خاوند پوچھے نہیں تا کہ بیوی کو اختیار ہو کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی ایسا عمل کر سکے۔

بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھانا

بیوی کو دین کی تعلیم دینی چاہئے، اسلامی اخلاق سے آراستہ کرنا چاہئے، اور اس کی تربیت اور سدھارنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں، اور اللہ تعالیٰ کی نیک بندی بن سکے اور منصبی فرائض کو بحسنِ خوبی ادا کرسکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا"۔ (سورۃ الاحزاب)

"ایمان والوں...! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"۔

نبی ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے اسی طرح گھر میں بھی اس فریضہ کو ادا کرتے رہتے، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے نبی ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے:

"اور تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں، ان کو یاد رکھو"۔

قرآن مجید میں نبی ﷺ کے واسطے سے مومنوں کو تعلیم دی گئی ہے:

"وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا"۔

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہئے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب کوئی رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے"۔ (ابوداؤد)

آج ہمارے گھر نبی کریم ﷺ کی مبارک سنتوں کے مذبح خانے بن چکے ہیں، کہیں بیوی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹی سنتیں چھوڑتی ہیں، کہیں بیٹا سنت پر چھریاں چلاتا ہے اور باپ ٹس سے مس نہیں، آج دین کا غم کھانے والا کون ہے جو

اپنے گھر کو نبی ﷺ کی سنتوں کا باغ بنائے، نمونہ بنائے اور یہ تب ہی ہوگا جب خاوند خود سنت پر عمل کریگا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر عمل کریگا، سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک سراپا سنتوں میں ڈوبا ہوگا اور پھر اپنے گھر والوں کو بھی سنتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دیگا اور اپنے بچوں کو بھی سمجھائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی دین کی عظمت ڈال دینگے اور وہ بھی شریعت کے پابند ہو جائیں گے۔گھر کے اندر سنت زندہ نہیں، اس سے بڑھ کر جو فرائض ہیں ان کا بھی خیال نہیں کیا جارہا۔

گھروں میں نوجوان خدمت گار رکھنا:

یاد رکھئے.....! بے پردگی کی نحوست بہت بُری ہے، آجکل ہوتا یوں ہے کہ گھروں کے اندر خاوند خود پردہ کا خیال نہیں کرتے تو پھر بیویوں کو پردے پر کیسے تیار کرسکتے ہیں....؟ گھروں کے اندر نوجوانوں کو نوکر رکھ لیتے ہیں اور خیال یہ کرتے ہیں کہ یہ تو مانند غلام ہیں، یہ سو فیصد 100% حرام کام ہوتا ہے، غیر محرم کے سامنے بیوی بھی روزانہ بے پردگی کی مرتکب ہورہی ہے اور اتنا ہی گناہ روزانہ خاوند کے اکاؤنٹ میں جمع ہورہا ہے۔

غرض یہ بھی ایک کام ہے کہ گھروں میں شریعت کی پابندی ہو، مخلوط محفلوں سے پرہیز، اگر دعوتیں بھی ہوں تو مردوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں، عورتیں عورتوں کے ساتھ جبکہ اسی دعوت میں غیر محرم ہوں، کیونکہ غیر محرم سے پردہ ضروری ہے اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، بہرصورت خاوند کو شریعت کی پابندی کرنا لازم ہے اور یہ خاوند کی ذمہ داری ہے، جب خاوند شریعت کے مطابق زندگی گذارے گا تو پھر گھر میں سکون ملے گا۔

متفرق مسائل

کتنی مدت تک شوہر بیوی سے الگ سفر وغیرہ کرسکتا ہے؟

اس کیلئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں ہے البتہ صحت، قوت، شہوت، صبر وتحمل کے اعتبار سے عورتوں کے حالات ایک طرح کے نہیں ہوتے۔تاہم چار ماہ سے زائد

بیوی کی رضا مندی کے بغیر باہر نہ رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے خلافت کے زمانے میں لشکروں کے امراء کو حکم دیا تھا کہ کوئی شادی شدہ اپنے گھر والوں سے چار ماہ سے زائد دور نہ رہے۔ (شامی، ج:۳،ص:۲۰۳) البتہ شوہر اگر تعلیم کیلئے کہیں سفر پر جاتا ہے اور عورت کو تحمل رہے اور اس کی اجازت سے سال بھر میں ایک دفعہ بھی گھر آجاتا ہے تو گناہ گار نہیں ہوگا۔ (محمودیہ، ج:۱۸،ص:۵۹۲)

عورت کو میکہ جانے کا حق

مرد کو یہ حق ہرگز نہیں کہ اپنی بیوی کو اس کے والدین سے بالکل منع کردے، نہ والدین کو آنے دے اور نہ بیوی کو جانے دے۔ اگر شوہر ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا، اور عورت کو اپنے والدین سے ملنے کا یقیناً حق حاصل ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ والدین خود جاکر اپنی لڑکی سے مل آیا کریں اگر دشوار ہو تو پھر لڑکی والدین کے پاس آکر زیارت کرجایا کرے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ ملاقات کیلئے جانے دینا عورت کا حق ہے۔
(شامی، ج:۳،ص:۶۰۳)

البتہ اگر میکہ جانے میں کوئی فتنے کا اندیشہ ہو یا وہ دور ہوں یا کوئی اور دقت ہو تو پھر وہاں کے عرف کے اعتبار سے جتنی مدت مناسب معلوم ہو، والدین کی زیارت کیلئے آیا جایا کرے۔ لیکن اگر سفر شرعی طے کرنا پڑے تو محرم کا ہونا ضروری ہے اور آمد و رفت کا خرچہ مرد کے ذمہ نہیں۔ (شامی، ج:۳،ص:۵۷۹)

بیوی کی تربیت کا صحیح طریقہ

کبھی نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے، کبھی کسی مال کی یا کھانے کی چیز کا لالچ دیا جائے، کبھی اللہ پاک کے احسانات اور آخرت کی نعمتوں کو یاد دلایا جائے، کبھی غصہ ہوکر اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا چھوڑ دیا جائے، کبھی پاس لیٹنا بند کردیا جائے، کبھی دو چار الفاظ ایسے ناگواری کے کہہ دیئے جائیں جن سے اس کے دل پر اثر ہو، کبھی کمر پر ایک دو چپت مار دیئے جائیں۔ اللہ پاک سے دعا برابر کرتے رہیں کہ وہ مقلب القلوب ہے۔ (سورۃ النساء:۳۴) (محمودیہ، ج:۱۸،ص:۵۸۸)

خوشگوار پسندیدہ زندگی

میاں بیوی میں ہنسی مذاق حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہنسی کے طور پر عورتوں کی مذمت میں ایک شعر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پڑھا:

ان النساء الشیاطین خلقن لنا نعوذ باللہ من شر الشیاطین

ترجمہ: بے شک عورتیں ہمارے لئے شیطان پیدا کی گئی ہیں۔ ہم خدا کی شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

ان النساء ریاحین خلقن لکم و کلکم یشتھی شم الریاحین

ترجمہ: بلا شبہ عورتیں پھول ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور تم میں سے ہر شخص پھولوں کی جانب مائل ہوتا ہے۔

(التبلیغ وعظ درجات الاسلام ص:۱۰۸، ج:۲۰)

لطف کیسی زندگی میں ہے؟ گھر کی جنت

بیوی کی خاطر داری کرنے اور اس کو آرام پہنچانے میں دنیا کی بھی تو بڑی مصلحت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سے زندگی لطف کے ساتھ گذرتی ہے۔ ایک دوسرے کی راحت ورنج کا شریک ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی میں موافقت اور بے تکلفی اور انشراح ہو تو پھر زندگی کا کیا عجیب لطف ہے۔

لطف تو اسی میں ہے کہ آدمی دن بھر کا تھکا ماندہ جائے تو گھر والوں کی باتوں سے جی خوش کرے۔ وہ اس کو راحت دیں، یہ ان کی راحت کا خیال رکھے۔

جن لوگوں کی معاشرت گھر والوں کے ساتھ عمدہ ہے واقعی ان کو دنیا ہی میں جنت نصیب ہے۔ یہ راز ہے اہل اللہ کی دلجوئی میں وہ اسی لئے اپنے گھر والوں کو راحت پہنچاتے ہیں، تا کہ زندگی لطف کے ساتھ گزرے۔

بیوی کے حقوق کا خلاصہ

شوہر پر بیوی کے یہ حقوق ہیں:

۱۔ حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق سے پیش آنا اور اسکے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا)۔

۲۔ بیوی کی طرف سے جو تکلیف پہنچے اس کو برداشت کرنا، لیکن اعتدال کے ساتھ۔

۳۔ غیرت میں اعتدال کرنا یعنی نہ تو اس سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل غافل رہے۔

۴۔ خرچ میں اعتدال کرنا یعنی نہ تنگی کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے۔

۵۔ حیض وغیرہ کے احکام سیکھ کر اس کو سکھلانا اور نماز اور دین کی تاکید رکھنا۔ بدعات ومنہیات (ناجائز کاموں) سے منع کرنا۔

۶۔ اگر کئی عورتیں ہوں حقوق میں ان کو برابر رکھنا۔

۷۔ بقدرِ حاجت اس سے وطی (صحبت) رکھنا۔

۸۔ اس کی اجازت کے بغیر عزل (یعنی صحبت کرنے میں انزال باہر) نہ کرنا۔

۹۔ بقدرِ کفایت رہنے کے لئے گھر دینا۔

۱۰۔ اس کے محارم اقارب رشتہ دار ماں باپ، چچا، پھوپھی، بہن بھائی وغیرہ سے اس کو ملنے دینا۔

۱۱۔ جماع وغیرہ (صحبت اور اس جیسی) راز کی باتیں ظاہر نہ کرنا۔

۱۲۔ حد سے زیادہ نہ مارنا۔

۱۳۔ بغیر ضرورت کے طلاق نہ دینا۔ (وشل ذٰلک) (امدادالفتاوی، ص:۱۸۵)

ضرورت سے زائد، ہر عید بقر عید اور شادی میں کپڑے بنوانا شوہر پر لازم نہیں

عورتوں کی طرف سے ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ جوڑوں کے ڈھیر ان کے صندوقوں میں ذخیرہ رہتے ہیں پھر بھی روزانہ شوہر سے جوڑے بنوانے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ شوہر کے گھر کے جوڑے جب تک موجود ہیں اس وقت تک شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنوانا واجب نہیں۔

اسی طرح عید بقر عید کے لئے یا شادیوں میں شرکت کے لئے مستقل جوڑا بنانا شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔ اور یوں وہ بنادے اس کا احسان ہے۔ (اصلاحِ نقلاب، ج:۲،ص:۱۸۵)

عورت کے زیور کی زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وقربانی شوہر پر لازم نہیں

شوہر کے ذمہ عورت کے مملوکہ زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقۂ فطر یا قربانی واجب نہیں۔ البتہ مردوں کے لئے مناسب یہ ہے نفقہ واجبہ کے علاوہ حسبِ وسعت کچھ خرچ ایسے مواقع کے لئے جداگانہ بھی دے دیا کریں۔

اگر ایسی رقم ان کو مل جایا کرے تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کو سہولت ہوگی۔ لیکن یہ شوہر پر واجب نہیں ہے اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنا زیور بیچ کر یہ سب حقوق (زکوٰۃ قربانی وغیرہ) ادا کرے۔ شوہر کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر ان عبادتوں میں اس کا مال صرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ عورتیں اس میں بڑی بے احتیاطی کرتی ہیں۔ اور اس کے ناجائز ہونے کا ان کو وسوسہ بھی نہیں آتا۔ (اصلاحِ انقلاب، ص:۱۸۶)

میاں بیوی میں اتحاد واتفاق اور گھر کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟

خوب یاد رکھو! دنیا اور دین دونوں کا نظام اسی طرح قائم رہ سکتا ہے کہ ایک تابع (اطاعت کرنے والا) ہو اور ایک متبوع (جس کی اطاعت کی جائے)۔

لوگ آج کل اتحاد واتفاق کے لئے بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور

تجویزیں پاس کرتے ہیں مگر جڑ کو نہیں دیکھتے۔

اتحاد واتفاق کی جڑ یہ ہے کہ ایک کو بڑا مان لیا جائے اور سب اس کے تابع ہوں جس جماعت میں متبوع اور تابع کوئی نہ ہو، سب برابری ہی کے دعویدار ہوں ان میں کبھی اتحاد نہیں ہوسکتا۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو برابری کا خیال تو عورتوں کو اپنے دل سے بالکل نکال دینا چاہئے، کیونکہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو عورتیں متبوع (حاکم) اور مرد تابع (محکوم وماتحت) یا مرد متبوع اور عورتیں تابع ہوں۔ اس کا فیصلہ انصاف کے ساتھ خود عورتوں ہی کو اپنے دل سے کرلینا چاہئے کہ متبوع بننے کے قابل وہ ہیں یا مرد؟ سلیم الفطرت عورتیں کبھی اس کا انکار نہیں کرسکتیں کہ عقل میں اور طاقت میں مرد ہی بڑھ ہوئے ہیں۔ وہی عورتوں کی حفاظت وحمایت کرسکتے ہیں، عورتیں مردوں کی حفاظت نہیں کرسکتیں۔ پس مردوں ہی کو متبوع (حاکم) اور عورتوں کو تابع ہونا چاہئے یہی شریعت کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: الرجال قوامون علی النساء کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ (التبلیغ، ج:۷، ص:۱۱۵)

میاں بیوی کا تعلق صرف حاکم محکوم کا نہیں، محبّ ومحبوب کا بھی ہے

خاوند بیوی میں محض حاکم اور محکومیت ہی کا تعلق نہیں بلکہ دو تعلق ہیں: ایک حکومت کا دوسرے محبوبیت کا۔ دونوں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ (نصرۃ النساء، ص:۴۵۵، حقوق الزوجین، ص:۵۵۱، ص:۵۵۴)

شوہر کے حقوق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بتایا ہے۔ اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمابرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جاوے۔ مطلب یہ کہ جنت کے آٹھ

دروازوں میں سے جس دروزے سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جاوے۔اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی موت ایسی حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے۔اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے۔اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لے جاوے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لیجاوے تو اس کو یہی کرنا چاہئے۔اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے کام کے لئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آوے۔اگر چولھے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آوے۔مطلب یہ کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آوے۔اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کے لئے بلایا اور وہ نہ آئی، پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹا رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اسکی بی بی بنے گی یوں کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا۔ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آوے گا اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔ (۱) ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے، (۲) دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو، (۳) تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ سب سے اچھی عورت کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے۔اور جب کچھ کہے تو کہا مانے اور اپنی جان ومال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کریاور بے اس کی اجازت نفل نماز نہ پڑھے۔ایک

حق اسکا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے۔ یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جاوے نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش کرنا بڑی عبادت ہے۔ اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عزت وآبرو کو بچائے رہے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلی جائے۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۸۱)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ (ترمذی)

۳۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے۔ اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اُٹھا کر اس پہاڑ تک لے جائے اور اس پہاڑ کے پتھر اُٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لیجائے تو اس کو یہی کرنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۸۱)

۴۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو اپنے کام کے لئے بلائے تو ضرور اُس کے پاس آجائے اگرچہ چولہے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آئے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آئے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کے لئے بلایا اور وہ نہ آئی پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹا رہا تو صبح

تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بیوی بنے گی۔ یوں کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا یہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔

۸۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ سب سے اچھی عورت کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ عورت کہ جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے اور جب کچھ کہے تو اس کی بات مانے۔ اور جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ (ماخوذ از بہشتی زیور وحیات المسلمین)

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے

دین کے کاموں اور شرعی احکام کے سوا باقی سب کاموں میں خاوند کا حق پیر سے زیادہ ہے۔ اگر خاوند کا حکم دین کے خلاف نہ ہو تو اب اس کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی، تو خاوند کا حق اللہ ورسول کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

صحیح حدیث میں ہے: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی کسی طرح تابعداری نہیں ہے۔ یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔

اگر کسی کے شوہر کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو مثلاً فرمائیں کہ زکوۃ نہ دو یا نماز نہ پڑھو دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے۔ اور ان کی مخالفت فرض ہے جب کہ وہ کام ضروری ہو یعنی فرض یا واجب یا سنت موکدہ ہو، جس سے وہ روکتے ہیں۔

اور اگر کسی مستحب سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ (ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین، ص:۴۴)

آج کل بہت جگہ عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہوگیا ہے۔ دوسری قوموں کی وضع شکل وشباہت بناتی ہیں بعض جگہ عورتیں خود ایسا نہیں کرتیں مگر مرد ان عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہیں، مگر سمجھ لیجئے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔

پس عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے کہنے سے ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں کیونکہ اس میں مردوں کے ساتھ یا غیر کے ساتھ تشبہ ہے۔ (حقوق الزوجین ص:۳۴۴)

خلاصہ یہ کہ جائز اور مکروہِ تنزیہی اُمور میں اس کی اطاعت کرسکتی ہے۔ اور فرض واجب وسنت موکدہ اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔ (ازالۃ الرین)

اچھی بیوی کی صفات

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ہونی چاہئیں ..

(۱) اس کے چہرہ پر حیا ہو یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہوگی اسکا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے: (Face is the Index of mind) حضرت ابوبکر صدیق کا قول مشہور ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔

(۲) دوسری علامت یہ فرمائی کہ جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سُناتی رہے یا بچوں کو بات پر جھڑکتی رہے۔

(۳) تیسری علامت یہ ہے کہ اسکے دل میں نیکی ہو۔

(۴) چوتھی علامت یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں وہ یقیناً بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

نہایت خوش دلی کے ساتھ شوہر کی اطاعت کرنا

عورت کو شوہر کی اطاعت پر سکون ومسرت محسوس کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ

خدا کا حکم ہے اور جو نیک بندی ہوتی ہے وہ خدا کے حکم کی تعمیل کرتی ہے اپنے خدا کو خوش کرتی ہے قرآن میں ارشاد ہے: "فالصالحات قانتات" (ترجمہ) "نیک بیوی (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں"۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے"۔ (ابوداؤد)

اپنی عزت اور عصمت کی حفاظت کرنا

عورت کو ان تمام کاموں اور باتوں سے دُور رہنا چاہئے جن سے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ یا تشویش ہو، خدا کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنائے رکھنے کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہوجائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کرسکتی۔ اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہوجاتا ہے لہٰذا انسانی کمزوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازہ سے چاہے داخل ہوجائے"۔ (الترغیب والترہیب)

شوہر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا

عورت کو چاہئے کہ ایسے گھروں میں نہ جائے جہاں شوہر اسکا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت

میں نکلے جبکہ اسکا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی دوسرے کی نہ مانے۔ (الترغیب والترہیب)

یعنی شوہر کے معاملہ میں شوہر کی مرضی اور آنکھ کے اشارہ پر عمل کرے اور اسکے خلاف ہرگز دوسرے کے مشورے کو نہ اپنائے۔

ہمیشہ اپنے قول اور فعل اور انداز واطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا

کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے ۔ اور اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا راز بھی یہی ہے۔۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:''جس عورت نے اس حالت میں انتقال کیا کہ اسکا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

شوہر کا احسان ماننا

عورت کو شوہر کی شکرگزار رہنا چاہئے ،عورت کا سب سے بڑا محسن شوہر ہی تو ہے جو ہرطرح اس کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے، اس کی ہرضرورت کو پورا کرتا ہے اوراس کو ہرطرح کی راحت پہنچا کر راحت محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپ نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا کہ''تم پر جنکا احسان ہے انکی ناشکری سے بچو تم میں سے ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کئی دنوں تک بغیر شادی کے بیٹھی رہتی ہے پھر خدا اسکو شوہر عطا کرتا ہے پھر خدا اسے اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے کہ''میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں''(الادب المفرد)

شوہر کی خدمت کرکے خوشی محسوس کرنا

عورت کو جہاں تک ہوسکے خود تکلیف اٹھا کر شوہر کو آرام پہنچانا چاہئے اور

ہر طرح اسکی خدمت کر کے اسکا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھ سے نبی کریم ﷺ کے کپڑے خود دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں اور یہی حال دوسری خواتین کا بھی تھا۔

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر اسکی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے جسم کو زبان سے چاٹے تو اسکا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ (مسندِ احمد)

شوہر کے گھر بار اور مال واسباب کی حفاظت کرنا

شادی کے بعد شوہر کے گھر کو اپنا گھر سمجھنا چاہئے شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے کے لئے ،شوہر کی عزت بنانے اور اسکے بچوں کا مستقبل سنوارنے کیلئے حکمت وسلیقہ سے خرچ کرنا چاہئے شوہر کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھنا چاہئے ۔ قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں بچوں پر نہایت مہربان ہیں اور شوہر کے گھربار کی نہایت حفاظت کرنے والی ہیں ۔ (بخاری)

صفائی، سلیقہ اور آرائش وزیبائش کا بھی پورا پورا اہتمام کرنا

گھر کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہئے اور ہر چیز کو سلیقہ سے سجانا چاہئے اور سلیقہ سے استعمال کرنا چاہئے، صاف ستھرا گھر قرینے سے سجے ہوئے، صاف ستھرے کمرے، گھریلو کاموں میں سلیقہ، بناؤ سنگھار کی ہوئی بیوی کی مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی ، پیار ومحبت اور خیر وبرکت حاصل ہوتی ہے بلکہ ایک بیوی کیلئے اپنی آخرت بنانے اور خدا کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔۔

ایک بار حضرت عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ سے حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ بیگم عثمان بالکل سادہ کپڑوں میں ہیں اور کوئی بناؤ سنگھار

بھی نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہ ؓ کو بہت تعجب ہوا اور ان سے پوچھا: ''بی بی....! کیا عثمان ؓ کہیں سفر پر گئے ہوئے ہیں ؟'' اس تعجب سے اندازہ کیجئے کہ بیوی کا اپنے شوہروں کے لئے بناؤ سنگھار کتنا بڑا فعل ہے۔

اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھنا

کچھ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ طبیعت میں سستی ہوتی ہے ہروقت پھیلاؤ ڈال دیتی ہیں گھر کے اندر پھیلاؤ کا ہونا، چیزوں کا بے ترتیب پڑا ہوا ہونا یہ اللہ کو ناپسند ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''اَللّٰهُ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ '' (اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے) تو جب نبی کریم ﷺ نے گواہی دی کہ اللہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بکھری ہوئی چیزیں پسند نہیں آتی ہیں لہٰذا عورت اپنے گھر کو اس نیت سے صاف ستھرا رکھے کہ میرے گھر کی چیزیں ترتیب سے پڑی ہونگیں اور صاف ستھرا گھر ہوگا تو میرے مالک کو یہ گھر اچھا لگے گا میری محنت قبول ہوجائے گی جب آپ گھر میں بیٹھی جھاڑو چلاتی ہونگیں تو یوں سمجھئے کہ گھر ہی صاف نہیں ہورہا ہے بلکہ اللہ آپکے دل کے گھر کو بھی صاف کررہے ہیں تو گھر کو جھاڑو دینا یوں سمجھئے کہ میں بیٹھی اپنے دل کی ظلمت پر جھاڑو دے رہی ہوں۔

گھر کو صاف ستھرا رکھئے کیونکہ اللہ فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ '' کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاکیزہ رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اس لئے ہر چیز کا صاف ستھرا ہونا اور پاکیزہ ہونا اللہ کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے۔

خاوند کو دعا کے ساتھ رخصت کرنا

جب بھی خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو اسکو ہمیشہ الوداع کرکے رخصت کرنا چاہئے فی امان اللہ کہے اور دعا دے جیسے ہماری بڑی عورتیں پہلے وقتوں میں اپنے میاں کو کہتی تھیں یہ کتنی پیاری بات ہے کہ جب اُسنے اپنی امانت اللہ کے

حوالہ کردی تو اللہ محافظ ہے وہ آپکی امانت کی حفاظت کریگا تو نیک بیویاں ہمیشہ اپنے خاوند کو گھر سے رخصت کرتے ہوئے انکو دعا دیتی ہیں اونچی آواز سے کہنے کی عادت ڈالیں بلکہ دروازہ تک ساتھ آیا کریں اور پھر کہا کریں فی امان اللہ، فی حفظ اللہ، فی جوار اللہ، کچھ نہ کچھ ایسے لفظ کہا کریں کہ میری امانت اللہ کے حوالہ تو جب آپ اپنی امانت اللہ کے حوالہ کر چکیں تو اللہ آپکو بھی Let نہیں ہونے دیگا اللہ پر بھروسہ اور یقین تو ہماری زندگی کی بنیاد ہے۔

خاوند کے آنے سے پہلے عورت کا اپنے آپ کو صاف ستھرا کر لینا

عورت کو چاہئے کہ جب خاوند کے آنے کا وقت ہو تو اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے، ہوتا یہ ہے کہ جب باہر نکلنا ہو تو دلہن کی طرح بن ٹھن کے جائیں گی اور جب خاوند کے آنے کا وقت ہوگا تو ایسی میلی کچیلی رہیں گی کہ دیکھ کر ہی طبیعت خراب ہو جائے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ جتنی بھی نیک عورتیں گزری ہیں ان سب کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ روزانہ اپنے خاوند کے آنے کے وقت اپنے آپ کو سنوار لیتی تھیں اور یوں بننا اور سنورنا ان کے لئے عبادت کے مانند ہو جاتا ہے۔

بیوی کو کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ جس کی وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے

چاہے وہ مال سے تعلق رکھتا ہو یا اخلاق و کردار سے، بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے میاں کے مزاج پہچانے تاکہ گھر کے ماحول کو اچھا رکھ سکے، اپنے میاں کے سامنے سچ کی زندگی گزارے۔ بات کو بدل بدل کر کرنا، یا بات کو چھپا لینا یہ حقیقت میں جھوٹ ہوتا ہے۔ خاوند کے سامنے عورت نے جب خود ہی جھوٹ بولنے کی عادت ڈال لی تو پھر اس کی بے برکتی پوری زندگی میں پڑے گی۔ تکلیف اٹھا لینا ذلت کے اٹھا لینے سے بہتر ہے۔ یاد رکھیں.....! انسان جتنی محنت اپنی خامی کو چھپانے کیلئے کرتا ہے، اس سے آدھی محنت کے ساتھ وہ خامی دور ہو سکتی ہے۔ آپ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے میاں کے دل میں آپ کے

بارے میں شک پیدا ہو، مثلاً خاوند کو یہ شک ہو کہ یہ جھوٹ بولتی ہے، خاوند کو یہ شک ہو کہ یہ پیسے چھپالیتی ہے، خاوند کو یہ شک ہو کہ جن لوگوں سے میں تعلق کو ناپسند کرتا ہوں یہ ان سے تعلق رکھتی ہے، اس قسم کا کوئی بھی شک خاوند کے دل میں پیدا مت ہونے دیجئے، اس لئے کہ جس دل میں شک جگہ بنالے اس دل سے محبت رخصت ہوجاتی ہے۔

بچوں کے بارے میں خاوند سے مشورے کرتے رہنا،

جو چیز نوٹ کریں رات کو خاوند کو پوری رپوٹ دیں تاکہ خاوند یہ نہ کہے کہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ پھر خاوند کے مشورے سے جس طرح بچوں کی تربیت کرنی ہو آپس میں مل کر بچوں کی تربیت کریں، جب دونوں کا مشورہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر ان کے بچوں کی تربیت بھی اچھی فرمائیں گے اور ان کو مصیبتوں سے بھی محفوظ فرمائیں گے۔

خاوند کی جنسی حاجت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرنا

نبی ﷺ کی حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ اگر عورت کسی سواری پر سوار ہے اور اس کے خاوند نے اس کو کہا کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے تو وہ اپنی سواری سے نیچے اترے اور خاوند کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر سواری پر سوار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے بیویوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں ٹال مٹول سے کام نہ لیں اور اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھیں، چھوٹی موٹی تکلیف کا خیال نہ کریں بلکہ یہ اجر کا کام ہے اور عورت کی ذمہ داری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو اجر ملتا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ'' جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی ضرورت پوری کرتی ہے اور غسل کرتی ہے تو غسل کے پانی کے ہر ہر قطرے کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں''۔ تو سوچئے کہ کتنے گناہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے معاف فرمادیئے۔

خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دینا

یہ صحابیات کی سنت ہے چنانچہ آپ ﷺ پر جب پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی جس کا قصہ معروف ہے تو آپ ﷺ گھر تشریف لانے کے بعد فرمانے لگے "زمّلونی زمّلونی" (مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو) بلکہ آپ فرماتے تھے "خشیت علیٰ نفسی" (مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے) تو اس پر امّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگی "کلا انک لتصل الرحم وتحمل الکل تکسب المعدوم وتقری الضیف" (ترجمہ): "ہرگز نہیں.....! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، اور آپ تو جن کے پاس کچھ نہیں انکو کما کر دینے والے ہیں اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں"۔ جب آپ اتنے اچھے اخلاق کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرینگے۔ (بخاری)

غلطی کو مان لینا

اگر کوئی ایسی بات ہے کہ خاوند کہہ رہا ہے کہ تمہاری غلطی ہے تو اتنا ہی کہہ دیں کہ ہاں....! میری غلطی ہے۔ اس سے کیا ہوگا؟ غلطی کو تسلیم کرنے میں عزت ہے۔ یہ رسوائی نہیں ہوا کرتی، خاوند ہی ہے نا، خاوند کے سامنے ہی آپ کہہ رہی ہیں کہ جی غلطی ہوگئی، تو کیا ہوا۔ یا اگر خاوند نے کوئی بات کردی تو آپ اسکے جواب میں فوراً بولنے کی عادت مت ڈالیں۔ ترکی بہ ترکی جواب دینا گھروں کے اجڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

یاد رکھیئے.....! چپ رہنا بھی ایک جواب ہے، یہ بات ذرا دل پر لکھ لیں۔کئی مقامات پر خاوند کی بات سن کر چپ رہنا، اس سے خاوند کو اسکا جواب مل جاتا ہے۔ بعض مرتبہ الفاظ کے بجائے خاموشی میں زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنی ابنِ حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کا اپنی صاحبزادی کے نام نصیحتوں سے بھرپور ایک یادگار خط

عزیزہ بیٹی.....! اللہ تم کو دارین میں بامراد، خوش و خرم رکھے۔ (آمین)
بیٹی...! یہ دنیا چند روزہ ہے، اس لئے اس کی کسی خواہش و خوشی کی خاطر آخرت کی اصلی اور ہمیشہ کی زندگی کو برباد کرنا سخت دھوکہ اور اپنے ساتھ دشمنی ہے،

تم اب اپنی زندگی کی خود ذمہ دار ہو، ہم بوڑھے ہوگئے ہیں، کسی کے ماں باپ ہمیشہ ساتھ نہیں دیا کرتے، اس لئے اب ہر بات اور کام کے بھلے بُرے کو سوچ سمجھ کر کرنا، دراصل چاہنے والا نفع و نقصان کا جاننے والا اور سب سے بڑا خیر خواہ اللہ ہے، تمہارا خاندانی ورثہ دولت و بادشاہت نہیں، بلکہ دینداری اور تعلق باللہ ہے، اس لئے کسی وجہ سے اگر دولت جاتی رہے، تو جانے دینا، دنیا کی کوئی عظیم سے عظیم چیز نہ تمہارے لئے قابلِ فخر ہوسکتی ہے اور نہ ہی کام آسکتی ہے۔ تم ایسی جگہ اور خاندان میں جارہی ہو کہ وہاں قریب و بعید تمہارے ہر کام اور ہر حرکت اور ہر چیز غور سے دیکھے گا اور اگر تم نے کوئی کام، یا بات اپنے دادا کے طریقے کے خلاف کی تو ان کو رسوا کروگی اور خود بھی ذلیل ہوگی، لباس میں فیشن اور نقل کے بجائے دین داری کا لحاظ اور شرم و حیاء کا پاس ضروری ہے، بہت سے لوگوں سے تعلقات مناسب نہیں ہیں، کم سے کم تعلق اور کم سے کم باتیں بہت سی مصیبتوں سے بچاتی ہیں، تعلقات میں اپنے بڑوں کی مرضی کو سامنے رکھو (جس سے اور جتنا وہ پسند کریں، وہی مناسب ہے)۔ ملنے اور آنے والیوں سے خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور انکساری سے پیش آنا، ہمیشہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا، دوسرے کتنے ہی خراب ہوں، اپنے سے بہتر سمجھنا، اگر سسرال کے بڑوں کو اپنا بڑا اور اپنا خیر خواہ سمجھو گی تو انشاء اللہ کبھی ذلیل نہ ہوگی، شادی سے پہلے ماں باپ کا درجہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے بڑا ہوتا ہے مگر شادی کے بعد شوہر کا درجہ ماں باپ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف چلنا بہت بری عادت ہے، خود کام کرلو، خدمت

کرو، سب تمہارے محتاج ہوں گے اور دلوں میں عزت ہوگی، آرام طلبی، کاہلی اور خدمت لینے کی خوگر بنوگی تو لوگوں کی نظر سے گر جاؤ گی۔

گھر کی ہر چیز پر نگرانی رکھو، کوئی چیز ضائع نہ ہو، کسی چیز سے بے پرواہی نہ برتو، گھر اور گھر کی چیز کو برابر صاف ستھرا اور اپنی جگہ پر رکھنا، جو چیز جس جگہ سے اٹھاؤ، کام ہوتے ہی بند کر کے اس کی جگہ پر رکھنے کا اہتمام کرنا، مصالحوں، چائے، اچار وغیرہ ڈبوں، بوتلوں وغیرہ سے لو، تو کام ہوتے ہی بند کر کے اس کی جگہ پر رکھو، کسی چیز کو کھلا اور بے جگہ مت چھوڑنا، کپڑوں اور دوسری چیزوں کی اپنی جگہ ہونی چاہئے، تا کہ جس چیز کی ضرورت ہو، وقت پر مل جائے، نماز کو ٹھیک وقت پر صحیح اور اطمینان سے دل لگا کر پڑھنے کی عادت ڈالو، ناشکری اور غیبت عورتوں کی بدترین عادت ہے، اس سے بچنے کی کوشش کرنا۔

فقط والسلام

اسعد غفرلہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ابو یا کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم سب بہن بھائیوں کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

نوٹ: یہ خط ماہنامہ وفاق المدارس میں محرم الحرام ۱۴۲۸ھ کو شائع ہوا تھا، اس کی افادیت اور جامعیت کی وجہ سے اس کتاب میں شائع کیا گیا۔

متفرق مسائل

عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا

عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے، وہ شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی، البتہ اگر اس کے والد سخت بیمار ہوں یا اسے کوئی ضروری کام پیش آجائے، جسمیں نکلنا ضروری ہے تو وہ جاسکتی ہے۔ لیکن ضرورت پوری ہوتے ہی گھر واپس لوٹ آئے۔

(شامی، ج:۳، ص:۶۰۲)

عورت کا بغیر اجازت والدین کے گھر رہنا

عورت اگر شوہر کی اجازت اور دلی رضا مندی کے بغیر اپنے والدین کے گھر رہے گی تو نافرمان ہوگی۔ اور اتنی مدت میں وہ نان نفقہ کی مستحق بھی نہیں ہوگی۔
(شامی، ج:۳،ص:۵۷۵)

والدین اور شوہر میں سے کس کی اطاعت لازمی ہے؟

حدیث پاک میں والدین کے فضائل بھی موجود ہیں کہ جنت والدہ کے قدموں کے نیچے ہے۔ (فیض الباری) اور اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور شوہر کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے" اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔ (صفحہ:۲۱۸)

لہٰذا شادی کے بعد اگر والدین جائز کاموں میں شوہر کی فرمانبرداری سے روکیں تو ان کو حق نہیں، اور ایسی حالت میں لڑکی کو ان کی اطاعت بھی لازم نہیں۔ والدین اور شوہر سب کا احترام لازم ہے اور ناحق بات کسی کی بھی ماننا لازم نہیں۔
(محمودیہ، ج:۱۸،ص:۶۰۰)

عورت کا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں سے ملاقات کی شرعاً مدت

عورت کو اپنے ماں باپ سے ملنے کے لئے ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ جانے کا حق ہے۔ اور دوسرے محرم رشتہ داروں سے ملنے کیلئے ایک سال میں ایک مرتبہ جانے کا اختیار ہے، اس سے زیادہ کا نہ حق ہے اور نہ مطالبہ کرسکتی ہے۔ غیر محرموں کے گھر جانا جائز نہیں، شوہر اگر اجازت دیگا تو گناہ گار ہوگا۔ (شامی، ج:۳،ص:۶۰۲)

عورت پر سسر اور ساس کی خدمت کا حکم

شوہر اگر اپنی بیوی کو اپنے والدین وغیرہ کی خدمت کا حکم کرے یا کوئی بھی جائز کام کا حکم کرے تو بیوی پر اس کا حق ہے کہ اس کی بات کو مان لے۔ اور شامی میں ہے کہ اس کے حکم کو پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ (ج:۳،ص:۳۰۸)

البتہ اگر شوہر حکم نہ کرے تو شرعاً اگر چہ کچھ واجب نہیں لیکن اگر وہ عورت شوہر کے والدین کے ساتھ ہے تو عرفاً اور اخلاقاً جتنا ہوسکے اتنی خدمت واجب ہے۔ لہٰذا یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ اس کے شوہر کی ماں ہے تو اپنی ماں کی طرح اس کو بھی راحت پہنچائے اور شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر جب عورت کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو شوہر کی ماں اس کی خدمت کرتی ہے، اس طرح آپس کے تعلقات خوشگوار رہتے ہیں اور مکان آباد رہتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱۸، ص:۶۱۶)

اور حقیقت کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہاں بیوی کی محبت اسی پر موقوف ہے کہ عورت یہی سمجھے کہ شوہر کی ماں بھی اس کی ماں، اور شوہر کے والد اس کے والد ہیں۔ اس لئے کہ شادی کے بعد میاں بیوی ایک ہوجاتے ہیں اور ان کی محبت اور اتفاق اتنا ہوگا جتنا وہ ایک دوسرے کی ماں باپ کی عظمت اور خدمت کریں گے۔ پھر یہ بھی اصول ہے کہ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''۔

آج اگر عورت اپنے ساس اور سسر کی خدمت کریگی جب کہ وہ خدمت کے محتاج ہیں تو کل اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوگا کہ وہ مخدوم ہوجائے گی۔ اور اگر وہ ان کی خدمت سے جی چرائے گی تو کل وہ بھی دکھی دل اور پریشان ہوگی اور آخرت کا اجر و انعام الگ ہے، کہ عام مسلمان کی کسی حاجت کو پورا کرنے پر جب بے شمار احادیث میں اجر وفضائل وارد ہیں تو ایک قریبی رشتہ دار اور پھر شوہر کی خوشنودی میں اس کے والدین کی خدمت کرنے پر کیا ملے گا؟ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر ساس بداخلاق اور سخت مزاج بھی ہوتو یہ اس کا عمل ہے۔ اس پر صبر کیا جائے کہ قرآن میں صبر کرنے والوں کیلئے بے حساب اجر کا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مانگتی رہے کہ اللہ پاک ہمت نصیب فرمائے اور ان کے قلوب میں محبت ڈال دے اور یہ یاد رکھا جائے کہ خدمت اور عظمت سے جتنی محبت ہوگی وہ کسی چیز سے نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی، برائی کو اگر اچھائی سے دور کیا جائے تو دشمن بھی گہرا دوست ہوجائے گا'' اللہ پاک تمام امتِ مسلمہ کے گھر والوں میں محبت اور الفت کی بہاریں نازل فرمائے۔ (آمین)

شوہر کی خدمت کی ذمہ داری

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسواک فرماتے تو درمیان یا فراغت کے بعد مجھے مسواک عطا فرماتے، تاکہ میں اس کو دھوؤں اور دھوکر پھر آپ ﷺ کو عطا کروں یا بوجہ فارغ ہونے کے اٹھا کر رکھ دوں، تو وہ فرماتی ہیں کہ میں اس مسواک کو دھونے سے پہلے خود استعمال کرتی (تاکہ لعاب مبارک سے برکت حاصل کروں)، اسکے بعد اس کو دھوتی۔ اس حدیث کے ضمن میں حضرت شیخ الحدیث حاشیہ بذل میں ابن ارسلان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیوی کے ذمہ خدمتِ زوج قضاءً تو واجب نہیں ہے البتہ دیانۃً واجب ہے، پس اگر وہ خدمت نہیں کرتی تو ایسی صورت میں ہمارے نزدیک شوہر پر اس کیلئے صرف خشک روٹی بغیر سالن کے واجب ہے، سالن دینا واجب نہیں ہے، شامی میں اس کی تصریح ہے، یہی مذہب بعینہٖ حنفیہ کا ہے جیسا کہ منحہ میں ہے۔

گھریلو ذمہ داریاں

گھر کی ذمہ داری عورتوں پر ہے۔

حدیث پاک میں ہے: اَلْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ یعنی عورت سے متعلق شوہر کا گھر ہوتا ہے اور اس کے بال بچے ہوتے ہیں، ان میں اس کو اختیار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے شوہر کے گھر اور اولاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ (حقوق البیت ص:۱۵)

بعض عورتیں گھر کا کام نہیں کرتیں۔ گھر کی نگرانی نہیں کرتیں۔ حدیث میں ہے کہ عورتیں گھر میں حاکم ہیں گھر کے انتظام کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا۔ نگرانی نہ کرنے سے گھر میں چوری ہوتی ہے۔ اس کا بہت خیال کرنا چاہئے۔ دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہئے۔ (حقوق الزوجین، ص:۳۴۴)

عورتیں اپنے ذمہ مردوں کے یہ حق سمجھتی ہیں کہ کھانا پکا کے دیدیا، رات کو

بستر لگا دیا، اور دھوبن کو مردوں کے کپڑے شمار کر کے دیدیئے۔ اور جب لائی تو شمار کر کے لے لئے اور حفاظت سے بکس میں بند کر کے رکھ دیئے۔

اس کے علاوہ کاموں کو عورتیں اپنے ذمہ سمجھتی ہی نہیں بلکہ وہ اپنے ذمہ صرف اتنا سمجھتی ہیں کہ مردوں کو کھلا دیا پلا دیا، اور اگر کوئی بچہ ہو تو اس کو ہگا موتا دیا۔ اور یہ بھی اس وقت جب کہ گھر میں بچہ لینے کو کوئی نوکر نہ ہو اور یہ کام انہیں خود کرنا پڑے ورنہ ان کو اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ بچے کہاں ہیں اور کس طرح ہیں۔ اور اگر گھر میں کھانا پکانے والی نوکرانی بھی ہوئی تو ان کو چولہے کی بھی خبر نہیں ہوتی اب نوکرانی سیاہ وسفید کی مالک ہے جو چاہے کرے۔

غرض شوہر کے مال کی حفاظت کا عورتوں کو بالکل خیال نہیں ہوتا۔ (حقوق البیت ص:۱۸)

گھر کا کام کرنا بھی عبادت ہے

بعض عورتیں دینداری پر آتی ہیں تو یہ طریقہ اختیار کرلیتی ہیں کہ تسبیح اور مصلی لے کر بیٹھ گئیں۔ اور گھر کو نوکرانیوں پر ڈال دیا۔ یہ طریقہ اچھا نہیں۔ کیونکہ گھر کی نگہبانی اور خاوند کے مال کی حفاظت عورت کے ذمہ فرض ہے جس میں اس صورت سے بہت خلل واقع ہوتا ہے۔ اور جب فرض میں خلل آگیا تو یہ نفلیں اور تسبیح کیا نفع دیں گی۔ اس لئے دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو نماز روزہ اس طرح کرو کہ اس کے ساتھ گھر کا بھی پورا حق ادا کرو۔ اور تمہارے واسطے یہ بھی دین ہی ہے کیونکہ تم کو گھر کے کام کاج میں بھی ثواب ملتا ہے۔ اگر اس نیت سے کرو کہ اللہ تعالیٰ نے گھر کی حفاظت اور خبر گیری میرے ذمہ کی ہے اس لئے حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتی ہوں۔ ہاں گھر کے کاموں میں ایسی منہمک نہ ہو کہ دین کو چھوڑ دو بلکہ اعتدال سے کام لو۔

اللہ اللہ تو گھر کا کام کرتے ہوئے بھی ہوسکتا ہے، یہ کیا ضروری ہے کہ تسبیح اور مصلی ہی کے ساتھ اللہ اللہ کیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ لا یزال لسانک رطبا عن ذکر اللہ یعنی زبان کو ہر وقت خدا کی یاد سے تر رکھنا چاہئے۔ اور ظاہر ہے کہ تسبیح

اور مصلیٰ ہر وقت ساتھ نہیں رہ سکتا تو معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے لئے کسی قید اور پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حال میں ہوسکتا ہے۔ (حقوق البیت، ص:۵۴)

نوکرانی ہوتے ہوئے گھر کا کام خود بھی کرنا چاہئے

بلکہ میں کہتا ہوں کہ جن کو خدا نے نوکرانیاں اور نوکر دیئے ہوں وہ اپنے ہاتھ سے بھی کچھ کام کیا کریں۔ یہ نہ ہو کہ دن رات پلنگ ہی توڑتی رہیں اور کسی کام کو ہاتھ نہ لگائیں۔ کیونکہ اس طرح تو کام کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ کیلئے محتاج بن جاتا ہے۔ اور کام کرتے رہنے سے کام کی عادت بھی رہتی ہے اور قوت وصحت بھی اچھی رہتی ہے۔ حدیث میں ہے: المؤمن القوی خیرمن المؤمن الضعیف وفی کل خیر کہ قوی مسلمان کمزور مسلمان سے اچھا ہے اور یوں تو سب ہی اچھے ہیں تو ہمت کی بات یہ ہے کہ گھر کے کام کو بھی دیکھو۔ نوکروں باندیوں سے اپنی نگرانی میں کام لو اور کبھی کسی کام کو اپنے ہاتھ سے بھی کرلیا کرو۔ اور اس کے ساتھ کچھ وقت نکال کر نفلیں اور تسبیح بھی پڑھو۔ اگر زیادہ وقت نہ ملے تو چلتے پھرتے اللہ اللہ کرتی رہا کرو۔ (حقوق البیت، ص:۵۵)

گھر کا کام کرنے میں خود عورتوں کا فائدہ ہے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ عورتیں خود ہی گھر کے اس قدر کام کرتی ہیں مشقتیں اُٹھاتی ہیں کہ کسی وقت چین سے نہیں بیٹھتیں تو وہ خود ہی اپنی راحت نہیں چاہتیں۔

فرمایا ان کے ایسا کرنے میں ان کی ذاتی مصلحت اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس سے ان کی تندرستی ٹھیک رہتی ہے۔ مثلاً کھانا پکانا ہے پیسنا ہے کوٹنا ہے۔ خود ہمارے گھروں میں سب کام اپنا اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں حتی کہ ضرورت ہو تو سیر دو سیر پیس بھی لیتی ہیں۔ سو اگر وہ اپنی رائے اور مصلحت سے مشقت اختیار کریں تو یہ دوسری بات ہے مگر ان پر ظلم کی راہ سے مشقت ڈالنا نہایت بے رحمی اور بے مروتی

کی بات ہے۔ (نصرۃ النساء، ص:۵۵۰)

جب سے عورتوں نے اس قسم کی محنتیں چھوڑ دیں تندرستیاں خراب ہوگئیں۔ ہمیشہ دوا کا پیالہ منہ سے لگا رہتا ہے۔ اور جن قوموں میں اب بھی ان کا رواج ہے دیکھو کیسی تندرست رہتی ہیں۔ خدا برباد کرے اس تکبر اور بڑے پن کو۔ دین کا گناہ تو ہے ہی دنیاوی نتائج بھی اس کے ایسے ہیں کہ صحت جیسی چیز برباد ہوگئی۔ (التبلیغ ص:۹۲، ج۴، دواء العیوب)

شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا سامان بغیر اس کی مرضی کے استعمال کرنا جائز نہیں؟

شوہر اور بیوی دونوں کی ملک جدا جدا ہے۔ یہ شوہر کے لئے بھی ظلم ہوگا کہ عورت کے مال میں بلا اس کی رضامندی کے تصرف کرے۔ اور عورت کے لئے بھی خیانت ہوگی اگر مرد کے مال میں بلا اس کی رضامندی کے تصرف کرے۔ اور رضامندی سے مراد یہ ہے کہ قرائنِ قویہ سے مالک کا یقینی طور پر دلی رضامند ہونا معلوم ہوجائے۔

شوہر کے مال کو جوڑنا اور بغیر شوہر کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں

بعض عورتیں رقمیں خاوند سے چھپا کر اپنے گھروں کو بھرا کرتی ہیں، کسی بہانے سے باپ کو دیدیا کسی بہانے سے ماں کو دیدیا، یہ سخت گناہ ہے۔ مرد کے مال میں عورت کے عزیزوں کا شرعاً کوئی حق نہیں۔ اگر دینا ہے تو مرد سے پوچھ کر دینا چاہئے۔ خاوند جو مال عورت کو بالکل بطورِ ملک دے ڈالے اس میں تو بلا اجازت عورت کو صرف کرنا جائز ہے۔ اور جو مال اس کو ہبہ نہ کرے۔ بلکہ گھر کے خرچ کے واسطے دے یا جمع رکھنے کے لئے دے، عورت نے چپکے سے جوڑ لیا ہو، اس میں بلا شوہر کی اجازت کے صرف کرنا ہرگز جائز نہیں۔ حتی کے سائل کو دینا بھی جائز نہیں۔

کسی کے ساتھ احسان کرنے یا صدقہ کرنے میں بھی شرط یہ ہے کہ وہ احسان شریعت کے موافق ہو، شریعت کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً بیوی کے پاس خاوند کا

روپیہ ہے اور بیوی کو کسی پر رحم آجائے تو اس کو ان روپوں میں سے دینا جائز نہیں۔ اور اگر دیدیا تو گنہگار ہوگی۔ اگرچہ اس نے اپنے نزدیک بہت نیک کام کیا ہے۔ مگر چونکہ وہ روپیہ اس کا نہیں بلکہ شوہر کا ہے۔ اور اس نے اجازت نہیں دی۔ یا پوچھنے کے بعد ناپسندیدگی کے ساتھ دی۔ خوش دلی سے نہیں دی اس لئے خلافِ شرع کام ہوا۔ پس ثواب بھی نہ ہوگا، بظاہر تو یہ کام بڑی ہمت کا معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے پر رحم کرنے میں اپنے گنہگار ہونے کا بھی خیال نہ کیا مگر خدا کے پاس بالکل قبول نہ ہوگا۔

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے ہر حکم میں نہایت اعتدال اور انصاف کیا ہے۔ (مواساۃ المصابین ملحقہ آداب انسانیت ص:۲۹۴)

شوہر کے مال میں تصرف کرنے کے حدود

عورتیں بعض دفعہ خاوند کے مال میں تصرف کرتے ہوئے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اجازت دیدے گا۔ اور بعض دفعہ وہ خاموش بھی ہوجاتا ہے۔ مگر بعض مرتبہ خوب خفا ہوتا ہے۔ اور میاں بیوی میں اچھی طرح تُو تُو میں میں ہوتی ہے۔

اس لئے جب تک صراحۃً اجازت نہ ہو یا اجازت کا ظن غالب نہ ہو، اس وقت تک عورتوں کو چندہ میں یا کسی کو بھی کچھ نہ دینا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال اجازت کا ہو وہ تو خیر جائز ہے اور یہ سائلوں فقیروں کو دینے کے متعلق ہے، مثلاً کسی مانگنے والے کو ایک آدھ روٹی دیدی تو یہ جائز ہے، یہ تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ خاوند کا مال دیا جائے۔

جب معمولی چیز دینے کے متعلق بھی اتنی احتیاط اور شرط ہے کہ غالب گمان اجازت کا ہو۔ تو بھلا ماں باپ بھائی بہن کا گھر بھرنے کی کب اجازت ہوگی۔ کیونکہ ان کو تو معمولی چیزیں نہیں دی جاتیں ان کو ایک روٹی یا روٹی کا ٹکڑا کون دیتا ہے، وہاں تو نقد روپے یا کپڑوں کے جوڑے بھیجے جاتے ہیں، جس میں غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ خاوند کو اطلاع ہوجائے تو شاید اسے ناگوار ہو۔ اور اسی وجہ سے اپنے عزیزوں کے گھروں کو عورتیں چپکے چپکے بھرتی ہیں اور خاوند کو ذرا بھی خبر نہیں ہونے

دیتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غریب جو کچھ کماتا ہے سب دوسروں کو الگ جاتا ہے۔ (اسباب الغفلہ،۴۹۴)

شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی سائل فقیر یا مدرسہ وغیرہ میں چندہ دینا جائز نہیں

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو کچھ دینا جائز نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عورت خاوند کے گھر میں بلا اس کی اجازت کے کچھ خرچ نہ کرے۔ عرض کیا گیا کھانا بھی کسی کو نہ دے؟ فرمایا: کھانا تو سب سے بہتر مال ہے۔ (جمع الفوائد)

ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے من حلیکن فرمایا ہے من حلی الزوج نہیں فرمایا جس کا مطلب یہ ہوا کہ خیرات کی ترغیب اپنے مملوک زیور میں ہے نہ کہ خاوند کے مملوک میں۔ (التبلیغ ص:۳۹،ج:۷)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ دینی مصارف میں بھی مثلاً! کسی سائل فقیر کو دینا یا کسی مدرسہ وغیرہ کے چندہ میں دینا یا کسی عالم یا واعظ یا یتیم و مسکین و بیوہ محتاج کی خدمت کرنا بھی شوہر کی رضامندی کے بغیر اس کے مال میں سے جائز نہیں۔ اور نہ ایسا دیا ہوا چندہ و خیرات اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔

حدیث میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ ہی قبول کرتا ہے۔ (اصلاحِ انقلاب، ج:۲،ص:۱۸۵)

شوہر کے مال سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی سامان خریدنا جائز نہیں

اسی طرح اکثر عورتوں کو بیکار (ضرورت سے زائد) چیزوں کی بے حد ذلیس ہوتی ہے اور اندھادھند خواہ ضرورت بھی نہ ہو بس پسند آنے کی دیر ہے کہ فوراً ہی خرید لیتی ہیں۔ اور ذخیرہ کرتی چلی جاتی ہیں پھر لطف یہ کہ نہ وہ چیز کام آتی ہے نہ ان کی حفاظت کرتی ہیں یوں ہی ضائع ہوجاتی ہے۔ تو اس طرح خاوند کے مال کو

اُڑانا قیامت میں موجب باز پرس ہے (یعنی قیامت میں اس کا حساب ہوگا) اسی طرح عید بقرعید اور شادی کے جوڑے شوہر کے مال سے بلا اس کی رضامندی کے بنانا عورت کے لئے جائز نہیں۔ (اصلاحِ انقلاب، ج ۲،ص:۱۸۷)

عورت کو اپنے مال میں بھی شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرنا چاہئے

یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ خاوند کا مال دیا جائے۔ اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو اگر چہ اس میں خاوند کی اجازت کی ضرورت نہیں، مگر اس سے مشورہ ضرور کرلینا چاہئے۔

نسائی میں ایک حدیث ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَجُوْزُ لِامْرَاۃٍ ھَبَتُہٗ فِیْ مَالِھَا اِذَا مَلَکَ زَوْجُھَا عِصْمَتَھَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا۔ (نسائی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کے بعد عورت کو اپنے مال میں سے ہبہ کرنا (یعنی کسی کو دینا) شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

احکامِ مباشرت

یعنی میاں بیوی کے خصوصی احکام و مسائل

بیوی کے پاس جانے میں بھی ثواب ملتا ہے

حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ جو انسان بیوی کے پاس (خواہش پوری کرنے) جاتا ہے اس میں بھی ثواب ملتا ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو اپنی خواہش کا پورا کرنا ہے اس پر بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر اپنی خواہش کو بدکاری صرف کرتا گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا تو جب حلال جگہ میں صرف کرتا ہے تو اس سے ثواب بھی ملنا چاہئے۔ (الحیواۃ حقیقت مال وجاہ)

بیوی کے پاس کس نیت سے جانا چاہیے

وَابتَغُو' مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُم' (البقرہ:۱۷۸)

''یعنی بیوی کی قربت سے اولاد کا ارادہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے۔''

مسلمان کی دنیا بھی دین ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نیت کر کے اس کو دین بنانا چاہیے اس بنیاد پر مسلمان دنیا دار ہو ہی نہیں سکتا مثلاً نکاح دنیا کا قصہ ہے اور کوئی اہلِ اسلام کے ساتھ خاص نہیں' دین محض (خالص دین) وہ ہے جو اہلِ اسلام کے ساتھ مخصوص ہو اور نکاح تو کافر و مسلم دونوں میں مشترک ہے۔ بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف دنیا کا قصہ ہے مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس سے عصمت و عزت محفوظ رہے اور طبیعت منتشر نہ ہو اور دل کی توجہ کے ساتھ عبادت ہو سکے اگر اس طرح نیت کرے گا تو نکاح عبادت ہو جائے گا۔ (الحیوۃ ملحقہ حقیقت مال و جاہ)

پہلی رات شب اول میں نفل نماز

(شبِ زفاف) نماز پڑھنا تو کسی حدیث میں نہیں دیکھا مگر بعض علماء سے سنا ہے کہ پہلے دو رکعت شکرانہ کی پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے کہ تو نے مجھ کو حرام سے بچالیا اور حلال عنایت فرمایا پھر اس کے بعد دعائیں پڑھے (جو آگے آ رہی ہیں) پس سنت سمجھ کر نماز نہ پڑھے محض شکر کے طور پر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔ (امداد الفتاوی)

دولہا دولہن کی پہلی رات کی مخصوص دعائیں

سنت یہ ہے کہ پہلے اس کے موئے پیشانی (پیشانی کے بال) پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کرے اور بسم اللہ کہہ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی' اَسئَلُکَ خَیرَھَا وَ خَیرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیهِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیهِ.

صحبت کا طریقہ

اور جس وقت صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

بَسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیطَانَ مَارَزَقتَنَا.

پہلی دعا کی برکت یہ ہے کہ زوجہ (بیوی) ہمیشہ فرمانبردار رہے گی دوسری دعا کی برکت یہ ہے کہ اگر اولاد ہوگی تو نیک ہوگی اور شیطان کی تکلیف سے محفوظ رہے گی۔

حدیث پاک میں ہے کہ اس ہمبستری سے جو اولاد پیدا ہوگی، شیطان اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر ہمبستری کے وقت یہ دعا نہ پڑھی جائے تو اس میں شیطان کا دخل شامل ہوتا ہے اور اولاد میں فساد اور تباہ کاری ہوتی ہے۔

صحبت کے وقت مرد، عورت بالکل برہنہ نہ ہوں (سننِ ابنِ ماجہ، ص:۱۳۹) ننگے ہوکر صحبت کرنے سے اولاد بے حیاء اور بے شرم پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خودکو اور اپنی اہلیہ محترمہ کو سر سے پیر تک چادر یا کسی کپڑے سے ڈھانپ لیا کرتے تھے اور آواز بھی پست کرلیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم، ج:۲،ص:۴۶)

اسلام کی تعلیم یہ بھی ہے کہ کوئی شخص جانوروں کی طرح اپنی زوجہ پر نہ جا پڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ پہلے بوس وکنار کرے اور آہستہ آہستہ پیار ومحبت سے بات چیت کرکے آمادہ کرے۔ (احیاء العلوم، ج:۲، ص:۴۶) جب مرد کو انزال ہوجائے تو فوراً ہٹ نہ جائے بلکہ اسی طرح کچھ دیر ٹھہرا رہے تاکہ عورت کا بھی مطلب پورا ہو۔ (مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۲۹۵) یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض عورتوں کو دیر سے انزال ہوتا ہے اور فراغت کے بعد میاں بیوی کو چاہئے کہ دونوں الگ الگ کپڑوں سے اپنی اپنی شرمگاہ پوچھ لیا کریں۔

جماع کے وقت ذکر اور دعائیں پڑھنا

بول و براز و جماع یعنی پیشاب پاخانہ اور بیوی سے ہمبستری میں زبان سے ذکر کرنے کی ممانعت ہے البتہ دل کے ذکر کی کسی حال میں ممانعت نہیں ہر وقت اجازت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ دل سے ذکر کے کیا معنی اور کیا شریعت میں اس کا کچھ ثبوت ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ حدیث نے اس اشکال کو بھی صاف کردیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَذْکُرُاللّٰہَ فِی کُلِّ اَحْیَانِہٖ کہ آپ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کل احیان (ہر وقت) میں اوقات بول براز و قضائے حاجات (یعنی پیشاب پاخانہ اور خواہش پورا کرنے کے موقع) بھی شامل ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر زبان سے ذکر و تلاوت مکروہ ہے پس کل احیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ایسے احوال اور ایسے مواقع میں قلب (دل سے) ذکر کیا کرتے تھے۔ ایسے وقت میں دل کے ذکر کا باقی رکھنا ممکن ہے اب اس کو ذکر نہ کہنا حرمان عن البرکہ (یعنی ذکر کی برکات سے محرومی) کا مشورہ دینا ہے بہر حال جہاں ذکرِ لسانی (زبان سے ذکر) نہ ہو سکے وہاں دل کا ذکر جاری رکھے یعنی تصور رکھے، توجہ رکھے، دھیان رکھے اگر اس وقت کی کوئی خاص دعا ثابت ہو تو اس کو دل ہی دل میں پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ پس ذکر ہر حال میں مطلوب ہے تو جس حالت میں جو بھی ممکن ہو کرتا رہے۔ (ضرورتِ تبلیغ ملحقہ دعوت و تبلیغ)

جب جماع کا ارادہ کرے

جس وقت ہمبستری کا ارادہ کرے اس وقت یہ دعا پڑھے (زبان سے)

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا.

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں یااللہ دور رکھے ہم کو شیطان سے اور دور رکھے شیطان کو اس بچہ سے جو آپ ہم کو نصیب کریں"

انزال کے وقت کی دعا

جس وقت انزال ہونے لگے تو اپنے دل میں یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيمَا رَزَقْتَنِي نَصِيباً.

" یا اللہ جو بچہ آپ ہمیں نصیب کریں شیطان کے لیے اس میں کوئی حصہ نہ کرنا۔" (مناجاتِ مقبول)

صحبت آگے کے موقع میں ہو (یعنی شرمگاہ میں اور یہ حکم اس لیے ہے کہ تمہاری بیویاں تمہارے لیے بمنزلہ کھیت کے ہیں جس میں نطفہ بجائے بیج کے اور بچہ بجائے پیداوار کے ہے (یعنی مادۂ منویہ بمنزلہ بیج کے اور بچہ بمنزلہ پیداوار کے ہے) سو اپنے کھیت میں جہاں سے چاہو آؤ، اور جس طرح کھیتوں میں اجازت ہے اس طرح بیویوں کے پاس پاکی کی حالت میں ہر طرف سے آنے کی اجازت ہے (یعنی ہر طریقہ سے صحبت کرنے کی اجازت ہے) چاہے کروٹ سے ہو یا پیچھے یا آگے بیٹھ کر ہو یا اوپر یا نیچے لیٹ کر ہو یا جس ہیئت سے ہو مگر آنا ہو ہر حال میں کھیت کے اندر کہ وہ خاص آگے کی جگہ ہے کیونکہ پیچھے کا موقع (پاخانہ کا مقام) میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے۔"

کتابوں میں اس کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف بیٹھ کر ہمبستری کی پھر احساس ہوا کہ شاید اس طرح ناجائز ہوگا۔ چنانچہ فجر کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کرنے پر بتایا کہ گزشتہ رات میں نے اپنی سواری کا رُخ بدل دیا یعنی پشت کی جانب سے جماع کرلیا۔ اس پر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ.

ترجمہ: یعنی تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی کے مانند ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرح سے ہوکر چاہو آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ صحبت

صرف اپنی عورت کے اگلے حصہ میں ہونا چاہئے، خواہ آگے بیٹھ کر ہو یا پیچھے بیٹھ کر۔
اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں تحریر فرمایا کہ تمہاری بیویاں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں کہ جس میں نطفہ بجائے تخم کے اور بچہ بجائے پیداوار کے ہے سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہوکر چاہو آؤ اور جس طرح کھیتی میں اجازت ہے۔ اسی طرح اپنی بیویوں کے پاس بھی پاکی کی حالت میں ہر طرف سے آنے کی اجازت ہے۔ خواہ کروٹ سے ہو یا آگے پیچھے بیٹھ کر یا اُوپر نیچے لیٹ کر ہو، جس ہیئت سے ہو مگر بہر صورت آنا ہو کھیت کے اندر کہ وہ خاص آگے کا حصہ ہے۔ پیچھے (پاخانہ) کا حصہ کھیت کے مشابہ نہیں اس لئے اس میں صحبت نہ ہو۔

اور ان لذات میں ایسے مشغول نہ ہو جاؤ کہ آخرت ہی کو بھول جاؤ بلکہ آئندہ کے واسطے بھی اپنے لئے اعمال صالحہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ (بیان القرآن سورۃ بقرہ)

ہمبستری کے لئے صحیح اور فطری طریقہ تو یہی ہے کہ عورت نیچے ہو اور مرد اُوپر ہو۔ جیسا کہ قرآن پاک نے اس کو لطیف اشارہ میں بیان کیا ہے:

فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِيفاً.

ترجمہ: جب مرد نے عورت کو ڈھانپ لیا تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا۔ (سورۂ اعراف)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عورت چت لیٹے اور مرد اس کے اُوپر پٹ (اُلٹا) لیٹے۔ اس طرح مرد کے جسم سے عورت کا جسم ڈھک جائے گا۔ اس طریقہ میں زیادہ راحت اور آسانی ہے۔ لذت دوبالا ہو جاتی ہے اور عورت کو مشقت بھی زیادہ نہیں اُٹھانا پڑتی نیز استقرار حمل کے لئے بھی یہ طریقہ مفید بتایا گیا ہے۔

شیخ بوعلی سینا (یہ علم طب کے موجد ہیں جن کی کتابوں سے یورپ ابھی تک فائدہ اُٹھا رہا ہے) نے لکھا ہے کہ صحبت کرنے کے تمام طریقوں میں سب سے خراب طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے مرد کے اُوپر ہو اور مرد نیچے چت لیٹا رہے۔ اس صورت میں منی مرد کی شرمگاہ میں باقی رہ جاتی ہے جو صحت کے لئے مضر ہے۔

حالتِ حیض ونفاس میں ہمبستری

جب میاں بیوی تنہائی میں یکجا ہوتے ہیں تو مرد کے اندر عمومی طور پر شہوت کا جذبہ موجزن ہونے لگتا ہے۔ حتی کہ بسا اوقات اُس کی بیوی حالتِ حیض میں ہونے اور بیوی کے منع کرنے کے باوجود نیز احکام الٰہیہ سے ناواقفیت اور نقصانات کا علم نہ ہونے کے باعث اپنی بیوی سے صحبت کر گزرتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے صاف الفاظ میں اسے حرام قرار دیا ہے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کر لے تو اسے توبہ کرنا واجب ہے۔ فرمایا:

وَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ.

ترجمہ: حالتِ حیض میں عورت سے الگ تھلگ رہو۔

قرآن پاک کے اس حکم کے مدِنظر جدید علمِ طب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ حیض سے خارج شدہ خون میں ایک قسم کا زہریلا مادہ ہوتا ہے جو صحبت کرنے کی وجہ سے اگر جسم کے اندر رہ جائے تو صحت کے لئے مضر ہوتا ہے اور کبھی حیض کی رُکاوٹ بننے سے عورت کی رحم دانی میں ورم پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک بیماری مثلاً ایڈز وغیرہ اسی بے احتیاطی کا نتیجہ ہے۔ (طبِ نبوی اور جدید سائنس)

قربان جائے! شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس نے ہمیں ایسے پاکیزہ اُصول اور ہدایات عطا فرمائی ہیں کہ جس سے ہم امراضِ خبیثہ سوزاک، آتشک وغیرہ سے بچ سکتے ہیں۔ اطباء نے یہاں تک لکھا ہے کہ حالتِ حیض ونفاس میں صحبت کرنے سے اولاد مجذوم یعنی کوڑھی پیدا ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم، ج:۲، ص:۴۶) اس کے علاوہ مرد کو جریان اور نامردی کا احتمال ہوتا ہے اور عورت کو خون جاری رہنے، بچہ دانی کے لٹک جانے اور حمل کے گر جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ (المصالح العقلیہ، ج:۲، ص:۲۷۷)

البتہ جب حیض ونفاس کا خون بند ہو جائے اور عورت اپنی شرمگاہ کو دھو لے یا وضو کر لے یا غسل کر لے تب اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم نے

طہارت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا اطلاق ان تینوں حالتوں پر ہوتا ہے۔

کھڑے ہوکر ہمبستری کرنا

طبِ نبوی میں لکھا ہے کہ کھڑے ہوکر صحبت کرنے سے بدن کمزور اور ضعیف ہوجاتا ہے اور طبِ یونانی کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ کھڑے ہوکر صحبت کرنے سے رعشہ (کپکپی) کا مرض پیدا ہوجاتا ہے۔

آنکھ دُکھنے کی حالت میں ہمبستری کرنا

اُم المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے جامع کبیر میں روایت ہے کہ جب کسی بی بی کی آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قربت نہ فرماتے تھے، جب تک صحتیاب نہ ہو جائے۔

اس حدیث پاک سے اشارہ ملتا ہے کہ اگر بیوی کسی دکھ درد میں مبتلا ہو تو اُس کی صحت اور تندرستی کا اندازہ کئے بغیر صحبت کرنا مناسب نہیں۔ بیماری کی حالت میں صحبت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ہمبستری کا مناسب وقت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد آدھی رات کو سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد اُٹھ کر تہجد اور وتر پڑھتے پھر بستر پر تشریف لاتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اپنی اہلیہ سے ہمبستری کرتے اور فجر کی اذان کے بعد اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو کر کے فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۵۴)

اطباء کے نزدیک صحبت کے لئے بہترین وقت آخری رات کا ہے۔ وہ اعتدال کا وقت ہوتا ہے نیز سوکر اُٹھنے کے بعد طبیعت میں نشاط اور تازگی ہوتی ہے، لیکن یہ سب طبی مصلحتیں ہیں۔ شرعی طور پر صحبت کے لئے کوئی وقت متعین نہیں۔ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع رات اور دن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے۔ البتہ عین نماز کے وقت اگر صحبت کی جائے اور اس سے حمل ٹھہر جائے تو یہ اولاد اپنے

ماں باپ کی نافرمان ہوتی ہے۔ (شمائل ترمذی، ص: ۱۵۵، دینی دسترخوان، ج:۱)

ہمبستری کے وقت شرمگاہ دیکھنا

مسئلہ کی رو سے شرمگاہ دیکھنا اگرچہ جائز ہے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کے جسم کے ہر حصہ کو دیکھ سکتے ہیں مگر شرمگاہ دیکھنے سے اطباء نے نظر کمزور ہو جانے کا لکھا اور بعض نے لکھا ہے کہ اولاد اندھی ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ (جامع الصغیر)

پاخانہ کے مقام میں جماع

جس طرح حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے، اسی طرح بیوی کے پاخانہ کے مقام میں مرد کو شرمگاہ داخل کرنا بھی حرام ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بُرے فعل سے منع فرمایا ہے۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پچھلے حصہ میں بدفعلی مت کرو۔ جو شخص اپنی بیوی کے پاخانہ کے مقام میں اپنی شرمگاہ کو داخل کرتا ہے اللہ پاک اُس کو رحم کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کے پچھلے حصہ میں جماع کرتے ہیں وہ ملعون ہے۔ (ابو داؤد، ج:۱، ص:۲۹۴)

لہٰذا ایسا فعل سرزد ہونے پر سچی توبہ اور آئندہ کے لئے پرہیز کرنا چاہئے۔

شوہر بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے سے متعلق بعض احادیث

اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں تم کو اس کے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔ (بہشتی زیور)

شوہر کے سامنے روبرو (سامنے) کسی جگہ کا بھی اخفاء (پردہ) واجب نہیں اگرچہ شرمگاہ کو نہ دیکھنا خلافِ اولیٰ ہے۔

قَالَتْ سَیِّدَتُنَا اُمُّ الْمُؤْمِنِینَ عَائِشَةُ رضی الله عنها مُحَصَّلُهٗ لَمْ اَرَ مِنْهُ وَلَمْ یَرَ مِنِّی ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ اورده فی المشکوة (۱) وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اِذَا جَامَعَ اَحَدُکُمْ زَوْجَتَهٗ اَوْ جَارِیَتَهٗ فَلَا یَنْظُرُ اِلیٰ فَرْجِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یُوْرِثُ الْعُمیٰ قال ابن الصلاح جید الاسناد کذا فی الجامع الصغیر۔ (بیان القرآن سورة نور)

''ام المومنین حضرت عائشہ'' فرماتی ہے کہ وہ مخصوص مقام (یعنی شرمگاہ) حضور علیہ ﷺ نے نہ میرا دیکھا اور نہ میں نے دیکھا۔ (مشکوۃ)(!) اور حضرت ابنِ عباس سے مرفوعا مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی یا باندی سے جماع کرے تو اس کی شرمگاہ کو نہ دیکھے کیونکہ یہ اندھے پن کو پیدا کرتا ہے ابن صلاح فرماتے ہیں۔کہ اسکی اسناد اچھی ہے۔ جامع صغیر میں اسی طرح ہے۔'' (بیان القرآن)

بیوی کا ستر دیکھنے کا نقصان

تنہائی میں خواہشات وجذبات کے بغیر ننگا نہ ہونا چاہئے اور بیوی کا ستر دیکھنا تو اس سے بھی زیادہ شرمناک ہے بعض حکماء نے کہا ہے اس حرکت سے اولاد اندھی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر اندھی نہ ہو تو بے حیاء ضرور ہوتی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اس وقت جس قسم کی اس سے حرکت ہوتی ہے اولاد کے اندر وہی خصلت پیدا ہوتی ہے اس واسطے حکماء نے لکھا ہے کہ انزال کے وقت اگر شوہر بیوی کو کسی اچھے آدمی کا تصور آجائے تو بچہ نیک ہوگا اسی واسطے پہلے لوگ اپنے خلوت کے کمرے میں علماء اور حکماء کی تصویریں رکھا کرتے تھے (لیکن اسلام نے آکر اس کو ناجائز قرار دیا) ہمارے پاس تو ایسی تصویر ہے کہ ان تصویروں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔
(التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ملفوظاتِ اشرفیہ)

صحبت کے وقت دوسری عورت کا تصور کرنا حرام ہے

فرمایا اگر بیوی کے پاس ہو اور صحبت کے وقت کسی اجنبیہ کا جان بوجھ تصور کرے تو وہ حرام ہوگا۔ (ملفوظاتِ اشرفیہ)

ہمبستری کے دیگر آداب

۱۔ ہمبستری سے پہلے خوشبو لگانا بہتر ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

۲۔ ہمبستری کے وقت بالکل برہنہ نہ ہونا چاہئے، اگرچہ گناہ نہیں ہوتا مگر

تہذیب کے خلاف ہے۔

۳۔ ہمبستری کے وقت قبلہ رُو نہ ہونا چاہئے خلافِ اولیٰ ہے۔

۴۔ ہمبستری سے فراغت کے بعد فوراً علیحدہ نہ ہونا چاہئے کچھ دیر ٹھہرا رہے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جائے۔

۵۔ منی نکلتے وقت اسے روکنے سے سوزاک وغیرہ بیماری کا خطرہ رہتا ہے۔

۶۔ میاں بیوی کو ہمیشہ ایک ہی بستر میں سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، اس سے قوتِ باہ میں ضعف پیدا ہوجاتا ہے۔

۷۔ کھٹی چیزیں زیادہ کھاتے رہنے سے قوتِ باہ کمزور ہوجاتا ہے۔ اس سے احتیاط کرنا چاہئے۔

۸۔ بخار ہونے کی حالت میں صحبت نہیں کرنی چاہئے اس سے بدن میں گرمی بس جاتی ہے اور دق کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

۹۔ کسی ایسی جگہ جہاں اچانک کسی کے آجانے کا خوف ہو، صحبت نہیں کرنی چاہیے اس سے جسم میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور صحبت کے لطف سے محروم ہوجاتا ہے۔

۱۰۔ پیٹ بھرا ہوا ہو اس حالت میں صحبت نہیں کرنی چاہئے اس سے احتلام جلدی ہوجاتا ہے۔ نیز ضعف معدہ، ضعف ہضم، ورم جگر، ورم شکم وغیرہ بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اولاد کند ذہن پیدا ہوتی ہے۔

۱۱۔ پیشاب زور سے لگا ہو، اس وقت صحبت نہیں کرنی چاہئے ایسا کرنے سے مثانہ اور پیشاب کی نالی میں مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

۱۲۔ پاخانہ زور سے لگا ہو اس وقت صحبت نہیں کرنی چاہئے ایسا کرنے سے بواسیر وغیرہ مرض پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

۱۳۔ آنکھیں دُکھنے کی حالت میں صحبت نہیں کرنی چاہیے اس سے آنکھوں میں زخم اور سفیدی پیدا ہوجاتی ہے۔

۱۴۔ صحبت سے پہلے اگر عورت پیشاب کرکے ٹھنڈے پانی سے استنجا کرلے تو جلد شہوت ناک ہوجاتی ہے نیز شرمگاہ کے سکڑنے سے لذت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

۱۵۔ جس رات صحبت کرنے کا ارادہ ہو اپنی عورت کو دن میں اس کا ذکر کر لیا کرے تاکہ وہ اپنے جسم کو پاک وصاف کر سکے۔ پیشگی اطلاع دیئے بغیر صحبت کرنے سے عورت کا شوق اور لطف ختم ہو جاتا ہے۔

۱۶۔ شریعت کی ہدایت کے مطابق تمام مرد وعورتوں کو چاہئے کہ شرمگاہ وغیرہ کے بال نکال دیا کریں ضروری ہے (اور نہ نکالنا حرام ہے) اس سے قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے اور ایڈز وغیرہ بہت سی مہلک بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

۱۷۔ اپنی بیوی سے ایسی جگہ صحبت کرنی چاہئے جہاں کوئی دوسرا شخص مرد وعورت، بچہ یا بوڑھا موجود نہ ہو۔ بعض علماء نے ناسمجھ بچوں، جانوروں، سوئے ہوئے لوگوں کی موجودگی میں صحبت کرنے کو منع لکھا ہے۔

۱۸۔ ایسی بیمار بیوی کہ جس سے صحبت کرنے میں نقصان ہوتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۱۹۔ ایسی بیماری جس سے صحبت کرنے میں نقصان تو نہ ہوتا ہو مگر غسل کرنے میں پانی کے استعمال کا اندیشہ ہے تو ایسی حالت میں صحبت کر سکتے ہیں۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ غسل کے بجائے تیمم کر لیا کرے۔

۲۰۔ صحبت کرتے وقت باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ فقیہ ابواللیث نے لکھا ہے کہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۱۔ ہمبستری کے وقت اگر ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی پہنی ہو جس پر اللہ کا نام یا قرآنی آیات وغیرہ لکھی ہوئی ہو تو اُسے نکال دینا چاہئے۔

۲۲۔ ناخن پر نیل پالش لگانے سے وضو یا غسل کرتے وقت پانی ناخن تک نہیں پہنچتا اس لئے فرض غسل صحیح نہیں ہوگا یعنی ابھی تک اس عورت کا بدن ناپاک ہی سمجھا جائے گا۔ اسی طرح وضو بھی صحیح نہیں ہوگا۔

غسلِ جنابت

جب رات کو میاں بیوی ہمبستر ہوں تو نمازِ فجر سے پہلے پہلے اور اگر دن میں یہ عمل کرے تو اگلی نماز سے پہلے پہلے مرد، عورت دونوں پر غسل کرنا فرض ہو جاتا

ہے۔ اس غسل کو غسلِ جنابت کہتے ہیں۔

غسلِ جنابت میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ مرد عورت کو چاہئے کہ اپنے تمام اعضاء کی صفائی میں خوب احتیاط سے کام لیں۔ غسل سے پہلے پیشاب کرلینا بہتر اور مناسب ہے۔ شرمگاہ کو دھونے کے بعد پہلے وضو کرے پھر پورے جسم پر پانی ڈال کر ہاتھوں سے اچھی طرح ملے تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ بغلیں، ناک اور کان کے سوراخ تک باہر کا حصہ پانی سے تر ہونا ضروری ہے پھر اس کے بعد پورے جسم پر پانی بہائے۔

غسلِ جنابت میں تین باتیں ضروری اور فرض ہیں: (۱) منہ بھر کے کلی اور غرغرہ کرنا۔ (۲) ناک کے نرم حصہ تک پانی پہنچانا۔ (۳) پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ یہ تینوں عمل ایک ایک بار کرنا فرض ہے اور تین بار کرنا سنت ہے۔

اگر سوتے میں احتلام ہوجائے یا جاگنے کی حالت میں صحبت کئے بغیر منی خارج ہوجائے یا اپنی عورت سے محض بوس وکنار کرنے پر شہوت کی حالت میں منی خارج ہوجائے تب بھی غسل فرض ہوجاتا ہے۔ اس طرح عورت کی شرمگاہ میں مرد کی شرمگاہ (عضوِ تناسل) کا اگلا حصہ (سپاری) داخل ہوجائے تب بھی دونوں پر غسل فرض ہوجاتا ہے خواہ احتلام ہو یا نہ ہو۔

جو مرد عورت نماز کے پابند نہیں ہیں۔ محض سستی یا شرم وحیاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے غسلِ جنابت نہیں کرتے اور اس طرح ناپاک حالت میں کئی کئی دن گزار دیتے ہیں۔ یہ بڑی نحوست اور بے برکتی کی بات ہے۔ جنبی کے گھر سے رحمت کے فرشتے دور رہتے ہیں۔ (سننِ ابوداؤد۔ ص،۳۰) اور اگر اسی حالت میں انتقال ہوجائے تو رحمت کے فرشتے نزدیک نہیں آتے۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے والی کو چاہئے کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ کو (شرمگاہ) کو دھوئے اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی

ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے جہاں بدن پر نجاست لگی ہو اس کو پاک کرلے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتی ہو (یعنی ایسی جگہ جہاں غسل کا پانی ٹھہرتا نہ ہو بلکہ سب بہ جاتا ہو) تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو پورا وضو کرلے مگر پیر نہ دھوئے پھر وضو کے بعد تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح سے کہ سارے بدن پر پانی بہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پھر پیر دھوئے اور اگر وضو کرتے وقت پیر دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی ضرورت نہیں اور غسل کے وقت پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے تب پانی بہائے تاکہ سب جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے، غسل کے فرائض یہ ہیں۔(۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔(۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم جگہ ہو۔(۳) سارے بدن پر پانی پہچانا۔(بہشتی زیور)

چند ضروری ہدایات و آداب

(۱) غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے۔

(۲) پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے۔

(۳) غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن چھپانے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔

(۴) نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلالے تاکہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنی ہوں تب بھی قصداً کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو البتہ انگوٹھی، چھلے اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا مستحب اب بھی ہے۔(بہشتی زیور)

ہمبستری سے فراغت کے بعد

صحبت سے فراغت کے بعد میاں بیوی کو چاہئے کہ دونوں پیشاب کرلیا کریں تاکہ کسی بیماری کا خطرہ نہ رہے۔ بعض مرتبہ منی کا قطرہ پیشاب کی نالی میں اٹکا رہ جاتا ہے جس سے سوزش اور زخم پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے لکھا ہے کہ ہمبستری کے بعد پیشاب کرکے اپنی شرمگاہ کو دھولینا چاہئے، اس سے بدن تندرست رہتا ہے لیکن ٹھنڈے پانی سے نہ دھوئیں اس سے بخار کا اندیشہ رہتا ہے ہاں بدن ٹھنڈا ہوجانے کے بعد حرج نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ صحبت کے بعد میاں بیوی کو چاہیے کہ دونوں پیشاب کرلیا کریں ورنہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اور اپنی اپنی شرمگاہ کو ہلکے گرم پانی سے دھولیا کریں اس سے بدن صحیح رہتا ہے اور گرم پانی میسر نہ ہو تو کچھ دیر کے بعد ٹھنڈے پانی سے دھونے میں مضائقہ نہیں۔

بغیر غسل کے ہمبستری

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر اس وقت ایسا دوبارہ کرنا چاہے تو کم سے کم درمیان میں وضو کرلیا کرے۔ (سننِ ابی داؤد، ج:۱، ص:۲۹)

اسی طرح احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ایک بار صحبت کرکے پھر دوسری بار صحبت کرنا چاہے تو شرمگاہ دھولے اور اگر پھر صحبت کرنا چاہے تو پیشاب کرکے شرمگاہ دھولے ان دو باتوں سے پہلے صحبت نہیں کرنا چاہیے۔ (احیاء العلوم، ج:۲، ص:۴۷)

اس سلسلہ میں اطباء نے بھی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو احتلام ہوجائے تو غسل کئے بغیر اسی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے ورنہ اولاد کے دیوانہ ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ صحبت کرچکنے کے بعد پھر دوبارہ صحبت کرنے کی خواہش ہو تو دونوں کو چاہیے کہ پہلے غسل کرلیں، ایسا کرنا بہتر ہے۔ (سننِ ابی داؤد، ص:۲۹)

اگر غسل نہ کر سکے تو کم سے کم وضو کر لیا جائے۔

شب زفاف میں صبح کی نماز کا اہتمام کریں

بیوی میاں کو نماز سے نہیں روکتی لیکن آپ دیکھ لیں کہ شادی کر کے شب زفاف میں کتنے لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں موجودہ حالت یہ کہ نکاح شادی میں دولہا دولہن کا تو کیا کہنا سارے باراتی اور گھر والے ہی بے نمازی ہو جاتے ہیں اگر دل میں نماز کا داعی اور فکر ہو تو نمازی آدمی کو نماز کے وقت بے چین کر دیتا ہے۔ بغیر نماز کے اس کو چین ہی نہیں آتا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ (حقوق الزوجین)

خلوت کی باتیں

عموماً دولہا دُلہن پہلی رات کی پہلی ملاقات کی کارگزاری اپنے اپنے دوستوں سہیلیوں میں سناتے ہیں۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کی خلوت کی باتیں، دوست احباب اور سہیلیوں کے سامنے بیان کرنے کو ناپسند قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۴۶۴) ایسی باتیں بے حیائی اور بدتمیزی کہلاتی ہیں۔ خوب پرہیز کرنا چاہئے۔

عقدِ نکاح کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے دعوتِ طعام کا حکم:

حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے اگر لڑکی والے اپنی مرضی سے آنے والے مہمانوں کو کھلانا چاہیں تو ایک مباح امر ہے، لیکن آج کل شادی کے موقع پر جو دعوتیں ہوتی ہیں، ان میں تکلفات اور فضول خرچی زیادہ ہوتی ہے جو کہ مزاجِ شریعت کے بالکل خلاف ہے، لہٰذا اس میں اعتدال نہایت ضروری ہے یا یہ سلسلہ ختم ہی کر دینا مناسب ہے۔

ترکِ جماع کی ممانعت

جس طرح صحبت کرنا مرد کا حق ہے اسی طرح عورت کا بھی حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرنے کو شریعت میں باعثِ قوت بتایا گیا ہے اور

ترکِ جماع کو فتنہ اور ناجائز کہا گیا ہے۔ اگر مرد کو ہمبستری کی خواہش نہ ہو تب بھی صرف شہوت نہ ہونے سے جماع کر دینا جائز نہیں بلکہ عورت کی خواہش کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ۔ ج،۳،ص:۱۲۴)

حکیم بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ جس طرح کثرتِ جماع میں خرابیاں ہیں، اسی طرح ترکِ جماع میں بھی نقصانات ہیں۔ جو لوگ صحبت کرنا چھوڑ دیتے ہیں وہ دردِ سر، بدن کا بھاری ہونا، خصیوں پر ورم ہونا وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ فقہاء کرام نے چار ماہ سے زیادہ عرصہ تک بیوی سے علیحدگی اور ترکِ صحبت سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ عورت میں چار ماہ سے زیادہ عرصہ تک صبر کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے اسی اثناء میں ایک مکان سے کسی جوان عورت کے اشعار گانے کی آواز سنائی گئی۔ جس میں یہ تھا ،قابل غور ہے شوہر کافی عرصہ سے جہاد میں گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ مجھے بتاؤ شادی شدہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنے دن صبر کرسکتی ہے؟ جواب میں ام المؤمنین نے زبان سے کچھ نہیں بتایا بلکہ نگاہیں نیچی کر کے ہاتھ کی چار انگلیاں اُٹھادیں۔ اس سے آپ نے سمجھ لیا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر چار ماہ تک صبر کرسکتی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں اسلامی لشکر جہاد کر رہا تھا آپ نے سرکلر جاری کیا کہ ہر مجاہد کو چار ماہ پورا ہونے پر گھر جانے کی اجازت دے دی جائے۔ (تاریخ الخلفاء) البتہ کوئی عورت اپنے شوہر کے چار ماہ سے زائد عرصہ تک دور رہنے پر بخوشی راضی ہو تو اس سے زیادہ عرصہ تک علیحدگی میں مضائقہ نہیں بلکہ ایک سال تک بھی اگر شوہر اپنی بیوی کے قریب نہ جائے تو جائز ہے۔ (شامی)

کثرتِ جماع کے نقصانات

شرعی طور پر کثرتِ جماع کے لئے کوئی حد متعین نہیں ہے۔ یہ ایک طبی مسئلہ

ہے اور اطباء وحکماء اس پر تبصرہ کرتے ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر شخص کو اپنی قوت وطاقت کا خود اندازہ کر لینا چاہئے، بے اعتدالی ویسے بھی ہر چیز میں مذموم ہے۔

اطباء نے بتایا ہے کہ کثرتِ جماع سے پرہیز کرنا صحت کے لئے مفید ہے۔ کثرتِ جماع سے ایک بڑا نقصان یہ بھی بتایا ہے کہ اس سے سُرعتِ انزال کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضعفِ بصر، ضعفِ معدہ، ضعفِ قلب، دردِ کمر، دردِ گردہ، چکر، رعشہ اور پیشاب کی کثرت وغیرہ امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی صحت اور تندرستی زیادہ عرصہ تک قائم رہے۔ اُسے چاہیے کہ صبح وشام دونوں وقت کھانا کھایا کرے۔ قرض سے بچتا رہے اور اپنی عورت سے صحبت کم کیا کرے۔ ایک صحبت کے بعد دوسری مرتبہ صحبت کرنے کے لئے کتنا وقفہ ہونا چاہئے؟ اس سلسلہ میں انسان کو اپنی قوتِ باہ کو دیکھنا ہوگا۔ کبھی موسم کے اعتبار سے خواہش میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور عمر وحالات کے اعتبار سے بھی۔ اگر میاں بیوی دونوں کو خواہش کا تقاضہ ہو تو ایسے جماع سے نشاط اور سکونِ دل نصیب ہوتا ہے۔

حکیم رازی نے لکھا ہے کہ صحبت کی زیادتی بڈھوں کو موت کی نیند سلا دیتی ہے، جوانوں کو بوڑھا، موٹوں کو دُبلا اور دُبلے آدمیوں کو مردہ بنا دیتی ہے۔ بلاشبہ ہر مرد عورت میں شہوت یکساں نہیں ہوتی۔ کسی مرد میں شہوت زیادہ تو کسی میں کم ہوتی ہے۔ علاقائی آب وہوا اور غذاؤں کا بھی اس میں بڑا دخل ہے۔ بعض گرم علاقوں میں شہوت زیادہ اور سرد علاقوں میں کم ہوتی ہے لہٰذا خواہش پوری کرنے کے لئے سب سے پہلے قوتِ باہ پر نظر رکھنا ضروری ہے۔

اصل میں صحبت کی انجام دہی کے لئے جو قوت اور طاقت درکار ہے اُس کو قوتِ باہ کہتے ہیں۔ جس شخص میں یہ قوت جتنی زیادہ ہوتی ہے اُتنا ہی میاں بیوی میں صحبت کے درمیان نشاط وفرحت زیادہ ہوتا ہے۔ اگر مرد میں قوتِ باہ کمزور ہو اور عورت میں زیادہ تو ایسی حالت میں یعنی اس نامکمل صحبت سے بعض مرتبہ عورت کو انزال نہیں ہوتا اور اس صورت میں سیری نہ ہونے سے شوہر سے بے رغبتی حتی کہ

نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور عورت کے اخلاق خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس قسم کی کمزوری دور کرنے کے لئے مرد کو چاہئے کہ مقوی غذاؤں کا استعمال کرے۔

میاں بیوی کا اختلاف ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے

میاں بیوی سب فسادوں کی مرغی ہے یعنی سیکڑوں فساد کو پیدا کرتی ہے۔ (ملفوظاتِ اشرفیہ، ص:۴۶)

شیطان اس شخص سے بہت خوش ہوتا ہے جو میاں بیوی میں لڑائی کرادے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ شیطان شام کو دریا پر اپنا تخت بچھاتا ہے اس وقت سارے شطونگڑے اپنی اپنی کارروائی بیان کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی سے زنا کرادیا۔ شیطان سب سے کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ گناہوں کا کفارہ ایک بار توبہ واستغفار کرنے سے ہوسکتا ہے۔ پھر ایک شیطان کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں لڑائی کرادی تھی پھر وہاں سے ہٹا نہیں یہاں تک کہ شوہر نے طلاق ہی دے دی۔ شیطان اس کو گلے سے لگالیتا ہے اور بہت شاباشی دیتا ہے کہ ہاں تم نے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں راز یہ ہے کہ اگر دوسروں سے عداوت ہو تو اس کا اثر دوسروں تک نہیں پہنچتا۔ اور میاں بیوی میں لڑائی وطلاق ہوجائے تو دونوں کے خاندان میں جنگ ہوتی ہے۔ دونوں کی عداوت قائم ہوجاتی ہے۔ شیطان کو اتنی فرصت کہاں جو سو آدمیوں میں الگ عداوت پیدا کرے بس وہ دو میاں بیوی میں عداوت کرادیتا ہے اس سے خود بخود دور تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے۔

اختلافِ زوجین میں قصور دونوں کا ہے

عورتوں کی کوتاہی یہ ہے کہ وہ شوہروں کی تعظیم اور ان کا ادب نہیں کرتیں اور یہ سخت بے حیائی ہے۔ بعض عورتیں مردوں سے ایسا برابری کا برتاؤ کرتی ہیں گویا شوہر ان کا برابر کا بھائی ہے۔ حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید آئی ہے۔ حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سواء کسی کیلئے سجدہ کو

جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ لیکن سجدہ تو خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں، مگر اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورتوں کے ذمہ واجب ہے۔

بعض جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں اور بعض جگہ عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں۔ (حقوق الزوجین الکمال فی الدین، ص:۱۱۰)

اسی طرح بعض مرد بھی بہت ظالم ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں۔ بعض مرد تو اس طرح عورتوں کا حق ضائع کرتے ہیں کہ بے حمیت بن کر اپنے آپ کو راحت دیتے ہیں۔ عمدہ کھاتے اور عمدہ پہنتے ہیں اور بیوی بچوں کو تکلیف میں رکھتے ہیں۔ کسی کے پاس ہو نہیں اس کی شکایت نہیں۔ اس صورت میں تو عورتیں خود محنت ومزدوری کر کے شوہر کو کھلاتی ہیں (شوہر کے خاطر اپنا زیور تک بیچ دیتی ہیں) لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہو وہ بیوی کو تنگ رکھے یہ نہایت بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

عورتوں پر اس قدر ظلم ہو رہا ہے کہ ہر طرح ان پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ بعض جگہ دونوں طرف سے (ظلم اور نافرمانی کا) برتاؤ ہوتا ہے۔ قیامت میں ان کا حساب ہوگا۔ اور جس نے جس کی حق تلفی کی ہوگی اس سے انتقام لیا جائے گا۔

پس مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے حقوق کی رعایت رکھیں۔ اور عورتوں کو مردوں کی تعظیم کرنی چاہئے۔ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا چاہئے۔ (حقوق الزوجین، ص:۴۲،ص:۱۱۱،ص:۳۸۲، التبلیغ، ج:۱۴،ص:۱۴۱)

حبِ زوجین کے چند مفید اور آسان عملیات

شوہر کو راضی کرنے کا عمل

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ۔ (پارہ:۲،رکوع:۴)

۱۔ جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو شیرینی پر پڑھ کر کھلائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ ناجائز محل میں اثر نہ ہوگا۔

بیوی کی محبت کا عمل

۲۔ سورۂ یوسف کو اگر لکھ کر اور تعویذ بنا کر بازو پر باندھے تو اس کی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔

۳۔ اَلْمُغْنِیُ۔ بیوی سے جماع کے وقت (زبان سے نہیں بلکہ خیال سے پڑھے تو اس کی بیوی اس سے محبت کرنے لگے۔

(اعمالِ قرآنی، ص:۶۴، ص:۵۶)

میاں بیوی میں محبت کرانے کا مجرب عمل

میاں بیوی میں باہم محبت کرانے کیلئے یہ لکھ کر دے یا دم کر کے کھلائے یا پلائے ان شاء اللہ فوراً محبت ہوگی۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ اَلِّفْ بَیْنَ...... فُلَانْ بِنْ...... فُلَانْ...... بِنْتِ فُلَانَة...... کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ مُوْسٰی وَهَارُوْنَ۔ مَثَلُ کَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۔

فلاں کی جگہ شوہر اور اس کے باپ کا نام اور فلانہ کی جگہ بیوی اور اس کی ماں کا نام لکھا جائے گا۔

ایک شخص نے دھوکہ سے پڑھوا کر کسی ناجائز موقع پر استعمال کیا تو اس کا بالکل اثر نہیں ہوا، بلکہ بہت نقصان ہوا۔ لہٰذا سب کو چاہئے کہ ناجائز جگہ استعمال نہ کریں (ورنہ جلد وبال میں گرفتار ہوں گے)۔

سزا دینے اور سختی کرنے کے طریقے اور اس کے حدود

سزا اور تادیب کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی اجازت ہے اور "اَلضَّرُوْرَةُ

یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَۃ" کے قاعدے سے اتنی تادیب دینے کی اجازت ہوسکتی ہے جو تربیت واصلاح میں معین ہو (شریعت میں ایسی سزا دینے کو تعزیر کہتے ہیں) اس کے طریقے مختلف ہیں:

(۱) ملامت کرنا۔ (۲) ڈانٹنا۔ (۳) ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے مارنا۔ (۴) کان کھینچنا۔ (۵) سخت الفاظ کہنا۔ (۶) محبوس کردینا۔ (۷) مالی سزا دینا۔

اتنی تادیب (سزا دینے) کی اجازت ہوسکتی ہے جو تربیت میں معین ہو نہ کہ اتنی جو درجہ ایلام (سخت تکلیف ومصیبت) تک پہنچ جائے۔ ایسی زیادتی قطع نظر گناہ ہونے کے انسانیت اور فطرت کے بھی خلاف ہے۔ سخت مارنے سے فقہاء نے صراحتاً منع فرمایا ہے۔ اور جس ضرب (مار) سے جلد پر نشان پڑ جائے اس کو بھی فقہاء نے ضرب فاحش میں داخل کیا ہے اور جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ (اصلاحِ انقلاب ص:۲۲۰، ج:۳۔ التبلیغ ج:۵، ص:۴۵)

ظلم وزیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے دریافت کیا گیا (اپنے ماتحتوں مثلاً بیوی اور) نوکر پر زبان سے ہاتھ سے سزا دینے میں زیادتی ہوجاتی ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے، کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔

فرمایا: بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا یا اتنا ماروں گا پھر اس کا التزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہوجائے۔ (حسن العزیز، ص:۳۵۱)

آسان علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں، جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزا دینی چاہئے۔ (دعوات عدیت، ج:۱۹، ص:۱۱۹)

اگر غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے

اگر کسی کو کسی پر بہت غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ اس کے سامنے سے ہٹ

جائے یا اسے ہٹا دے۔ اور ٹھنڈا پانی پی لے۔ اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہمارے اُوپر ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہئے کہ اس کی غلطی سے درگذر کریں۔ ورنہ اگر حق تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔ (ملوظت جدید ملفوظت، ص:٦)

۔ غصہ کا علاج

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پہلوان کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا پہلوان وہ ہے جو کشتی لڑے۔ فرمایا: نہیں۔ بڑا پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس پر غصہ کے وقت قابو رکھے۔ (الحدیث)

غصہ میں جوش پیدا ہونا طبعی امر ہے اس میں ملامت نہیں، مگر انسان کو خدا تعالیٰ نے اختیار بھی دیا ہے۔ اس کو روکنا چاہئے۔

۱۔ حضرت ابووائل نے روایت کیا ہے کہ ہم عروہ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے، عروہ کو کسی بات پر غصہ آ گیا۔ ابووائل کہتے ہیں کہ انہوں نے فوراً پانی منگا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ میرے باپ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے: اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خَلَقٌ مِنَ النَّارِ یعنی غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہے۔

دیکھئے! غصہ کے وقت حرارت ہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، چہرہ کیسا سُرخ ہوتا ہے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں یہ سب آگ ہی کے فعل ہیں، چنانچہ شیطان سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے جسم میں تو کہاں رہتا ہے۔ کہا انسان جس وقت خوش ہوتا ہے اس کے دل میں ہوتا ہوں اور جب غصہ ہوتا ہے تو سر کے اُوپر ہوتا ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کا جو علاج تجویز فرمایا وہ اس کا پورا مقابل ہے یعنی یہ تعلیم فرمایا کہ غصہ کے وقت وضو کرو۔ صرف اعضاء کا دھونا کافی نہیں بتایا، اس واسطے کہ صرف نار نہیں، بلکہ شیطان کا اثر ہے جو نار سے مخلوق ہے۔ تو نار کا مقابل پانی اور شیطان کی شیطانیت کا خلاصہ کبر ہے۔ تو علاج کے لئے وہ فعل تجویز فرمایا جو نار کا بھی مقابل ہے اور کبر کا بھی مقابل ہے یعنی عبادت اور وہ

فعل وضو ہے۔ اور وضو عبادت ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں تقرب الی اللہ کو جب انسان کو حق تعالٰی سے تقرب ہوگا تو ظاہر ہے کہ شیطان سے بُعد (دوری) ہوگا بلکہ شیطان خود وہاں نہ ٹھہر سکے گا۔ اور اس کو دور بھاگنا پڑے گا۔ (غوائل الغضب)

دوسرا علاج

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں جب کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر اس سے غصہ نہ جائے تو لیٹ جائے۔ یقین کامل ہے کہ اس سے آگے کسی تدبیر کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ جب آدمی کھڑا ہوتا ہے تو زمین سے اس کے جسم کو بعد (دوری) ہوتا ہے اور بیٹھنے میں زمین سے قُرب ہوجاتا ہے۔ اور لیٹنے میں اس سے بھی زیادہ زمین سے مل جاتا ہے اور زمین کی طبیعت میں حق تعالٰی نے عاجزی رکھی ہے۔ اور وہ عاجزی آدمی پر اثر کر جاتی ہے۔ اور عاجزی غصہ اور تکبر کی ضد ہے۔ تو گویا یہ علاج بالضد ہوا۔ (ایضاً)

تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ غصہ میں بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ ایسی ہیئت بنائے کہ مارنا پکڑنا، کوٹنا آسان ہوجائے۔ مثلاً اگر لیٹے ہوئے کو غصہ آئے تو بے اختیار اُٹھ جاتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ غصہ ہو تو کھڑا ہوجاتا ہے۔ تو غصہ کا طبعی مقتضیٰ یہ ہے کہ آدمی لیٹا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو کھڑا ہوجائے۔ تو یہ تعلیم عین فطری تعلیم ہوئی کہ غصہ میں اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔

تیسرا علاج

دو صحابی تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کو غصہ آگیا۔ اور دونوں میں سے کوئی خاموش نہ ہوتا تھا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا اس کو پڑھ لے تو ابھی (یعنی فوراً) غصہ جاتا رہے۔ اور وہ کلمہ ''اعوذ باللہ'' ہے۔

چوتھا علاج

علماء نے غصہ کا ایک علاج یہ بتلایا ہے کہ اس جگہ سے علیحدہ ہوجائے۔

ظاہر ہے کہ جب دوسری جگہ چلا جائے گا تو نہ وہ شخص موجود ہوگا جس پر غصہ آیا نہ وہ اسباب موجود ہوں گے جو غصہ کا سبب ہوئے تھے۔ غصہ خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا۔

پانچواں علاج

جس کو غصہ زیادہ ہو اس کا ایک علاج یہ ہے کہ ایک کاغذ پر یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ لگا دے کہ اس پر ضرور نظر پڑتی رہے وہ عبارت یہ ہے: ''خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے کہ جتنی تجھ کو اس پر ہے''۔ غصہ جب ہی آتا ہے جب دوسرے کو اپنے سے کمزور پاتا ہے اور جب دوسرا زبردست ہو تو غصہ نہیں آتا۔ بلکہ اگر تیسرا بھی زبردست اور بڑا موجود ہو اس کے سامنے بھی غصہ نہیں آتا۔

جب اس طرح عبارت کو دیکھ کر قوی کا استحضار ہوگا۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت ذہن میں گزرے گی، بس پھر غصہ کا نام کہاں۔ (غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت، ص:۱۱۲ تا ۱۲۸)

ایسا گر جس سے میاں بیوی میں کبھی لڑائی نہ ہو

حضرت لقمان علیہ السلام نے جو حکیم تو سب کے نزدیک ہیں اور بعض کے نزدیک پیغمبر بھی ہیں۔ ایک باغ میں نوکری کر لی تھی۔ باغ کا مالک آیا اور ان سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا یہ بے تکلف بکر بکر کھاتے رہے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں یہ سمجھا کہ ککڑی نہایت لذیز ہے ایک پھانک ٹکڑا اپنے منہ میں رکھ لیا تو وہ کڑوی زہر تھی، فوراً تھوک دیا اور بہت منہ بنایا۔ پھر کہا اے لقمان! تم اس ککڑی کو بڑے مزے سے کھا رہے ہو یہ تو کڑوی زہر ہے۔ کہا جی ہاں کڑوی تو ہے۔ کہا کہ پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے؟ کہا کہ میں کیا کہتا مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں دفعہ مٹھائی کھائی ہے اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں۔

یہ ایسا اُصول ہے کہ اگر اس کو میاں بیوی دونوں یاد رکھیں تو کبھی لڑائی جھگڑا نہ ہو اور کوئی بدمزگی نہ پیش آئے۔

بیوی یاد کرے کہ میاں نے ہزاروں طرح کے میرے ناز اُٹھائے ہیں ایک دفعہ سختی کی تو کوئی بات نہیں۔ اور خاوند خیال کرے کہ بیوی ہزاروں قسم کی میری خدمتیں کرتی ہے ایک بات طبیعت کے خلاف ہی سہی۔ (التبلیغ، ج:۷، ص:۱۵۴)

صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہونے پر ناراضگی اور غصہ

بعض مردوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بیوی سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کمبخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ سو اول تو اس میں اس بیچاری کی کیا خطا ہے دوسرے یہ ناگواری کی بات بھی نہیں۔

آپ کو خوب یاد ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا (جس کا قصہ قرآن پاک میں سورۂ کہف میں مذکور ہے) اس کے لئے اور اس کے والدین کے لئے مصلحت بھی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی دی تھی جس کی اولاد میں انبیاء ہوئے۔ تو بتلایئے اگر آپ کو لڑکا ہوتا اور وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ وہ لڑکا تھا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا تو آپ کیا کر لیتے۔ خدا کی بڑی مصلحت ہے کہ اس نے آپ کو لڑکیاں ہی لڑکیاں دیں کیونکہ عموماً لڑکیاں خاندان کو بدنام نہیں کیا کرتیں۔ اور والدین کی اطاعت بھی خوب کیا کرتی ہیں۔ اور لڑکے تو آج کل ایسے خود سر (آزاد) ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ ان کے ہونے سے تو نہ ہونا ہی بھلا تھا۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ کچھ بھی اولاد نہ دیں نہ لڑکی نہ لڑکا اس کے لئے یہی مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ بندوں کی مصلحتوں کو ان سے زیادہ جانتے ہیں دیکھئے آج ایک شخص بے فکری سے دین کے کام میں لگا ہوا ہے کیونکہ اس کے اولاد نہیں، اب اگر اس کے اولاد ہو جائے تو کیا خبر ہے اس وقت یہ بے فکری رہے یا نہ رہے۔ اولاد کے ساتھ ہزاروں فکریں لگی ہوئی ہیں۔ آج کسی کے کان میں درد ہے، کسی کے پیٹ میں درد ہے۔ کوئی گر پڑا کوئی گم ہو گیا ہے اور ماں باپ پریشان ہیں تو ممکن ہے خدا نے اس کو اسی لئے اولاد نہ دی ہو کہ وہ اس کو آزاد رکھنا چاہتے ہوں۔

واقعی بچوں کے ساتھ قسم قسم کے رنج وافکار ہوتے ہیں اور جب وہ سیانے ہوئے تو اگر صالح ہوئے تو خیر اور آج کل اس کی بہت کمی ہے۔ ورنہ پھر جیسا وہ ناک میں دم کرتے ہیں معلوم ہے۔ پھر ذرا وہ جوان ہوگئے تو ان کے نکاح کی فکر ہے۔ بڑی مصیبتوں سے نکاح بھی کردیا۔تو اب یہ غم ہے کہ اولاد نہیں ہوتی۔ اللہ اللہ کرکے تعویذ گنڈوں اور دواؤں سے اولاد ہوئی تو بڑے میاں کی اتنی عمر ہوگئی کہ پوتے بھی جوان ہوگئے۔ اب بچہ بات بات میں ان کو بے وقوف بناتا ہے۔ اور ان کی خدمت کرنے سے اکتاتا ہے اور بیٹے پوتے (سب ہی) منہ پر کوری کوری (کھری کھری) سناتے ہیں اور یہ بے چارے معذور ایک طرف پڑے ہیں اور ادھر ساس بہو کے جھگڑے نے بیٹے کی ماں کو تنگ کر رکھا ہے یہ اولاد کا پل ہے تو پھر خوامخواہ لوگ اس کی تمنائیں کرتے ہیں۔

بے اولادوں یعنی (جن کے لڑکے نہ ہوں) ان کو دنیا کو دیکھ کر تسلی کرلینا چاہئے کہ جن کے اولاد ہے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔

اور اگر اس سے بھی تسلی نہ ہوتو یہ سمجھ لے کہ جو خدا کو منظور ہے وہی میرے واسطے خیر ہے۔ نہ معلوم اولاد ہوتی تو کیسی ہوتی۔ اور یہ بھی نہ کرسکے تو کم از کم یہ تو سمجھے کہ اولاد نہ ہونے میں بیوی کی کیا خطا ہے۔ (حقوق البیت، ص:۳۵ تا ۳۸)

طلاق اور خلع کے احکام

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بُو حرام ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُری چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: معاذ! اللہ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان

میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی غلام کا آزاد کرانا ہے۔ اور سب سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ طلاق ہے۔ (دارِ قطنی، مشکوٰۃ)

طلاق کو مذاق یا کھیل نہ سمجھیں، پہلے یہ سمجھ لیں کہ لفظ ''طلاق'' یا ''چھوڑ دیا'' نکاح کو ختم کرنے کے لئے بنایا گیا ہے، لہٰذا انتہائی غصہ وناراضگی اور آپس کی لڑائی میں بھی ہوش وعقل کو قابو میں رکھیں ایسا نہ ہو کہ منہ سے غلط لفظ نکال کر ہمیشہ کی پشیمانی میں مبتلا ہو جائیں۔

ایسی نااتفاقی کہ نباہ کی کوئی صورت نہ ہوتو طلاق دینا ہی مصلحت ہے

بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے: بعض لوگ تو طلاق دینے کو اس قدر عیب اور عار کی بات سمجھتے ہیں کہ خواہ کیسی ہی مصلحت وضرورت ہو اور خواہ زوجین (میاں بیوی) میں کتنی ہی نااتفاقی ہو جس کی وجہ سے کوئی ایک (شوہر یا بیوی) یا دونوں حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہوں (کوتاہی کرتے ہوں) اور خواہ بیوی میں کسی درجہ کی بد دینی ہو جس کی اصلاح شوہر کی قدرت سے خارج ہو گئی ہو۔

فقہاء کرام نے عورت کے موذی یا بالکلیہ تارکِ صلوٰۃ ہونے کی صورت میں طلاق کو مستحب قرار دیا ہے اور مرد کی طرف سے عورت کے حقوق ادا نہ ہوسکنے کی صورت میں طلاق دینے کو واجب کہا ہے۔ کما فی رد المحتار۔

الا یہ کہ بیوی اپنے حقوق معاف کردے تو پھر واجب نہیں، ورنہ واجب ہے۔ (اصلاحِ انقلاب، ج۲، ص:۱۵)

مگر پھر بھی خاندانی وضع (اور شرافت) کے خلاف ہونے کے خیال سے لوگ اس کو گوارہ نہیں کرتے۔ اور عمر بھر اپنی زندگی یا بیوی کی زندگی تلخ کرتے ہیں۔ مصالح اور ضرورت کے وقت طلاق دینا مباح ہے بغیر مبغوضیت اور ناپسندیدگی کے کیونکہ بعض صورتوں میں جب استحباب یا وجوب ثابت ہے اور استحباب یا وجوب کا مبغوضیت ناپسندیدگی کے ساتھ جمع ہونا محال ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ۔

تم پر کوئی حرج نہیں کہ عورتوں کو (بوقتِ ضرورت) طلاق دیدو۔

اور حدیث رزین میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا پھر ان کے عرض کرنے پر طلاق نہیں دی۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح صحابہ سے بکثرت منقول ہے (ردالمحتار)

پھر علی الاطلاق اس کو مبغوض کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ یہ مبغوضیت (طلاق دینے کی ناپسندیدگی) اس صورت میں ہے جب کہ داعی معتد بہ (قابلِ اعتبار مجبوری) نہ ہو۔ اس وقت بے شک مکروہ ہے۔ (شامی۔ اصلاحِ انقلاب، ج:۲، ص:۱۶۰)

طلاق دینے کا مسنون طریقہ

طلاق دینا اللہ کے نزدیک بہت ناپسندیدہ اور بری بات ہے، لیکن جب طلاق دے گا تو ہو جائے گی، جب انسان نکاح کرے تو اسے ہر صورت میں نبھائے، عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی، لہٰذا اس کی طرف سے مزاج کے خلاف بات سنو تو برداشت کرو، جب میاں بیوی کی ناراضگی حد سے بڑھ جائے اور گھر آباد رکھنے کی صورت نہ رہے اور اُس سے مرد نے علیحدگی کا پکا ارادہ کرلیا ہو یا عورت خود طلاق مانگ رہی ہو تو آپ اسلام اور شریعت کے مطابق فیصلہ کریں۔

لہٰذا خوب یاد رکھیں طلاق دینا جب آپ ضروری سمجھتے ہیں تو پاکی کی حالت میں صرف ایک ہی طلاق دیں اور دو مردوں کو گواہ کرلیں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالیں، تین طلاقیں ہرگز نہ دیں، ہرگز نہ دیں، چاہے کوئی وکیل یا جج یا کنبے کا سربراہ بھی کہے اور نہ کسی وکیل کے بنائے ہوئے تین طلاق نامے پر دستخط کریں۔

اسی طرح عورت حاملہ ہو یا ناپاک حالت میں ہو یعنی ناپاکی کے دنوں میں طلاق نہ دیں یہ کام حرام ہے، گناہ ہے لیکن اگر طلاق دیں گے تو واقع ہوجائے گی۔ یاد رکھیں! ایک طلاق سے بھی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ جب تک تین طلاق نہ دیں عورت کو طلاق نہیں ہوتی یا وہ نکاح سے باہر نہیں ہوتی، یہ غلط ہے اور اسلام سے ناواقفیت ہے۔

ایک طلاق کے بعد عورت عدت گزار کر کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے اگر اپنے سابق شوہر کے ساتھ رہنا چاہے تو عدت کے اندر رجوع یا عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے پھر اگر اس مرد نے دوسرے نکاح کے بعد طلاق دی تو جملہ دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی یعنی پہلی دی ہوئی طلاق باقی ہے رُجوع کرنے یا نکاح دوبارہ کرنے سے ختم نہ ہوگی۔

تین طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے لیکن دے دیں تو واقع ہو جائیں گی جیسے کسی کو قتل کرنا حرام ہے، لیکن قتل کرے گا تو انسان مرجائے گا، تین طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی، جب تک حلالہ شرعیہ نہ ہو جائے یہ شوہر کے لئے اسلام نے سزا رکھی ہے کہ اس نے اسلامی طریقے سے نکاح کیا اور نکاح ختم کرنے کے لئے اسلامی طریقہ نہ اپنایا بلکہ شیطان کو خوش کیا اور اپنے غصے کو قابو میں نہ رکھا یا غلط لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا۔

عورت سے نکاح جب تک قائم ہے بیوی ہے جب نکاح ختم ہو جائے تو بیوی نہ رہی وہ اپنی پسند سے جس سے چاہے شرعاً شادی کر سکتی ہے اور اسلام میں عورت پر کوئی عار نہیں نہ بری بات ہے، لیکن تین طلاق کے بعد شوہر کے پاس پڑے رہنا برداشت کرنا حرام اور بُری بات ہے۔

بعض حضرات کو معلوم نہیں جوش اور غصے میں آ کر کہہ دیتے ہیں تجھے چھوڑ دیا یا آزاد کر دیا اس سے بھی طلاق ہو جاتی ہے یا شرط سے کہا، مثلاً یہ کام اتنے عرصے میں نہیں کیا تو تجھے طلاق ہے یا کہا اتنی رقم ایک ماہ تک یا اتنی عرصے میں نہیں لائے گی تو تجھے طلاق اگر وہ کام نہ کر سکی یا اس نے نہیں کیا اور وقت گزر گیا تو طلاق ہو جائے گی۔

سوال: کیا تین طلاقیں ایک مجلس میں دینے سے ایک شمار ہوگی؟

جواب: تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی چاہے ایک مجلس میں تین طلاق دے یا الگ الگ مجلس میں دے تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی، تین طلاق تین

الگ الگ جگہ دینے سے تین شمار ہوتی ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تین طلاقیں ایک نشست میں دینے کے بارے میں کچھ لوگ اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں ایک شمار ہوگی یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ (قرآن پاک، پارہ ۲، رکوع ۱۳) میں ہے مرد کو دو مرتبہ رجوع کا حق ہے تین دے دی اب رجوع کا حق ختم ہوگیا جب تک عورت دوسرے مرد سے شادی نہ کرے۔

بخاری شریف جلد دوم کتاب طلاق میں ہے کہ ایک عورت کو اس کے مرد نے تین طلاقیں دے دیں، عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کے بعد پہلے مرد کے پاس آنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا یہاں تک کہ نیا مرد و عورت ایک دوسرے کا مزہ نہ چکھ لیں۔

جو تین طلاق کو ایک شمار کر کے مرد و عورت کو ایک ساتھ رہنے کا حکم سناتے ہیں بہت بڑی غلطی پر ہیں خود بھی گناہ گار ہیں اور تمام لوگوں کا گناہ اپنے سر لے رہے ہیں، تین طلاق دینے کے بعد مرد اور عورت جو باہم ساتھ زندگی گزاریں گے وہ زنا اور گناہ میں گزرے گی بعد میں ہونے والی اولاد ولد الزنا ہوگی باپ سے نسب بھی ثابت نہ ہوگا، ایسے گروہ جو غلط مشورہ اور فتویٰ دیتے ہیں وہ نہ دینی خدمت کرتے ہیں نہ دنیاوی خدمت۔

کیا ایک مجلس میں چار رکعت نماز ایک شمار ہوتی ہے؟ جب نمازیں ایک مجلس میں جتنی پڑھی جائیں اتنی ہی شمار ہوتی ہیں تو تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک کیسے شمار ہوں گی؟ ایک شمار کرنا سراسر عقل کے بھی خلاف ہے۔

اولاد ہونے کے چند مفید اور آسان عملیات

۱۔ اَلْبَارِئُ اَلْمُصَوِّرُ کا بکثرت ذکر کرنے یعنی اُٹھتے بیٹھتے پڑھنے سے صنائع عجیبہ کا ایجاد آسان ہوگا۔

اور اگر بانجھ عورت (جس کے اولاد نہ ہوتی ہو) سات روز تک روزہ رکھے اور پانی سے افطار کرے۔ اور افطار کے بعد اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے تو ان شاء اللہ حمل قرار پائے گا۔

۲۔ اَوْ كَظُلُمَاتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔

چالیس لونگوں پر سات بار اس آیت کو پڑھے اور حیض کے غسل سے فراغت کے بعد روزانہ ایک لونگ کھائے۔ اور لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیئے۔ اور ان دنوں میں اس کا زوج اس سے صحبت کرتا رہے۔

۳۔ بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر گلاب اور زعفران سے یہ آیت لکھے پھر تعویذ کو گردن میں باندھ دے وہ آیت یہ ہے:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (اعمالِ قرآنی ۷۰۔۶۹)

حفاظتِ حمل

۱۔ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ۔

حفاظتِ حمل کے لئے مفید ہے۔ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے اور اللہ سے دعا کیا کرے۔

۲۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۔

اگر حمل گر جانے کا خوف ہو یا حمل نہ ٹھہرتا ہو تو یہ آیت لکھ کر عورت کے رحم پر باندھے (اس طرح کے بے ادبی نہ ہو) ان شاء اللہ تعالیٰ حمل محفوظ رہے گا۔ اور اگر ٹھہرتا نہ ہو تو قرار پائے گا۔ (اعمالِ قرآنی ص:۷۰)

ولادت کے وقت کے شرعی احکام

بچے کے کان میں اذان

روایت ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہئے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ (زاد المعاد، طبرانی)

تحنیک

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں ڈالا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بچے لائے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر وبرکت کی دعا فرمائے۔ (مسلم، بخاری، ترمذی)

اچھے نام کی تجویز

بچے کے لئے اچھا نام تجویز کرنا چاہئے۔ جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظِ ''عبد'' لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ عبدالرحمٰن وغیرہ۔ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہئے۔ یا کوئی اور نام جو معنوی اعتبار سے بہتر ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

بچہ کی پہلی تعلیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الہ الا اللہ سکھا دو۔ پھر مت پرواہ کرو کہ کب مرے۔ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم کرو۔ (ابنِ سنی، ترمذی، زاد المعاد)

تعویذِ حفاظت

بچہ کی حفاظت کے لئے نظرِ بد اور ہر قسم کی آفت وبلا دکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے:

اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ ومن شر کل عین لامۃ۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کرے۔ یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ (حصنِ حصین، ترمذی)

عقیقہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زاد المعاد)

مسئلہ:

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو پھر جب چاہے کرسکتا ہے ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا۔ اور فرمایا فاطمہ! اس کا سر منڈوا دو۔ اور اس کے بال کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔ (زاد المعاد)

مسئلہ:

عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ:

عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ:

اگر کسی کے پاس گنجائش نہیں، اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی زیور)

ختنہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ سمجھ دار نہ ہو جاتا۔

اور امام حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (زاد المعاد)

اولاد کی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے:

اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لئے اپنی ساری کوشش وقف کر دیجئے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہ کیجئے۔ یہ آپ کی دینی ذمہ داری بھی ہے، اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی بھی۔ قرآن میں ہے:

ترجمہ ”مومنو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے“۔

اور جہنم کی آگ سے واحد بچنے کا راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے بہرہ مند ہوں۔ اور اس کی زندگی خدا اور رسول ؐ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزر رہی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوۃ)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے۔ دوسرا یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے۔ جس

سے لوگ فائدہ اٹھائیں تیسرا صالح اولاد جو باپ کے لئے دعا کرتی رہے۔ (مسلم)

دراصل صالح اولاد ہی آپ کے بعد آپ کے تہذیبی روایت دینی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور مومن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لئے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز سکھایئے نماز پڑھنے کی تلقین کیجئے اور اپنے ساتھ مسجد لے جا کر شوق پیدا کیجئے اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز میں کوتاہی کریں تو انہیں مناسب سزا بھی دیجئے اور اپنے قول و عمل سے ان پر یہ واضح کر دیجئے کہ نماز کی کوتاہی کو آپ برداشت نہ کر سکے کریں گے۔تاکہ وہ اس میں کوتاہی نہ کریں اسی طرح ٹی وی، وی سی آر، گانے، ڈرامے، Games وغیرہ خرافات سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے آپ سے قیامت کے دن ان کے اعمال سے متعلق سوال ہوگا اگر آپ نے ان کو نہ روکا تو آپ گناہ میں برابر کے شریک رہیں گے اور دنیا میں بھی ان کے گناہوں کا وبال آپ پر پڑے گا نیز قیامت کے دن گناہ گار اولاد اپنے ماں باپ سے سوال کریں گے کہ آپ نے ہماری مقدرہ روزی کی تو فکر کی مگر آخرت اور دین کی فکر نہ کی اس موقع پر افسوس اور پچھتاوے کا فائدہ نہ ہوگا خدارا ماں باپ اپنی عقل کی آنکھیں کھول کر اس علمیہ کی اصلاح کریں اور معاشرے کو بے دین نوجوانوں سے پاک کریں تاکہ عذابِ الٰہی ٹلے اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اللہ تعالیٰ پوری امتِ مسلمہ کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

نیک اولاد درجات کی بلندی کا باعث ہے

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آخرت میں پہنچے گا تو اپنے لئے بہت زیادہ اجر وثواب اور درجات دیکھے گا، وہ حیران ہوگا کہ میں نے تو اتنے نیک کام نہیں کئے تھے، میرے لئے یہ کہاں سے اتنے درجات اور اتنی نیکیاں آگئیں اور خلافِ توقع اتنے انعامات کہاں سے آگئے؟ اس کو بتایا جائے گا کہ تمھارے انتقال کے بعد تمھاری اولاد تمھارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی تھی، اس کی بدولت یہ سب

کچھ تجھے ملا ہے۔

اور اولاد نکاح کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، تو نکاح کتنی بڑی عبادت اور نعمت ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان آخرت میں بہت سے اجر وثواب کو حاصل کرسکتا ہے۔

نیک اولاد اور ایصالِ ثواب

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ انھوں نے اس دنیا سے جانے کے بعد اور قیامت کے آنے سے پہلے پہلے ایصالِ ثواب کا ایسا بہترین ذریعہ رکھا ہے کہ اگر کوئی دنیا سے خالی ہاتھ چلا بھی گیا ہو اور اس کے ساتھ زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ نہ بھی گیا ہو،لیکن اس نے اپنے پیچھے نیک اور صالح اولاد چھوڑی ہو اور نیک دوست احباب اور نیک عزیز واقارب چھوڑے ہوں تو ان کی دعاؤں اور ایصالِ ثواب اور ان کے صدقہ وخیرات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کو عالمِ برزخ میں نعمتوں سے مالا مال فرمائیں گے اور اس میں نیک اولاد کو زیادہ دخل ہے اور تو سب بھول ہی جاتے ہیں لیکن عام طور پر نیک اولاد نہیں بھولتی، چاہے وہ خود بھی بوڑھی ہوجائے۔

آخری بات

اب اولاد کے جسمانی پرورش سے متعلق کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

نوزائیدہ بچوں کی خوراک

جدید تحقیق پر مبنی معلومات سے بھرپور مضمون جس میں خواتین کے ان گنت سوالات کے شافی جوابات ہیں۔ (ڈاکٹر اعجاز احمد، ماہرِ امراض بچگان)

اللہ تعالیٰ نے انسان اور ہر دودھ دینے والے جانور میں نوزائیدہ بچے کو اعلیٰ ترین غذا پہنچانے کا عجیب وغریب انتظام کر رکھا ہے۔ جوں جوں وضع حمل کے دن قریب آتے ہیں، نوزائیدہ بچے کی غذا کے لئے دودھ پیدا کرنے والا نظام حرکت میں آنے لگتا ہے۔ چھاتیاں بڑھ جاتی ہیں، دودھ پیدا کرنے والے غدود بڑے ہوکر دودھ پیدا کرنے لگتے ہیں۔

بچہ جب وضع حمل کے خوفناک مرحلے سے صحیح سلامت بچتا ہے تو ماں اپنی ممتا نچھاور کرنے تیار بیٹھی ہوتی ہے۔ بچہ پیدائش کے فوراً بعد کچھ گھنٹوں سے دو دن تک پیدائش کے نازک مرحلہ کی جسمانی تکالیف رفع کرنے کے لئے آرام کرنا پسند کرتا ہے۔ بچے کا سوجانا ایک فطری عمل ہے، لیکن ناسمجھ مائیں اور کم علم نانیاں، دادیاں فکر مند ہوجاتی ہیں کہ بچے کو دودھ کی طلب کیوں نہیں؟ دراصل ماں کی چھاتیوں میں دودھ بہت ہوتا ہے، دودھ کی زیادتی کی وجہ سے چھاتیوں میں درد اور کھچاؤ پیدا ہوتا ہے جو تکلیف دہ بھی ہوسکتا ہے۔ جب بچہ مناسب آرام کرلے تو ماں کی چھاتیوں سے لگائیں۔ عین ممکن ہے کہ ابتداء میں چند گھنٹوں سے (چند گھنٹوں سے چند دن تک) دودھ نہ اُترے اس صورت میں بچے کو سادہ پانی یا نمکول (اوآر ایس) یا سادہ الائچی، پودینہ کا ابلا ہوا چینی ملا پانی پلائیں اور دودھ اُترنے تک روزانہ دیں، فیڈر یا بوتل استعمال نہ کریں، پیالی اور چمچ استعمال کریں ورنہ بچہ ماں کی چھاتی کے نپل کی خداداد پہچان بھول جائے گا۔ فیڈر کے بعد جب اسے غذا کے لئے ماں کی چھاتی سے لگایا جائے گا تو وہ نپل کو منہ سے پکڑنے اور دودھ چوسنے کے عمل کی کنفیوژن (Confusion) میں مبتلا ہونے سے قدرتی غذا حاصل نہ کرسکے گا اور اللہ کی نعمت سے محروم رہے گا۔ یہ ایک بڑی عام غلطی ہے جو مائیں، نانیاں اور دادیاں کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مادہ کے اندر دودھ پیدا کرنے کا جو خود کار نظام پیدا کیا ہے وہ ہرگز بلا مقصد نہیں۔ ایک مقصد تو ہر کوئی جانتا ہے یعنی غذا کی فراہمی لیکن اللہ کا یہ نظام کہیں بڑھ کر ہے اور بے شمار پہلو لئے ہوئے ہے۔

۱۔ ماں اور بچے میں لمس کے ذریعے اُنس، محبت اور یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ بچہ ماں کی خوشبو کو پہچانتا ہے اور اس سے جسمانی اور روحانی فرحت حاصل کرتا ہے۔ اس کے دل میں ماں کے لئے شدید محبت پیدا ہوتی ہے اور بعینہٖ یہ بات ماں میں پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ پہلے چند دن کا دودھ انتہائی گاڑھا اور ہلکا زردی مائل ہوتا ہے

اسے ڈاکٹری زبان میں کولاسٹرم (Colastram) کہتے ہیں۔ اس کے فوائد بہت سارے ہیں اور جوں جوں سائنس کا علم ترقی کر رہا ہے نئی، حیران کن دریافتیں سامنے آرہی ہیں۔ چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱۔ بچے کو اعلیٰ ترین غذا رقم خرچ بغیر حاصل ہو جاتی ہے۔ غریب والدین دودھ کے لئے زیر بار نہیں ہوتے، یہ ایک بڑی بچت ہے۔

۲۔ ماں جن جان لیوا بیماریوں سے اپنی زندگی میں جانبر ہوئی ہو، ان تمام بیماریں کے خلاف قوتِ مدافعت نوزائیدہ بچے کو کولاسٹرم کے ذریعے حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جو مہنگے سے مہنگے ٹیکے یا دوائی سے میسر نہیں ہو سکتی۔ نوزائیدہ بچے کو اس حفاظتی نظام سے محروم کرنا انتہائی ظلم اور زیادتی والی بات ہے۔ جدید سائنس آج تک اس کا نعم البدل نہیں ڈھونڈ سکی اور نہ ہی ڈھونڈ سکے گی۔

۳۔ نوزائیدہ بچے کو جتنا گرم دودھ درکار ہوتا ہے، سو فیصد اسی حرارت پر چھاتی کا دودھ بچے کو ماں کے ذریعے حاصل ہو جاتا ہے۔

۴۔ جب نوزائیدہ بچہ ماں کا دودھ چوستا ہے تو اس عمل سے قدرت کا ایک اور پیچیدہ عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔ مختلف ہارمون ماں کے جسم سے نکلتے ہیں اور بڑھی ہوئی، پھیلی اور ڈھیلی ڈھالی بچہ دانی کو واپس قدرتی حالت میں لے آتے ہیں۔

۵۔ بچے کے ماں کا دودھ چوسنے کے عمل سے ایک اور پیچیدہ نظام حرکت میں آتا ہے، وہ حمل روکنے کا نظام ہے۔ یہ بھی مختلف ہارمون کی پیدائش سے تعلق رکھتا ہے جو دودھ چوسنے کے عمل سے بچے کی والدہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی کا خود کار نظام وجود میں آتا ہے۔

۶۔ جب بچے کو بھوک لگتی ہے تو وہ دودھ کے لئے پکارتا ہے لیکن ماں کے اندر خدا نے ایسا خود کار روحانی نظام پیدا کیا ہے کہ بچے کی طلب کے بغیر ماں کو از خود علم ہو جاتا ہے کہ بچے کو اب دودھ کی ضرورت ہے۔ کئی ماؤں کی دودھ بھری چھاتیوں میں ایک حس حرکت میں آتی ہے اور ماں کی چھاتیاں خود اسے بتلاتی

ہیں کہ بچہ بھوکا ہے۔

۷۔ نوزائیدہ بچے کی مرتکز (فوکس) کرنے کی صلاحیت صرف اتنی ہوتی ہے جتنا فاصلہ ماں کا دودھ چوستے ہوئے بچے کی آنکھوں اور ماں کے چہرے کے درمیان ہوتا ہے۔ اس خصوصی فاصلے سے کم یا زیادہ فاصلے پر بچہ ماں کو آنکھوں سے دیکھ کر پہچاننے سے قاصر رہتا ہے۔

۸۔ بچے کو اپنا دودھ پلانے والی مائیں خوفناک مرض، چھاتی کے کینسر سے بچی رہتی ہیں۔

چند ضروری باتیں اور احتیاطیں

۱۔ بچہ ایک وقت کی پوری غذا یعنی دودھ کی مقدار حاصل کرنے میں کم از کم آدھ گھنٹہ لیتا ہے۔ سو میں سے شاید دو یا تین بچے ہوں گے جو دودھ کی پوری مقدار دس پندرہ منٹ میں بلا وقفہ پوری کرلیتے ہوں۔ باقی ستانوے تا اٹھانوے فی صد بچے دودھ اس طرح پیتے ہیں کہ چند گھونٹ لئے اور سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد جاگے، چند گھونٹ لئے اور پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد جاگے، چند گھونٹ لئے اور پھر سو گئے۔ اس صورت حال میں ماں کو چاہئے کہ کان کی لو کے پیچھے گدگدی کرے، بچہ فوراً بیدار ہوکر دودھ چوسنا شروع کردے گا۔ ماں کے اس عمل سے بھی بچہ پچیس یا تیس منٹ میں ایک وقت کی خوراک کی پوری مقدار پیتا ہے۔

۲۔ جو بچہ دن کے بارہ تا چودہ گھنٹوں میں اپنی چوبیس گھنٹے کی غذا کی مقدار پوری طرح حاصل نہیں کرتا (ایسا ماں کی غلطی اور اناڑی پن کی وجہ سے ہوتا ہے) وہ لازماً رات کو بار بار جاگتا ہے اور دودھ مانگتا ہے۔ ماں کو چاہئے کہ وہ دن کے بارہ یا چودہ گھنٹوں میں چوبیس گھنٹے کی مقدار پوری کردے۔ اس صورت میں بچہ رات کے وقت دودھ کے لئے نہیں جاگے گا اور نہ ہی ماں کو جگائے گا۔ جو بچہ دن کے وقت اپنی چوبیس گھنٹے کی پوری غذا حاصل کرلیتا ہے وہ رات کو صرف پیشاب اور پاخانے کے لئے جاگتا ہے اور اگر بچے کا ہاضمہ درست ہو اور وہ اپنی ضرورت سو فیصد پوری کرچکا ہو تو رات کو پیشاب کے لئے تو بیدار ہوگا، پاخانہ کے لئے نہیں

کیونکہ پاخانے کی حاجت ہی نہ ہوگی۔

۳۔ رات کو بچے کے جاگنے کی ایک وجہ بیماری بھی ہوسکتی ہے۔ جو بچہ رات کو سونے کی عادت والا ہو، وہ اگر رات کو روتا ہے تو یقیناً کسی تکلیف یا بیماری کی وجہ سے روتا ہے اس صورت میں معالج سے رُجوع کرنا ضروری ہے۔

۴۔ جدید سائنس اور عملی تجربات نے ثابت کردیا ہے کہ جو بچے ماں کے دودھ سے محروم ہوتے ہیں، وہ بالغ ہونے پر یا اس سے قبل پریشان کن نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

۵۔ جدید سائنس اور عملی تجربات نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ماں کا دودھ پینے والے بچے ڈبے یا تازہ دودھ پینے والے بچوں کی نسبت زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ بھینس کا دودھ بالخصوص بچے کو کند ذہن اور سُست الوجود بناتا ہے۔

۶۔ ماں کا دودھ پینے والا بچہ اول تو بیمار ہی بہت کم ہوتا ہے، ار بیمار ہوبھی جائے تو قدرتی قوتِ مدافعت کی وجہ سے بہت جلد صحت یاب ہوجاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ڈبے یا جانور کا دودھ پینے والے بچے اکثر بیمار رہتے ہیں اور بیماری سے صحت یاب ہونے میں بہت زیادہ وقت لیتے ہیں۔ یہ نقصان ہے۔ اول بچہ ماں کے دودھ کے فرحت بخش نظام سے محروم رہتا ہے۔ دوم ڈاکٹروں کے پاس آنے جانے سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ سوم علاج معالجہ اور ڈاکٹر کی فیس اور مہنگی دواؤں پر پیسہ خرچ ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بچہ اینٹی بایوٹک ادویات کے استعمال سے نقصان دہ ذیلی اثرات میں مبتلا ہوجاتا ہے اور نئی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ بچوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر ان تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہیں اور علاج میں انتہائی زیادہ احتیاط کرتے ہیں۔ لیکن جعلی ڈاکٹر، عطائی حضرات اور سادہ ایم بی بی ایس تمام پہلوؤں کو نظر انداز کردیتے ہیں۔

۷۔ دودھ میں پانی ملاکر بچے کو پلانا انتہائی زیادتی والی بات ہے۔ بچے کو غذائی کمی ہوجاتی ہے اور وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے، عموماً سوکھے پن کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اگر بہت مجبوری کی وجہ سے صرف بھینس کا دودھ دستیاب ہو تو

تازہ دوہا ہوا دودھ ایک بڑے، ایک یا ڈیڑھ کلو کے گلاس میں ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس کے اُوپر جمی گاڑھی تہہ نکال دیں اور بقایا دودھ کو صرف ایک اُبال دے کر مناسب ڈھکن والے برتن میں ٹھنڈا کر کے ڈال دیں۔ بوقتِ ضرورت دودھ نکال کر بچے کو دیں۔ پانی ہرگز نہ ملائیں، جتنا زیادہ پانی ملائیں گی اسی نسبت سے دودھ کی غذائیت کم ہوجائے گی۔ بے زبان بچہ نہ آپ کو بتلا سکتا ہے اور نہ اس ظلم کے خلاف احتجاج کرسکتا ہے۔ جواباً اس کی نشوونما رُک جائے گی، وزن نہیں بڑھے گا، ہمیشہ بیمار رہے گا اور والدین علاج کے چکر میں پڑے رہیں گے۔

۸۔ بچے کو دودھ کون سا دیا جائے؟ اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ماں کا دودھ۔ اگر کسی مجبوری یا ناگزیر وجہ سے والدہ کا دودھ میسر نہ ہو تو گائے کا تازہ دودھ یا بکری کا تازہ دودھ پانی ملائے بغیر دیں۔ تازہ دودھ کو صرف ایک اُبال دے کر ڈھکن والے برتن میں ڈال دیں۔ بوقتِ ضرورت اس میں سے دودھ نکال کر نیم گرم کر کے پلائیں۔ کوشش کریں کہ فیڈر یا بوتل کا استعمال نہ ہو، چمچ یا چھوٹے گلاس سے بچے کو دودھ پلائیں۔ چند دنوں میں ہی وہ چمچ یا گلاس سے دودھ پینا سیکھ جائے گا۔ دودھ کے لئے فیڈر یا بوتل استعمال نہ کریں اور روتے بچے کو چپ کرانے کے لئے چوسنی کا استعمال بھی نہ کرائیں، یہ بھی نقصان دہ چیز ہے۔ چوسنی والے بچے کا ہاضمہ عموماً خراب رہتا ہے۔ لہٰذا خرابی کو دعوت کیوں دیں؟ پچاس سال قبل ہمارے ہاں چوسنی کو کوئی نہیں جانتا تھا، یہ چوسنی فیڈر اور بوتل کے ساتھ متعارف ہوئی تھی اور وباء کی طرح پھیل گئی۔

عزل یا نرودھ کا استعمال

ہمبستری کی حالت میں مرد یہ محسوس کرے کہ اب انزال قریب ہے اپنی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ سے نکال کر منی کو باہر نکال دے اسے عزل کہتے ہیں اس طرح کرنے میں عورت کی شرمگاہ میں منی نہیں پہنچتی اور حمل نہیں ٹھہرتا۔ یہی بات نرودھ (ربڑ کی تھیلی جو صحبت کے وقت مرد اپنی شرمگاہ پر چڑھا لیتا ہے) کے استعمال سے ہوتی ہے کہ منی اس ربڑ کی تھیلی میں رہنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ میں نہیں

جاتی اور حمل نہیں ٹھہرتا۔

منعِ حمل کے لئے جو صورت اس زمانہ میں معروف تھی اُسے عزل کہا جاتا تھا یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادّہ منویہ عورت کی رحم دانی میں نہ پہنچے خواہ مرد کوئی طریقہ کرے یا عورت کوئی تدبیر کرے۔

اس سلسلہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوالات کے جوابات کتابوں میں مذکور ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ.

ترجمہ: یعنی ہر نطفہ سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔

مطلب یہ ہے کہ جس مادۂ منویہ سے کسی بچہ کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے مقدر کردیا ہے وہ ضرور اپنے مستقر پر پہنچ کر حمل بنے گا۔ تم کتنی ہی تدبیریں اس کے خلاف کرو کامیاب نہ ہوسکو گے۔

دوسری ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری ایک باندی ہے وہی گھر کے سارے کام انجام دیتی ہے۔ میں اپنی جنسی ضروریات بھی اُس سے پوری کرتا ہوں مگر یہ چاہتا ہوں کہ حمل نہ ٹھہرے تاکہ گھر کے کاموں میں خلل نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهٗ سَيَأْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

ترجمہ: یعنی تمہارا دل یہی چاہتا ہے تو (اپنی باندی سے) عزل کرلو مگر یہ یاد رکھو کہ جو بچہ اس کے بطن سے پیدا ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا۔

کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص پھر حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا کہ میری باندی عزل کرنے کے باوجود حاملہ ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا

ہوں کہ جو بچہ پیدا ہونا مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (صحیح مسلم۔ ج:۱،ص:۴۶۵)

بلاشبہ اسلام کے تمام احکامات فطرت کے عین مطابق ہیں اور اس میں ہزاروں دینی و دنیوی فوائد و حکمتیں مضمر ہیں۔ چاہے انسان اپنی آسائشیں اور ذاتی فائدے کے لئے ان فطری احکامات سے کتنی ہی روگردانی اور تدبیریں اختیار کرے تقدیر کے آگے وہ کچھ نہیں کرسکتا۔

چنانچہ فرانس کے ماہرین کی ایک تحقیق اور سروے نے اس بات کی تائید کردی ہے کہ دو تہائی حمل روکنے کی کوشش کے باوجود ٹھہر جاتے ہیں اور ٹیبلٹ، کوائل، کنڈوم وغیرہ طریقہ کام نہیں آتا۔ تحقیق کے دوران ان لوگوں نے ایک ہزار چونتیس (۱۰۳۴) ایسی خواتین سے ایسے سوالات کئے جن کا آخری عمل غیر فطری تھا۔ ان عورتوں نے بتایا کہ ایک آدھ مرتبہ ٹیلبٹ کھانا بھول گئی تھی، کنڈم پھٹ گیا وغیرہ وغیرہ۔ (روزنامہ جنگ (لندن) مئی ۲۰۰۳)

ایک اور حدیث صحیح مسلم میں منقول ہے اور جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذٰلِکَ الْوَأْدُ الْخَفِیُّ وَهِیَ اِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ.

ترجمہ: یعنی یہ تو خفیہ طور پر اولاد کو زندہ درگور کردینے کے حکم میں ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۱،ص:۴۶۶)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ اس عمل کی ممانعت فرمائی ہے اور اسے قتل اولاد میں شامل کیا ہے۔ اس حدیث میں بعض الفاظ یہ بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما کنت اری مسلما بفعله.

ترجمہ: میں کبھی یہ گمان نہ کرتا تھا کہ مسلمان ایسا کرے گا۔ (ضبطِ ولادت۔ بحوالہ فتح القدیر)

مسئلہ یہ ہے کہ باندی (جو جہاد کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی) سے عزل

کرنا، اُس کی اجازت کے بغیر جائز ہے مگر منکوحہ سے بلا اجازت جائز نہیں۔ (سننِ ابنِ ماجہ۔ ص: ۱۴۰)

حضرت مولانا شاہ اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنی منکوحہ سے بلا اجازت عزل کرنا اس لئے جائز نہیں ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں منی گرنے سے عورت کو ایک خاص قسم کی جو لذت محسوس ہوتی ہے اس سے وہ محروم ہو جاتی ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ''ضبطِ ولادت'' میں اسی طرح کی اور بھی روایات بیان کر کے لکھا ہے کہ عزل کے سلسلہ میں جس قدر روایات نقل کی گئی ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی ہمت افزائی کہیں نہیں فرمائی بلکہ ناپسندیدگی اور فضول ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اس عمل کی کراہت حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاوروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ اسی طرح ابراہیم نخعیؒ، سالم بن عبداللہؒ، اسود بن یزیدؒ اور طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ عزل مکروہ ہے۔

عام فقہاءِ اُمت کا رُجحان بھی ان تمام روایاتِ حدیث دیکھنے کے بعد یہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر، ردّ المحتار اور احیاء العلوم وغیرہ میں مذکور ہے۔

البتہ عذر اور مجبوری کی حالت میں یہ کراہت باقی نہیں رہتی یعنی منعِ حمل کی صورتیں خواہ وہ عزل وغیرہ کی ہوں یا کسی دوا، انجکشن یا خارجی تدابیر کے ذریعہ ہو خاص خاص ضرورتوں کے تحت وقتی طور پر بقدرِ ضرورت ان کا استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً عورت اتنی کمزور ہے کہ حمل کا بوجھ تحمل نہیں کر سکتی یا چھوٹا بچہ جو موجود ہے اُس کی پرورش، رضاعت اور نشوونما میں ماں کے جلد حاملہ ہونے پر نقصان کا خطرہ ہے۔ اس قسم کی حالت میں وقفہ رکھنے کی خاطر منع حمل کی خارجی تدابیر اختیار کرنا چاہئے یا کسی دور دراز کے سفر میں ہونے پر تکلیف کا اندیشہ ہے یا کسی ایسے مقام پر ہے کہ جہاں پر زیادہ قیام ممکن نہیں یا زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہ ہونے سے علیحدگی کا قصد ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالات اور عذر ہونے پر اس قسم

کا عمل بلا کراہت جائز ہے مگر عذر رفع ہونے کے بعد جائز نہیں۔

حمل گرانے کا حکم

ضبطِ تولید اور اسقاطِ حمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: ضبطِ تولید اور اسقاطِ حمل دونوں کی مجموعی طور پر چار صورتیں ہیں۔

(۱) قطعِ نسل: یعنی کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس کی وجہ سے دائمی طور پر قوتِ تولید ختم ہو جائے۔

(۲) منعِ حمل: یعنی ایسی صورت اختیار کرنا کہ قوتِ تولید باقی رہتے ہوئے حمل قرار نہ پائے۔

(۳) حمل ٹھہر جانے کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے پہلے کسی ذریعہ سے اس کو ساقط کرنا۔

(۴) چار ماہ گزرنے کے بعد حمل گرانا۔

احکام: پہلی صورت بالاتفاق حرام ہے، خواہ اس میں کتنے ہی فوائد نظر آئیں اور خواہ اس کے دواعی بظاہر کتنے ہی قوی ہوں۔

اس سلسلہ میں مختلف موقع پر صحابہ کرامؓ نے الگ الگ حالات سامنے رکھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے تھے۔

کسی نے جہاد کی مشغولیت میں جنسی خواہش پوری کرنے کے موقع نہ ملنے کی بناء پر قوت مردی ختم کر دینے کی اجازت چاہی، کسی نے غریبی وافلاس کی بناء پر شادی کر کے بیوی کے حقوق ادا نہ کرسکنے کے خوف سے ہمیشہ کے لئے جنسی خواہش ختم کر دینے کی غرض سے خصی کرانے کی اجازت چاہی اور کسی نے عبادت وذکر اللہ کی مصروفیات میں حرج واقع ہونے کی بناء پر جنسی خواہش ختم کر دینے کی اجازت چاہی۔

اس قسم کے تمام سوالات کے جواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا یعنی کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے ہمیشہ کے لئے جنسی خواہش ختم ہو جائے اور تولید کی قابلیت باقی نہ رہے مطلق حرام اور ناجائز ہے۔ خواہ اس میں کتنے ہی فوائد نظر آئیں۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے

بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ "وَھُوَ مُحَرَّمٌ بِالْاِتِّفَاق" یعنی قطع نسل کا عمل بالاتفاق حرام ہے۔ (ماخوذ از ضبطِ ولادت)

دوسری صورت کے حکم میں تفصیل یہ ہے کہ بلا عذر یہ صورت اختیار کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور درج ذیل اعذار کی صورت میں بلاکراہت جائز ہے۔

(۱) عورت اتنی کمزور ہے کہ بارِ حمل کا تحمل نہیں کرسکتی۔

(۲) عورت اپنے وطن سے دور کسی ایسے مقام میں ہے جہاں اس کا مستقل قیام وقرار کا ارادہ نہیں اور سفر کسی ایسے ذریعہ سے ہے کہ اس میں مہینوں لگ جاتے ہوں۔

(۳) زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہ ہونے کی وجہ سے علیحدگی کا قصد ہے۔

(۴) پہلے سے موجودہ بچے کی صحت خراب ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

(۵) یہ خطرہ ہو کہ فسادِ زمان کی وجہ سے بچہ بداخلاق اور والدین کی رُسوائی کا سبب ہوگا۔

اگر کوئی ایسی غرض کے تحت حمل روکے جو اسلامی اُصول کے خلاف ہے تو اس کا عمل بالکل ناجائز ہوگا، مثلاً کثرتِ اولاد سے تنگی رزق کا خیال ہو یا یہ وہم ہو کہ بچی پیدا ہوگئی تو عار ہوگی۔

تیسری صورت بلا عذر ناجائز اور حرام ہے البتہ بعض اعذار کی وجہ سے اس کی گنجائش ہے، مثلاً:

(۱) حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہوگیا اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچے کی پرورش کا انتظام ناممکن یا متعذر ہو۔

(۲) کوئی دیندار، حاذق طبیب عورت کا معاینہ کرکے یہ کہہ دے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

چوتھی صورت مطلقاً حرام ہے، کسی بھی عذر سے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔
(احسن الفتاوٰی، ج:۸، ص:۳۴۷)

قال الشامی رحمه الله: یجوز لها سد فم الرحم کما تفعله النساء مخالفا لما بحثه فی البحر من انه ینبغی ان یکون حراما بغیر اذن الزوج قیاسا علی عزله بغیر اذنها لکن فی البزازیة ان له منع امرأته عن العزل الخ نعم النظر الی فساد الزمان بقید الجواز من الجانبین فما فی البحر مبنی علی ما هو اصل المذهب وما فی النهر علی ما قاله المشایخ۔ (شامیه مصری، باب نکاح الرقیق، ج:۲، ص:۳۹)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

شریعتِ اسلامیہ نے انسان کی طبعی اور فطری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نکاح کا پاکیزہ اُصول رکھا ہے، اسی طرح حصولِ اولاد کی فطری خواہش کی تکمیل کے لئے ازدواجی قانون کا نظام رکھ دیا ہے۔ انہیں اُصولوں کو بروئے کار لانے کے لئے غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ عورتوں سے زنا اور جنسی ملاپ خواہ ظاہراً یا خفیۃً رضا ورغبت سے ہو یا جبر واکراہ سے، اُجرت کے ساتھ ہو یا بغیر اُجرت حرام قرار دیا ہے اور اس کے لئے سخت سے سخت ترین سزا سو سو کوڑے یا رجم کی سزا رکھی ہے اور آخرت میں عذابِ جہنم کی وعید بھی ہے۔ اسی طرح لواطت اور اغلام بازی کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے، دنیا میں اس کے لئے زنا کی طرح کوڑے، قتل، سنگساری، پہاڑ کے اُوپر سے گرا کر ہلاک کردینے کی سزائیں رکھی ہیں، جہنم کے عذاب کی وعید الگ ہے۔

نیز یہ کہ ہر قسم کی بے حیائی اور عریانی وبے پردگی کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے، مقصد ان سارے احکام سے یہ ہے کہ انسان کی طبعی اور فطری ضرورت پوری کرنے کے لئے پاکیزہ معاشرہ میسر ہو اور اس کی ازلی شرافت اور پیدائشی کرامت بحال رہے۔ اُصولِ شریعت کے مطابق توالد وتناسل کا سلسلہ بھی یوں ہی چلتا رہے، لیکن انسان اگر مذکورہ اُصولِ شریعت اور حدودِ الٰہیہ کی پابندی نہیں کرتا اور جانوروں کی طرح آزادانہ طور پر ہر عورت سے جب چاہے جس طرح چاہے جنسی ملاپ قائم کرتا ہے اور طبعی اور فطری خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے یا حصولِ اولاد کے مقررہ اُصول سے ہٹ کر اپنی مرضی سے کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے تو یہ اپنے خالقِ کائنات

کے قانون سے کھلی بغاوت کرتا ہے اور محسن انسانیت آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ شخص صراطِ مستقیم سے نکل کر گمراہی اور شیطان کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ جنت کے راستہ کو چھوڑ کر جہنم کا راستہ اختیار کرتا ہے جوکہ انسان کے لئے ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دین وشریعت کا فہم عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی اُصولی طور پر دو صورتیں بنتی ہیں یا تو مرد کے مادۂ منویہ لے کر اسی مرد کی بیوی کے رحم میں غیر فطری طور پر پہنچایا جائے گا یا غیر مرد کا مادۂ منویہ کسی عورت کے رحم میں پہنچایا جائے گا دونوں کا حکم الگ الگ لکھا جاتا ہے:

۱۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی پیدائش غیر فطری طریقہ ہے جس میں مرد کے مادۂ منویہ اور اس کے جرثومے حاصل کر کے دوسری غیر منکوحہ عورت کے رحم میں غیر فطری طریقے سے ڈالے جاتے ہیں اور یہ جرثومے مدتِ حمل تک اس اجنبی عورت کے رحم میں پرورش پاتے ہیں اور مدتِ حمل پوری ہوجانے کے بعد جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو عورت کو مدتِ حمل کی بار برداری اور تکلیف اُٹھانے کی معقول اُجرت دے کر مرد بچہ لے لیتا ہے، اس طرح کی خواہش پوری کی جاتی ہے اور یہ ازروئے شرع ناجائز وحرام ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں حصولِ اولاد کے لئے دو ہی اُصول مقرر کردیئے ہیں کہ انسان اپنی منکوحہ بیوی سے فطری طریقہ سے جماع کرے اور ارادہ اولاد کی پیدائش کا کرے۔

﴿فالأن باشروهن وابتغوا ما كتب الله لكم﴾ (البقرة: ١٨٧)

''اور تم اپنی منکوحہ بیویوں سے جماع کرو اور ارادۂ اولاد کا کرو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھ رکھا ہے۔''

فطری طریقے سے تحصیلِ اولاد، اس سے کئی فائدہ ہیں ایک تو مرد اور بیوی دونوں کی فطری شہوت پوری ہوجائے گی، دونوں کی شرمگاہیں کسی غلط راستے میں مستعمل ہونے سے محفوظ ہوجائیں گی اور دونوں کی نگاہیں بھی اجنبی مرد اور عورت

سے پاک رہیں گی۔ اس لئے کہ فطرت کا تقاضہ ہے کہ مرد اور عورت فطرت کے طریقے سے خواہش پوری کریں، جب مرد غیر فطری طریقہ سے مادۂ منویہ نکالے گا تو عورت کی فطری خواہش باقی رہے گی تو وہ ضرور کسی غیر مرد سے اور غیر شرعی طریقے سے خواہش پوری کرنے کی کوشش کرے گی، یہ بہت بڑا دینی اور شرعی نقصان ہے اور اخلاقی ضرر ہے، دیگر یہ کہ مذکورہ بالا طریقۂ پیدائش میں یہ خرابیاں بھی ہیں:

۱۔ اولاد کے خواہش مند مرد نے جس اجنبی عورت کے رحم میں اپنا مادۂ منویہ کو ڈالا ہے وہ عورت اس کی منکوحہ یا مملوکہ نہیں ہے جب کہ قرآن وحدیث کی رو سے منکوحہ یا مملوکہ عورت کے سوا کسی بھی عورت کے رحم میں انسان اپنا مادۂ منویہ داخل نہیں کرسکتا خواہ فطری طریقہ پر ہو یا غیر فطری طریقہ پر یہ ایسا ہے کہ انسان اپنی (کھیت کی زمین) چھوڑ کر دوسری عورت (غیر مملوکہ زمین) میں کھیتی کرنے کی خواہش سے ہل چلاتا ہے یا بغیر ہل چلائے بیج ڈالتا ہو جس طرح غیر مملوکہ زمین میں کھیت وزراعت کے واسطے بیج ڈالنا جائز نہیں ہے بلکہ بے حیائی اور بے غیرتی کی بات ہے، اس طرح غیر منکوحہ یا دوسرے کی منکوحہ عورت کے رحم میں مادۂ منویہ (جوکہ نسل انسانی کا بیج ہے) کا ڈالنا جائز نہیں ہے بلکہ انتہائی درجہ بے غیرتی اور ذلت کی بات ہے۔

پھر یہ کہ نسل انسانی کی پیدائش کے واسطے شریعت نے عورت کے رحم کو کرائے یا اُجرت پر دینے یا لینے کا کوئی طریقہ نہیں رکھا۔ نہ ہی کسی عورت کو عاریت پر لینے یا دینے کی اجازت دی ہے بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اولاد کی خواہش پوری کرنے کے لئے شرعی اُصول کے مطابق کسی بے شوہر عورت سے نکاح کرلو، بلکہ حدیث میں ہے کہ زیادہ اولاد جننے والی عورت سے نکاح کرو، پھر اس سے فطری طریقہ سے مباشرت کرو اور فطری راستے سے نسل انسانی کا مادۂ منویہ عورت کے رحم میں پہنچاؤ اور مباشرت کرتے وقت دل میں اولاد کا ارادہ بھی کرو، اس ہدایت پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اگر چاہا تو اولاد کی خواہش پوری فرمادے گا اور اولادِ صالح پیدا ہوگی۔

غرض یہ کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مذکورہ طریقہ سے اجنبی عورت کے رحم

میں کسی اجنبی مرد کا مادۂ منویہ اور جرثومے داخل کرنا اور اولاد حاصل کرنے کی سعی کرنا قرآن وحدیث کی رُو سے جائز نہیں۔ اس سے قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص کی خلاف ورزی اور شریعت کے بے شمار اُصولوں سے انحراف اور اللہ ورسول اللہ ﷺ کے قانون سے بغاوت لازم آتی ہے، اس کے علاوہ بے شمار معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

مثلاً: (الف) جس اجنبی عورت کے رحم میں مرد کا مادۂ منویہ بذریعہ انجکشن یا پچکاری داخل کیا جائے گا خود مرد داخل کرے گا یا ڈاکٹر، تو ان کے سامنے بے حیائی کا مظاہرہ ہوگا، حفاظتِ شرمگاہ اور حفاظتِ نگاہ کی پابندی ختم ہوجائے گی، غیرت اور حمیت باقی نہیں رہے گی۔

(ب پھر پاکیزہ عورت اور اس کی شرمگاہ بکاؤ اور کرائے کا مال بن جائے گی جب اس کو ضرورت ہوگی اپنے عضو مخصوص کو ذریعۂ معاش بنائے گی یہ سلسلہ انسانی معاشرے میں بہت بڑے فساد کا ذریعہ ہوگا۔

(ج) پھر جب اولاد پیدا ہوگی اس کی نسل اور نسب قرآن وحدیث کے لحاظ سے اس مرد سے ثابت نہ ہوگا جس کا مادۂ منویہ عورت کے رحم میں ڈالا گیا ہے کیونکہ شریعت کے اُصول میں ثبوتِ نسب کے لئے عورت کا منکوحہ یا مملوکہ ہونا ضروری ہے اور یہ اجنبی عورت اولاد کے خواہشمند مرد کی منکوحہ یا مملوکہ نہیں ہے بلکہ یہ اجنبی عورت اگر کسی مرد کی منکوحہ ہے تو بچہ کا نسب اس عورت کے شوہر سے ثابت ہوجائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الولد للفراش وللعاهر الحجر. (مشكوة شريف: ص: ۲۸۸)

یعنی اولاد کی نسبت عورت کے شوہر کی طرف ہوگی اور زنا کرنے والوں کے لئے سنگسار کرنے کی سزا ہوگی۔

جس کا مطلب یہ ہوا جس کا فراش (بیوی) ہے بچہ اس کا ہوگا اور جس اجنبی مرد نے اجنبی عورت کے رحم میں اپنے مادۂ منویہ کو داخل کیا ہے اگر فطری طریقہ سے وطی کرکے داخل کیا ہے تو یہ عین زنا ہے اور غیر فطری طریقہ سے داخل کیا

ہے تو یہ اگرچہ عین زنا تو نہیں ہے لیکن حکمِ زنا میں ہے۔ اس لئے کہ کسی مرد کو اپنی منکوحہ یا مملوکہ عورت کے سوا دوسری عورت کے رحم میں مادۂ منویہ داخل کرنے کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں حدیث کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مرد کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنی منکوحہ یا مملوکہ عورت کے سوا کسی عورت کے رحم میں پانی ڈالے (یعنی مادۂ منویہ داخل کرے) اس لئے کہ اس سے جو بچہ ہوگا وہ منی کے جرثومے داخل کرنے والے کا نہ ہوگا بلکہ جس کی عورت ہے اسی مرد سے نسب ثابت ہوگا۔

لیکن وہ دوسری عورت اگر بے شوہر عورت ہے پھر بھی اجنبی مرد جس کے جرثومے سے بچہ پیدا ہوا ہے اس سے نسب ثابت نہ ہوگا بلکہ عورت ہی سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا یعنی بچہ کی نسبت عورت کی طرف کی جائے گی اور اجنبی مرد کی منی کا داخل کرنا چونکہ زنا کے حکم میں ہے، اس لئے زنا سے نسب کا ثبوت نہیں ہوگا، اس کی قانونی حیثیت ولد الزنا کی ہوگی۔

نیز چونکہ شرعاً کسی عورت کے رحم یا شرمگاہ کو عاریت یا اجارہ پر لینے کا کوئی جواز یا اس کا تصور اسلام میں نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالہ سے گزر چکا ہے، اس لئے کسی بھی صورت میں اولاد کے خواہش مند مرد کے جرثومے سے ہونے والے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہ ہوگا جب کہ مرد کے جرثومے اجنبی عورت کے رحم میں داخل کیے گئے ہوں۔

کتبِ فقہ میں تصریح ہے:

وینسب ولد الزنا واللعان بجهة الأم مما قدمنا انه لا أب له. (رد المختار: ج:۵، ص: ۷۰)

کہ ولد الزنا اور ولد اللعان کو ماں کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ ہم نے اس سے قبل لکھا ہے کہ ان کا باپ نہیں ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ زانی زنا کر کے جو جرثومے مزنیہ کے رحم میں داخل کرتا ہے گویا غیر اصولی اور غیر قانونی طور پر داخل کرنے کی وجہ سے شریعت نے

زانی کے جرثومے کو کوئی حیثیت نہیں دی، اسے بے قیمت اور کالعدم قرار دیا ہے۔ اسی لئے نسب زانی سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ بچہ کی نسبت شرعاً ماں کی طرف ہوگی۔

اسی طرح لعان کے بعد کہ شوہر نے بیوی پر زنا کا دعویٰ کیا کوئی گواہ نہیں ہے اور دعویٰ پر اس نے شرعی طریقہ سے عدالت میں قسم کھا کر کہا کہ اس کی بیوی نے زنا کیا ہے، ہونے والا بچہ یا حمل اس کا نہیں ہے تو اس صورت میں لعان کے بعد ہونے والے بچہ کو ولد اللعان کہا جائے گا، اس کی نسبت ماں کی طرف ہوگی نہ کہ باپ کی طرف، اس کو وراثت ماں سے ملے گی۔ اجنبی مرد جس کے جرثومے تھے اس سے کوئی وراثت نہیں ملے گی، اس طرح مذکورہ صورت میں بچہ کی نسبت بے شوہر عورت کی طرف ہوگی، اس اجنبی مرد کی طرف نہ ہوگی جس کے جرثومے عورت کے رحم میں داخل کیے گئے ہیں، اس طرح یہ بچہ معاشرہ میں معیوب اور مطعون بن کر رہے گا۔ اس کو دیکھتے ہی لوگوں کے ذہنوں میں غلط حرکتوں فحاشی پر مبنی جملہ افعال منتقل ہوجائیں گے جو کہ فسادِ معاشرہ کا ایک حصہ ہے۔

(د) اور اس طریقۂ ولادت سے یہ بھی نقصان ہوگا کہ مرد نے ایک صحیح النسب بچہ کی جگہ ایک ولد الزنا کو جنم دیا ہے گویا اس نے اپنی منی کے جرثوموں کو ضائع کیا ہے جن سے ولد الزنا پیدا ہوا ہے جب کہ ان جرثوموں کو اگر وہ منکوحہ عورت کے رحم میں داخل کرتا تو صحیح النسب بچہ پیدا ہوتا، اس سے صالح معاشرہ پیدا ہوتا، دنیا میں بھی عزت وشرافت والا نسب نصیب ہوتا، آخرت میں سرخروئی حاصل ہوتی جب کہ ولد الزنا کی خود دنیا میں رُسوائی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی جب کہ اسے باپ کی ولدیت کی جگہ کے نام سے پکارا جائے گا رُسوائی ہوگی، زانی کی رُسوائی تو ہے ہی۔

(ہ) اس جرثومے سے ہونے والے بچہ کی نسبت چونکہ ماں کی طرف ہوگی اس لئے جملہ اخراجات نان ونفقہ وغیرہ بھی ماں کے ذمہ واجب ہوں گے، نہ کہ اس مرد پر جس کے جرثومے تھے، یہ دوسری بات ہے کہ مرد اسے قبول کرے اور اس کی ذمہ داری اُٹھائے، لیکن جب شرعاً اس پر لازم نہیں ہے تو یہ بہت ممکن ہے کہ

جب مرد یہ دیکھے گا کہ بچہ اس کی خواہش کے مطابق نہیں یا ناقص ہے تو اس کو لینے سے انکار کردے گا جب کہ قانونِ شرع اسے مجبور نہیں کرتا، تو اس سے بلاوجہ عورت پر ایک بوجھ ڈالنے کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کیونکہ بچہ کا رشتہ ماں سے ہوگا اور اس کے سارے اخراجات کا بوجھ بھی اس پر ہوگا۔

(ر) نیز ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کا گناہ اجنبی مرد اور عورت دونوں پر ہوگا۔ دونوں شرع اور قانونِ فطرت سے بغاوت کے مرتکب ٹھہریں گے لیکن چونکہ اس میں حقیقی زنا کی صورت (مرد کا آلہ تناسل غیر منکوحۃ کی شرمگاہ میں داخل کرنے کی صورت) نہیں پائی جاتی، اس لئے زنا کی حد، تو ان پر جاری نہ ہوگی، البتہ اسلامی حکومت ان پر تعزیری سزا عائد کرسکتی ہے اور آخرت کی سزا الگ ہوگی۔

۲۔ ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کا دوسرا طریقہ جس میں مرد اور عورت دونوں میاں بیوی ہوں مگر فطری طریقہ سے ہٹ کر غیر فطری طریقہ سے مرد کے جرثومے اور عورت کے جرثومے کو نکالنے کے بعد خاص ترکیب سے بیوی کے رحم میں داخل کرتے ہیں۔ اس کا حکم پہلے مختلف ہوگا، پہلی بات تو یہ ہے کہ شوہر کا مادۂ منویہ عورت کے رحم میں داخل کیا گیا جوکہ ناجائز نہیں ہے، اس طرح اس سے حمل ٹھہرا تو ثابت النسب ہوگا اور اس میں کوئی تعزیری حکم نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ زنا کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں گناہ بھی نہیں ہوگا، جب کہ دونوں کے جرثومے نکالنے اور داخل کرنے میں کسی اجنبی مرد اور عورت کا عمل دخل نہ ہو، بلکہ سارا کام بیوی اور شوہر خود ہی انجام دیں لیکن شوہر اور بیوی کے جرثومے کو غیر فطری طریقہ سے نکالنے اور عورت کے رحم میں داخل کرنے میں اگر تیسرے مرد یا عورت کا عمل دخل ہوتا ہے اور اجنبی مرد یا عورت کے سامنے شرمگاہ دیکھنے یا دکھانے اور مس کرنے یا کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس طرح بے حیائی اور بے پردگی کے ساتھ بچہ پیدا کرنے کی خواہش پوری کرنے کی اجازت شرعاً نہ ہوگی، کیونکہ بچہ پیدا کرنا کوئی فرض یا واجب امر نہیں ہے، نہ ہی بچہ پیدا نہ ہونے سے انسان کو جان یا کسی عضو کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے تو گویا کہ کوئی شرعی ضرورت واضطراری کیفیت

نہیں پائی جاتی جس سے بدن کے مستور حصے خصوصاً شرمگاہ کو اجنبی مرد یا عورت ڈاکٹر کے سامنے کھولنے کی اجازت دے۔

لہٰذا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے دوسرے طریقہ کو اگر کسی اجنبی مرد یا اجنبی عورت ڈاکٹر کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے تو جائز نہیں ہے یعنی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا، تاہم بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، اس کو باپ سے وراثت ملے گی۔ صحیح اولاد کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

یہاں اور چند مزید ممکنہ صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں جن کی طرف توجہ نہیں دی گئی، لہٰذا فائدے کے طور پر ان صورتوں کا حکم بھی اجمالاً بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ اولاد حاصل کرنے کا تیسرا طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص نکاح کیے بغیر اولاد حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ کسی عورت کو اولاد حاصل کرنے کے لئے کرائے پر لے اور اس سے فطری طریقہ سے زنا کرے یا غیر فطری طریقہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے نظام سے اپنے جرثومے کو اس کے رحم میں داخل کرکے اولاد حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس کا حکم بھی زنا کا ہے اور اس سے ہونے والا بچہ بھی ولد الزنا ہے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ اولاد حاصل کرنے کی سعی کرنے والا مرد نہ ہو بلکہ وہ عورت ہو کہ وہ بلا نکاح کسی مرد کو کرائے پر لے کر اس سے فطری طریقہ سے زنا کرکے بچہ پیدا کرے یا کسی اجنبی مرد کے مادۂ منویہ کو غیر فطری طریقے سے اپنے رحم میں داخل کرکے بچہ پیدا کرے۔ یہ بھی زنا کے حکم میں ہے، اس میں بچہ تو عورت کو مل جائے گا لیکن اس کو ولد الزنا کہا جائے گا۔ اس طرح بچہ حاصل کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ اولاد حاصل کرنے کے خواہش مند میاں بیوی ہوں لیکن اس کے جرثومے ناقص یا اولاد پیدا کرنے والے نہ ہونے کی بناء پر کسی ایسی اجنبی مرد کے جرثومے کو ملاکر بیوی کے رحم میں داخل کردیں جس کے جرثومے میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہو یا میاں بیوی دونوں کے جرثومے کسی اجنبی

عورت کے رحم میں داخل کردیں۔ ان صورتوں میں خلطِ نسب کے شبہات پیدا ہوتے ہیں، تاہم جس عورت کے بطن اور حمل سے بچہ پیدا ہوگا۔ بچہ کی نسبت اس کی طرف ہوگی اور وہ اگر شوہر والی عورت ہے تو اس کے شوہر سے بچہ کا نسب ہوگا، خواہش مند عورت سے نہ ہوگا اور اگر عورت بے شوہر ہے تو صرف اسی عورت سے نسب ثابت ہوگا، جس کے بطن میں حمل ٹھہرا اور جس عورت کو اولاد کی خواہش تھی اور اس کے جرثومے بھی ملائے گئے ہوں اس سے نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

بہر حال اس میں مزید صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں لیکن ہم نے جو اُصول بیان کردیئے ہیں اور جس تفصیل سے اُصول اور مسائل کو دلائل سے ذکر کیا ہے اس سے مزید پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی انشاء اللہ ملے گا، ایک ادنیٰ درجہ کی عقل رکھنے والے بصیرت وعلم کے لئے اتنا کافی ہے۔

تعددِ ازواج (ایک سے زائد شادی کے شرعی احکام)

مرد کے لئے اسلام نے اجازت دی ہے کہ ایک سے چار عورتوں بیک وقت اپنے نکاح میں رکھے بشرطیکہ ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف قائم رکھ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحده. (سورۃ نسا)

ترجمہ: اور (حلال) عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو، تین تین، چار چار (عورتوں سے) پھر اگر تم ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ایک مرد چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرسکتا ہے۔ البتہ متعدد نکاح کرنے کے بعد ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی ان سب کے درمیان عدل وانصاف اور برابری کا معاملہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر برابری نہ کرسکتا ہو تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرے۔

مکتبۃ الیاس

کی اہم مطبوعات ہر گھر کی ضرورت

☆قرآن مجید ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۳ سطروں والا ☆آسان نماز ☆نورانی قاعدے
☆انبیاء کے قصے (ابن کثیر کی کتاب کا ترجمہ) ☆ہر پریشانی اور بیماری کا علاج
☆حقوق العباد اور اس کی اہمیت ☆آپ کے ظاہری اور باطنی مسائل اور ان کا حل
☆اپنے نبی کے حقوق ادا کیجئے ☆پیارے نبی کی (۱۱۶) پیاری تقریریں
☆شادی کے شرعی احکام ☆امتِ مسلمہ کی تباہی کے اسباب ☆زادِ مؤمن
☆اپنی نمازوں کی اصلاح کیجئے ☆آپ زکوۃ کیسے ادا کریں ☆مقبول دعائیں
☆تحفۂ مومن ☆موبائل کی نعمت کا صحیح استعمال ☆رمضان قیمتی بنائیں
☆ماہِ مقدس کے شرعی احکام ☆ماہِ ذی الحجہ کے شرعی احکام
☆ماہِ محرم کے شرعی احکام ☆ماہِ ربیع الاول کے شرعی احکام
☆مسنون دعاؤں کے کارڈ ☆عمرہ کے کارڈ ☆حج کے کارڈ

مکتبۃ الیاس

Z-85 بہادر آباد یار جنگ سوسائٹی
0321-2069945